

ماں کے جذبات کا جس شدت سے اظہار ہے حسرت و اندوہ کا جو زور ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ مجلس تڑپ جائے اور قاری چنیں مار مار کر رونے لگے۔ پھر ایک دو نہیں دس بند اسی اثر انگیزی اور ہلکی لمبے میں کھٹے چلے گئے ہیں گویا ایسے کا مقصد آغاز ہی میں پورا ہو گیا۔ پھر کم و بیش پندرہ بند ذرا دبے دبے غم اور گھٹے گھٹے جذبات کے ساتھ سنے جائیں گے، امام حسین علیہ السلام کا جیسے میں آنا، خواتین کا عالم، بچے کی حالت، امام کا فرزند کو آغوش میں سے کر میدان میں آنا اور فوج سے باتیں کرنا، حیلہ کا تیر چلنا، امام کی حالت

سو نہوں کے اٹاؤں کہاں، آہ کیا کروں

خبر جیسے میں پہنچے، خواتین کا عالم، ماں کے ہیں، بند نمبر بادوں میں تخلص ڈال کر پڑھنے والوں کو اختیار دیا ہے کہ مرثیہ یہاں ختم کر دیں۔ ایسی صورت میں پورا مرثیہ المیہ اور منیہ ہے اور گریہ آفرینی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بند نمبر تیس سے مرثیہ کا رزمیہ تیز بدلتا ہے اور امام کی جنگ آخر کی گریز کے ساتھ ساتھ آمد گھوڑا تلوار، اور جنگ، کے اجزا اپنی ترتیب سے آگے بڑھتے ہیں۔ تلوار کے پندرہ بند ہیں، اس مربع، برجستہ، نازک خیالی اور تکنیکی اعتبار کے تفسیر بند ہیں، اعلیٰ درجے کی غزلیت، اور نہایت لطیف شہریت کے نمونے ہیں:

پارا آئینے نے شہر بدن کی جولی پناہ بولی کہ منہ تو دیکھ، توڑ کے گا میری راہ؟
پھونکا سپر کے کان میں، جا بھاگ رو سیاہ سیدھی کمان گہری تر چھی جو کی نگاہ

آنکھیں ہوائے تیغ سے جوشن کی پھر گئیں

کڑیاں زہ کی صورت سنبل بکھر گئیں

مرثیہ کے دوسرے حصے میں یعنی بند نمبر ۵۲ سے ۹۴ تک امام حسین علیہ السلام کی جنگ اور

شہادت کا بیان ہے اور جنگی اور گریہ خیز و حسرت آفرین ہے۔



مرثیہ:

بانو کے شیر خوار کو، مفتہم سے پیاس ہے

۹۱ بند

احوال شہادت علی اصغرؑ و شہادت امام حسین علیہ السلام

۱ بانو کے شیر خوار کو، مفتہم سے پیاس ہے بچے کی نبض دیکھ کے ماں بے حواس ہے
بے دودھ ہے، نہ پانی کے ملنے کی آس ہے پھر قہقہے آس پاس پر جینے سے پیاس ہے

کتی ہے: کیا کروں میں، دہائی حسینؑ کی

چٹی پھری ہے آج مرے نور عین کی

۲ فریاد یا علیؑ! میں کدھر جاؤں، یا علیؑ ان داغوں کو کہاں سے جگر لاؤں، یا علیؑ
کس طرح ان کی سانس کو ٹھراؤں، یا علیؑ پانی کا قحط ہے، میں کہاں پاؤں، یا علیؑ

پچھلے کو آنکھ کھولی تھی، اب کھولتے نہیں

روتے نہیں، ہنسنے نہیں، بولتے نہیں

۳ اک دم بھی ہائے غم سے نہیں انفراخ ہے تازہ ابھی جوانی اکبر کا داغ ہے
نو پھر گئی ہے کان کی انگریہ چرخ ہے کیا رٹنے کو موت کے میرا ہی باغ ہے

کیا خاک میں ملانے کو میرے ہی پیارے ہیں

کہ دو اہل سے یہ تو علیؑ کے ستارے ہیں

۴ میں کتنی تھی، نجف میں انھیں کے جاؤں گی شاہ نجف کا ان کو مجاورت میں آؤں گی
آنکھی پلوں کے گرد لحد کے پھراؤں گی ہے، انھیں کو قبر میں اب میں سلاؤں گی

منبت کے طوق بڑھ چکے پروان پڑھ چکے

لیس کا وقت آگیا قرآن پڑھ چکے

- ۵ اب کس کی باولاد بڑھاؤں گی ہنسلیاں ہے ہے اگر سخت ہو گئیں یہ نرم انگلیاں
رتیوں بدل بدل کے پھرتے ہیں پتلیاں اب میرے لال باندھ نہیں سکے تمھیں
- باقی حواس پیاس سے معصوم کے نہیں
منہ میں انگوٹھے بیٹے ہیں اور چرتے نہیں
- ۶ رونانہ جانتے تھے سدا مسکراتے تھے پھیلا کے ہاتھ گود میں سب کی یہ آتے تھے
خاطر سے میری جھولے میں یہ لیٹ جاتے تھے جاتی تھی میں جدھر، یہ ادھر منہ پھراتے تھے
کس کی نظر لگی کہ میں نظروں سے گر گئی
وہ چاہ پیار اب نہ رہا آنکھ بچھر گئی
- ۷ ہر دم سکینہ سامنے بھائی کے آتی ہے ہاتھوں میں خالی کوزوں کو لے کر دکھاتی ہے
ننلا کے ننھے تھوے، یہ رو کر سناتی ہے من جاؤ بھائی جان، سکینہ مناتی ہے
کڑھتی ہیں اماں آنکھ کو تم کھولتے نہیں
اللہ، ہم پکارتے ہیں، بولتے نہیں
- ۸ غصے سے آنکھ بند ہے، یا تشنگی سے آہ خالق کی تم پر جبرِ علی کی تمہیں پناہ
بے آپ کے پانہیں پانی، خدا گواہ صدقے گئی، پھر اور ہوا مجھ سے کیا گناہ
تیروں تھے مشک چھد گئی مجھ بے حواس کی
پیاسی بہن سے لے لو قسم اپنی پیاس کی
- ۹ سر ننگے گرد جھولے کے گتہ ہے سب ہم بھیلار ہے ہیں سٹے ہوئے پاؤں کو حرم
تیکے پر سر ڈھلا ہوا رکھتے ہیں دم بدم چھاتی یہ ہاتھ رکھ کے کبھی دیکھتے ہیں دم
قرآن کی ہوا کبھی گھبرا کے دیتے ہیں
بات کر دیکھتے ہیں تو منہ پھیر بیٹے ہیں
- ۱۰ آخر کہا یہ سب نے، بلاؤ امام کو لاؤ! خدا کے واسطے لاؤ امام کو
اس بے زباں کا حال سناؤ امام کو نیلی رگیں گلے کی دکھاؤ امام کو
اکبر کی لاش سے گئے ہیں قتل گاہ میں
کوئی پکار لو، وہ ابھی ہوں گے راہ میں

- ۱۱ حضرت ٹا رہے تھے وہاں لاش بڑھواں جو نیچے سے بلند ہوئی بیروں کی فتال
بورے کے پچین بھائی کو بن بھائی کے کہاں اکبر امتہاری لاش کا خالق نکا ہبیاں
ہم خمیر کہہ میں جاتے ہیں، اصغر بلاتے ہیں
اُن کو بھی پاس لاکے تمہارے سلاتے ہیں
- ۱۲ منہ پر جوان بیٹے کا تازہ لہو لگائے ماتم سرا میں گنج شہیداں سے شاہ آئے
جھولے پر ہاتھ پکڑے ہوئے اہل بیت لاکے بچے کے ہاتھ پاؤں ہلا کر انھیں دکھائے
رو کر کہا کہ سانس فقط آسٹکار ہے
سواس کا کیا حساب کہ دم کا شمار ہے
- ۱۳ بیٹھے سر ہانے جھولے کے شہید سر جھکائے اصغر کے کان سے لب مہجور نما ملائے
چھکے سے کچھ کہا کہ وہ سننے ہی سکرائے سوئے حسین ہاتھ بھی بے ساختہ بڑھائے
بولی سکینہ: بابائے مشکل کشائی کی
اماں! مبارک، آنکھ کھلی میرے بھائی کی
- ۱۴ ہاتھوں پر لے چکے انھیں جب شاہِ اقیابا تو پکاری: لوٹڑی کو صاحب، جلا لیا
سیدانیوں کے پاؤں پر پھر سر کو رکھ دیا بولی، خدا نے سب کی دعا سے کرم کیا
لب پر تبسم، آنکھوں سے شہ کے نظارے ہیں
ہم تم کوئی نہیں، انھیں با با ہی پیارے ہیں
- ۱۵ زینب نے پوچھا شہ سے، کہ لے فخر کائنات کیا آپ نے کہا کہ جو پورنکار نیک ذات؟
شہ بولے: ان کے دادا ہیں حلالی شکلات اس بے زباں کے کان میں نے کسی یہ بات
چلنے ہو، پہلو سے علی اکبر میں سونے کو؟
آتے ہو میرے شیعوں پہ قربان ہونے کو؟
- ۱۶ جھولے سے اٹھ کے قتل کے میداں کو دیکھیے کیا عمل و در ہیں، گنج شہیداں کو دیکھیے
لوٹے ہوئے علی کے گلستاں کو دیکھیے خنجر کے پھل کو غنچہ پریکاں کو دیکھیے
یہ سن کے میری گود میں جھولے سے آئے ہیں
منقل کو شوق تیر میں منہ کو پھرائے ہیں

- ۱۷ بانو پکاری ان پر تو سب رحم کھائیں گے
شہ لورے، ہونہیب میں ہو گا وہ پائیں گے
پچھکھکے پانی بھی دشمن پلائیں گے!
پہلے انھیں کے آگے انھیں لے کے جائیں گے
خاطر سے ان کی پانی کے سائل بھی ہوئیں گے
انجام کار یہ ہے کہ ہم ان کو روئیں گے
- ۱۸ بانو نے دی قسم کہ یہ فرمائیے نہیں
اب دل مرانہ مانے گا سمجھائیے نہیں
گذری میں ایسے پانی سے لے جائیے نہیں
اصغر کو دیکھیے مجھے رُو لوائیے نہیں
شہ لورے، ان کو شیعوں سے پیارا کرو گی تم؟
جھوٹے میں موت آئے گی تو کیا کرو گی تم؟
- ۱۹ اب تو ضرور جائیں گے یرن کو جائیں گے
جینا خدا جو لائے گا ہم لے کے آئیں گے
پانی اگر ملے گا تو ان کو پلائیں گے
پر عمر ہی جو کم ہے تو کیوں کر بڑھائیں گے
بندے کا کچھ نہ زور نہ کچھ اختیار ہے
مختار موت و زلیلت کا پروردگار ہے
- ۲۰ سمجھانے پر سینے کے بانو نے رو دیا
لے کر بلائیں بیٹے کی پھر یہ بیاں کیا
دیکھا فلک کو یاس سے اور سر جھکا لیا
واری، سدھارو، خیر، جو مرضی کبیرا
دیکھوں پھر آج کب تمھیں گوی میں لیتی ہوں
اللہ و جنتین کی ضمانت میں دیتی ہوں
- ۲۱ کس دھوپ میں سدھانے ہوئے علی کے چہرے
آگے سن، ہمیں ویسار، حیدر و بتول
سر پر خدا کا سایہ ہو اور پشت پر رسول
واری گئی اشارے سے کہہ دو کیا قبول
کھیلے ہم سنوں سے نہ تم گھٹتیوں پہلے
میں ہاتھ مل کے رہ گئی دنیا سے یوں پہلے
- ۲۲ اصغر کو لے چلے جو شہنشاہِ بے روبر
تھا سا ہاتھ ماتھے پر رکھا جھکا کے سر
مڑ مڑ کے اس نے کتیرہ پر حیرت سے کی نظر
بانو پکاری پھر کے منہ کو ادھر ادھر
لوگو مرا کلیجہ نکلتا ہے تنہا لو
اصغر سدھارتے ہیں جہاں سے سلام لو

- ۲۳ گھر سے نہیں چلے ہیں، یہ دنیا سے جاتے ہیں
زینب پکاری ہونٹوں کو بھی تو ہلاتے ہیں
تختے سے ہاتھ جوڑ کے مال کو دکھاتے ہیں
اتنے دنوں کے دودھ کا حق بخشواتے ہیں
وہ بولی بس کیلجے پہ نشتر نہ مارو، تم
لو دودھ چھ مہینے کا بخشنا، سدھارو، تم
- ۲۴ ہاتھوں پر لے کے اس کو چلے شاہ کربلا
لکھا ہے دھوپ تیر تھی اور گرم تھی ہوا
اور ساتھ ساتھ گود کو دکھو لے ہوئے قضا
اصغر پہ مال نے ڈال دی اک اجلی سی روا
چادر نہ تھی، وہ چہرہ پر آب و تاب پر
ٹکڑا سفید رابر کا تھا آفتاب پر
- ۲۵ چادر تھی یا کہ دھوپ تھی بانو کے پھول پر
روپوش زیر چادر متاب تھا قمر
یا صبح کی سفیدی میں سورج تھا جلوہ گر
محسن کے تن پہ سدا نور آتا تھا نظر
اس پردے میں عنایت حق آشکار تھی
سایہ فگن وہ رحمت پروردگار تھی
- ۲۶ ہر اک قدم پر سوچتے تھے سبطِ مصطفیٰ
نے مانگنا ہی آتا ہے مجھ کو نہ التجا
لے تو چلا ہوں فوج عمر سے کہوں گا کیا
منت بھی کر کروں گا تو کیا دیں گے وہ چلا
پانی کے واسطے نہ سنیں گے عدومری
پیاسے کی جان ہائے گی اور آبرومری
- ۲۷ پینچے قریب فوج تو گجرا کے رہ گئے
غیرت سے ذنگ فقی ہوا، تھرا کے رہ گئے
چاہا کہ رہی سوال پر شرماکے رہ گئے
چادر پسر کے چہرے سے سر کا کے رہ گئے
آنکھیں جھکا کے رہے کہ ہم کولائے ہیں
اصغر تنھارے پاس غرض لے کے آئے ہیں
- ۲۸ مال نے بہت گلے سے گایا، نہ چپ ہوئے
بنوں نے گویوں میں کھلایا، نہ چپ ہوئے
گوارے میں پھوپھی نے جھلایا، نہ چپ ہوئے
رورو کے سارے گھر کو رُلایا، نہ چپ ہوئے
واں اشکبار تھے تو یہاں بے قرار ہیں
پانی کے تم سبھوں سے یہ امید وار ہیں

۲۹ گر میں بقول شہر و عمر ہوں گناہ گار یہ تو نہیں کسی کے بھی آگے تصور وار
شش ماہر بے زبان، بنی زادہ، شیر خواہ ہنرم سے سب کے ساتھ یہ پیاسا ہے بقیرار

سن ہے جو کم تو پیاس کا حد مر زیادہ ہے

مظلوم خود ہے اور یہ مظلوم زادہ ہے

۳۰ جز شیر اور کچھ نہیں ان کی غذا ابھی نے گھنٹیوں چلے ہیں نہ مکتب ہوا ابھی
بابا کا نام بھی نہیں منہ سے لیا ابھی یہ تو ہر ایک دین میں ہیں بے خطا ابھی

کیا کام ان سے بغض ہے تم کو اگر مرا

جانو خدا کا بندہ، نہ سمجھو پسر مرا

۳۱ یہ کون بے زبان ہے، تمہیں کچھ خیال ہے؛ درِ بخت ہے، بازو سے بے کسی کا لال ہے
روان لو، تمہیں قسم ذوالجلال ہے یثرب کے شاہزادے کا پہلا سوال ہے

پوتا علیؑ کا تم سے طلب گار آب ہے

مے دو کہ اس میں ناموری ہے تو اب ہے

۳۲ پھر ہونٹ بے زبان کے چومے جھک کے سر رو کر کہا جو کہنا تھا وہ کہہ چکا پدر !
باقی رہے نہ بات کوئی لے مرے بگڑ سوکھی زبان تم بھی دکھا دو نکال کر !

پھیری زبان ہوں یہ جواس نور عین نے

تھرا کے آسمان کو دیکھا حسینؑ نے

۳۳ مولیٰ فلک کو رکھ رہے تھے کہ ناگہاں لی جزو مکہ نے شانے سے دو ٹانگ کی کہاں
ترکش سے چن کے کھینچ لیا تیر جاں سناں جوڑا کہاں میں تاک کے حلقوم بے زبان

چھٹے ہی اہلق پتے کا چھیدا جو تیر نے

گھبرا کے شش سے کھول لی آنکھیں صغیر نے

۳۴ کیا بن تھا، تیر کھاتے ہی پچھ بک گیا سوکھے گلے میں خون بھرا دم اٹک گیا
تڑپا جو شتر کے ہاتھوں پر قامت برک گیا ٹوپی گری زمین پر منکا ڈھلک گیا

نٹھی کلابوں میں شش سے بل پڑے

ہچکی جو آئی منہ سے انگوٹھے نکل پڑے

۲۵ منہ اُس طرف سے شتر نے پھرا یا کہ کیا ہوا دیکھا کہ پار حلق سے تیر جفا ہوا
پچھ تڑپ رہا ہے لومیں جھرا ہوا ہے دہنا ہاتھ زخم گلو پر دھرا ہوا

آنکھیں پھرائے دیتے ہیں تیور بدلتے ہیں

آگے تو دودھ اگلتے تھے اب نول اگلتے ہیں

۲۶ رو کر کہا لعینوں سے کیوں لے جو لالہ و پیر ہم نے کہا تھا کیا، جو جھلا تم نے مارا تیر
تم سے کلام کرتا تھا میں، یا کہ یہ صغیر اس بے زبان نے تو زمانگا تھا آب و شیر

ثابت علیؑ کے پوتے کی کوئی خطا نہ کی

تم نے ہمارے لانے کی کچھ بھی حیانت کی

۲۷ انکار میں مضائقہ کیا تھا، غضب کب خاطر نہ بچے کی نہ ہمارا ادب کیا
تم سب نے کیا کسی سے نہیں کچھ طلب کیا؟ یہ ظلم کافروں نے بھی سائل پر کب کیا

نا سورا اس کے پالنے وال کا دل ہوا

میں آپ پانی مانگ کے تم سے نچل ہوا

۲۸ ہنس ہنس کے سین کے رونے پر ہٹ گئے شتر نے وہ آہ کی کہ دو عالم الٹ گئے
اصغر ہمک ہمک کے پدر سے پٹ گئے ننھے سے ہاتھ پاؤں لرز کر سمٹ گئے

ہونٹوں سے شتر کے ہونٹ ملے اور گذر گئے

اک بوسہ مسکرا کے لیا اور مر گئے

۲۹ کیا کام کم سنی میں کیا تشنہ کام نے میراث لی حسینؑ کی اس لالہ فام نے
روزہ چھٹے مینے جو رکھا امام نے اصغرؑ نے دودھ چھوڑ دیا سب کے سامنے

حلق حسینؑ سے ابھی ختمیر ملا نہ تھا

یاں تیر تھا گلے میں مگر کچھ گلا نہ تھا

۳۰ کھینچا گلے سے بچے کے اہستہ شتر نے تیر اور ہاتھوں پر بلند کیا لاشہ صغیر
گردن جھکا کے بولے کہ لے خالق قدیر مقبول ہر حسینؑ کا یہ ہدیہ انبیر

شش ماہر کوئی گشتہ تیر رستم نہیں

یہ بے زبان ناقہ صانع سے کم نہیں

- ۴۱ آئی ندائے غیب کرے تخر و دسرا نسبت بھلا ہے ناقہ صالح کلاس سے کیا
جوان تھا وہ یہ ہے یگر بند مصطفیٰ خیر البشر کا پارہ دل، قدیر خدا
ہوں بے زبان راہ خدا میں موانہیں
آدم کی نسل میں کوئی ایسا ہوا نہیں
- ۴۲ مولائے اس ندا پر کیا شکر ذوالجلال لاشہ منبجھائے زین سے اتڑے لمبوں لال
اصغر کی خواہگاہ کا کرنے لگے حیاں دیکھا کہ پاؤں رکھنے کی رن میں نہیں مجال
پڑتی ہے دھوپ قہر کی، لوتیز چلتی ہے
اور گرم گرم بھانپ زین سے نکلتی ہے
- ۴۳ لاشے کے منہ کو دیکھ کے کہنے لگے یہ شاہ: بے چارگی کا وقت ہے اصغر، خدا گواہ
ماں بنیں گھریں، باپ پر یاں زلفہ سپاہ بی رنگ گرم اور یہ بدن نرم، آہ آہ
دل ساتھ نکلا پڑتا ہے کیوں کر جدا کروں
سوزنوں کے، لٹاؤں کہاں، آہ کیا کروں
- ۴۴ ناگہ صدا یہ آئی کہ اے میرے بے دیار تجھ پر بھی میں فدا ترے اصغر یہ بھی تیار
مرتے ہیں مومنوں کے جو اطفال شیر خوار جنت میں پالتی ہوں انھیں میں بجز فکار
لے واسے گردن پرتے کے کام آئے فاطمہؑ
واری، کھڑی ہے گرد کو پھیلائے فاطمہؑ
- ۴۵ مولائے اس ندا پر کیا شکر کبریا مانند داغ سینے پر اُس لاش کو کیا
زیر قنات آئے شمشاہ اَنقیبؑ نضحی سی قبر کھود کے مدفون اسے کیا
پھر قبر سے لپٹ گئے اور ایسی آہ کی
جس آہ نے فرشتوں کی حالت تباہ کی
- ۴۶ فضہ سے بانو بولی کہ جا کر خبر تو لا بے رحموں نے مرے علی اصغر سے کیا کیا
فضہ گئی اور اُس کے کہا: ”وامرئیتنا“ بی بی کی کوکھ اجڑا گئی ہے ہے یہ کیا ہوا
اصغر تو گود میں نہیں معلوم ہوتے ہیں
شیر ایک نضحی سی تربت پر روتے ہیں

- ۴۷ سننا تھا یہ کہ بیویوں میں سینہ زنی ہوئی فضہ کے ساتھ عشرت شاہ غنی ہوئی
نکلی جو گھر سے تربت ہاں گدنی ہوئی دیکھا کہ ایک قبر سے نضحی بی ہوئی
رکتے ہیں اس پر طوق لمبوں بھرے گئے
دوتے ہیں، سر کو شاہ لحد پر دھرے گئے
- ۴۸ بانو نے آگے بڑھ کے یہ شور و بکا کیا والی! کھو مرے علی اصغر کو کیا کیا! ہا
رو کر حسین برے کہ نذر خدا کیا امت کے شیر خواروں پہ اُن کو فدا کیا
بی بی یہ تیرے ہنسلیوں واسے کی قبر ہے
بانو یہ تیرے گود کے پاسے کی قبر ہے
- ۴۹ ہو کر کھڑی وہ زانو سر پٹینے لگی تربت پہ کہہ کے ہائے سپر پٹینے لگی
گیزا اذہر، سینہ اُدھر پٹینے لگی اگر توبل اُختہ جگر پٹینے لگی!
سیری نہ پٹینے سے ہوئی سانس اٹ گئی
آنے لگا جو عش تو لحد سے لپٹ گئی
- ۵۰ بولی پسر کے پیار میں، اصغر اٹھو اٹھو بس سوچکے مزار میں، اصغر، اٹھو اٹھو
آؤ مرے کنار میں، اصغر، اٹھو اٹھو ہمیں ہیں انتظار میں، اصغر، اٹھو اٹھو
اک دم کے دم میں ہائے یہ سامان ہو گئے
عش آیا، تیر کھایا، لحد میں بھی سو گئے
- ۵۱ بیٹا، تمہارے دانت نکلنے نہ پائے ہائے بانو کے آگے گھٹنیوں نے پلنے نہ پائے ہائے
یہ دکھ پر دکھ پڑے کہ سنبھلنے نہ پائے ہائے پھل کھایا تیر ظلم کا، پھلنے نہ پائے ہائے
فاتحے میں سیر ہو گئے دنیا کی سیر سے
ہے ہے نہ اک برس بھی کٹا تم پر خیر سے
- ۵۲ لے غنچہ ریاضی نبی تو نہ گل ہوا! ہے ہے چھٹے عینے میں ماتم کا گل ہوا
بے نور آج خیمہ شاہ رُسل ہوا اندھیر ہے، چراغ سر شام گل ہوا
بے ہوش اس بیان سے وہ خستہ جہاں ہوئی
بس لے دبیر بس، کہ قیامت عیاں ہوئی

- ۵۳ اتنے میں بہر جنگ بڑھی فوج اشقیا
اصغر کو شہر نے پہلوے اکیر میں لکھ دیا
اور دین کے ہلال کو دی بدر کی ضیا
پہنچا زبان تیغ سے بھی حکم کیر یا
قربان دوا بخارج شہر دیں پناہ پر
غصہ تو پیچھے آیا، یہ پہلے سپاہ پر
- ۵۴ محشر کے زلزلے نے عناں آگے تمام لی
نصرت کے ڈنڈے نے رکاب امام لی
چابک زن فلک نے کرن کی گام لی
شامی تو کیا تھے، روز نے بھی راہ شام لی
حیرت کی شکل خوف سے جن و ملک بنے
دو پاؤں بھاگنے کو زمیں و فلک بنے
- ۵۵ لٹکارا آسمان کوہ میں آیا کھڑا تورہ
پیک ہوا کو کہہ کے ہٹایا، کھڑا تورہ
سورج پر نعرہ لگ ہوا سایہ کھڑا تورہ
وہ گر پڑا جسے یہ سنایا، کھڑا تورہ
قر خدا رواں ہوا، پھر کب اماں ملے
کیا خاک میں زمیں کی طرح آماں ملے
- ۵۶ دریا تھا موج پر مگر اُس آن چھپ گیا
کسار میں سمٹ کے بیابان چھپ گیا
لنگر میں شہر ہو کے پریشان چھپ گیا
ڈر کر عمر کے قلب میں شیطان چھپ گیا
یاں موزہ، واں علیحدہ دستار ہو گئی
آمد ہی میں یہ فوج کی رفتار ہو گئی
- ۵۷ اطفال فتح پھر تو کیا ایک جواں ہوئے
خط شباب جو بہر تیغ رواں ہوئے
دو پہل نیام بزم سے پڑ تو فشاں ہوئے
اندر از غیب خضر کے منہ سے عیاں ہوئے
طوفان کی طرح سے یہ اٹھا شور فوج سے
بحرین آشکار ہوئے ایک موج سے
- ۵۸ جوہر سے سب کے بال بدن پر کھڑے ہوئے
غل تھا، ہلال میں ہی ستارے بڑے ہوئے
مرتے ہیں رُعب تیغ سے ہم بے ڈرے ہوئے
جوہر کے چرخ سے ہیں بلا میں پڑے ہوئے
جوہر میں طوقہ ہیبت تیغ دیر ہے
مچھلی کے جال میں یہ مگر کوئی شیر ہے

- ۵۹ بازھی صفیں جماعت کفار شام نے
طاعت کی حفظ جان کے لیے خاص عام نے
پر ان کے عیب کھولے علی کی حسام نے
تیکیر کہہ کے ہاتھ جو چھوڑا امام نے
رعشہ ہوا یہ خوف شہر کائنات سے
تیغیں گریں بتوں کی طرح چھٹ کے ہات سے
- ۶۰ چار آئینے نے شہر بدن کی جولی پستہ
بولی کہ منہ تو دیکھ، تورہ کے گامیری راہ؟
چھو نکاسپر کے کاں میں، اجا جاگ زو سیاہ
سیدی کمان ہو گئی تر چھی جو کی نگاہ
آنکھیں ہوائے تیغ سے جوش کی پھر گئیں
کڑیاں زرہ کی صورت سنبل بکھر گئیں
- ۶۱ آگے کی صف کے تیغ دوسر کاٹی تھی سر
اور لبتی تھی پیش نگہ، ہر قدم نظر
ناگاہ آئے پشت پر کچھ پیشوائے شر
تیغ علی نے دیدہ جوہر سے کی نظر
رفت و صفت اٹل کے یہ فرقہ نکل گئی
کانٹے الجھ کے رہ گئے صرصر نکل گئی
- ۶۲ باران ذوالفقار سے ہمتی کے گھر بیسے
تیم ہدی شمر کا بچا، سب شہر بیسے
یہے مغزوں کے جابکے مانند سر بیسے
سوتے تھے جو زمیں میں وہ افلاک پر بیسے
جزا بہر تیغ منہ سے گئے تھے نہ کبھی
کہتا تھا اب برس کے نہ برسوں کا پھر کبھی
- ۶۳ ریتی میں جوئے تیغ نے کی تجوئے موج
طوفان کی طرح گئی بر موج سوتے فوج
دل کیا تھے پانی پانی ہوئی اُرد سے فوج
شہر ان آب تیغ کہیں جس نہ لگے فوج
اترا گلے سے جس کے تو دم اس کا چڑھ گیا
قد گھٹ گیا سقر کی طرف پاؤں بڑھ گیا
- ۶۴ بوٹی طرح دماغ میں آئی، چلی گئی
مثل ہوا سردوں میں سماں، چلی گئی
مانند شعلہ باگ اٹھائی، چلی گئی
آندھی کی طرح آگ لگائی، چلی گئی
سینے میں صاف آتی تھی اور صاف جاتی تھی
انداز دم کی آمد و شد کا دکھاتی تھی

۶۵ خلقت میں آنے جانے میں آپ حیات تھی اور روشنی میں نیز انظم کی ذات تھی
اندھیر کرنے کو یہ قیامت کی رات تھی منز سے نکلنا اس کے لیے ایک بات تھی

دن میں تو کافروں کے فقط حلق پر پھری

پر شہروں میں زبانوں پر مثل خیر پھری

۶۶ سیدھی جلی یہ تیغ تو لشکر الٹ دیا جیسے علیؑ نے ہاتھ سے خمیر الٹ دیا
پر زے کیے رسالوں کے دفتر الٹ دیا غصے سے پھر پڑی تو مقدر الٹ دیا

جس دم مڑی نہ پشت پر باقی رہا کوئی

جیسے پلٹ کے چوٹ کرے اڑدیا کوئی

۶۷ دریا گھٹا حسامؑ دو پیکر کے گھاٹ سے زندوں نے کی تلاش کفن اس کے پاس سے
لنگرنے ہاتھ دھوئے رطائی کے ٹھکانے اک دم بھی خیر سے نہ کٹا اس کی کاٹ سے

تلوار تھی کہ قمر خاندان پاک کا

طوفان ہوا کا، آگ کا، پانی کا، خاک کا

۶۸ دستے بڑے تیر بڑے کے قلم کیے پھیل سیکڑوں سنان نگر کے قلم کیے
لاکھوں کبابیؑ زلف سپید کے قلم کیے رایت قیاس و رائے سپر کے قلم کیے

ٹھہرے جو نام کو تو نشان قدم ہوئے

بھاگے جو راہ کاٹ کے کوچے قلم ہوئے

۶۹ یہ ایک تیغ تیر تندر آسمان دیں ابر بہار فصل چمن، باغبان دیں
سر سزاں روش سے ہے کیا بستانا دیں بڑے کی طرح کھیت رہے باغبان دیں

ہو ہو کے زرد خاک سپید میں شقی ملے

قاروں کے باغ زر کو گل اشرفی ملے

(ملہ حاشیہ از صفحہ سابقہ) مندرجہ ذیل بند دفتر تمام میں وارد ہے:

کیوں دوزبان تھی تیغ شہنشاہ بحر و بر ہاں نفس اور زکوة نزدیک تھے اہل شر
جاں اک زبان سے مانگتی تھی اک زبان سے سر دو پھل تھے، یا کہ دویدر طرے تھے جلوہ گر

قبضے میں آسمان بھی تھا اور زمیں بھی

دنیا بھی چھینتی تھی مخالفت دین بھی

۷۰ یہ مغز تک بھی کھا گئی، سر کو خبر نہ تھی تھی عین آنکھ میں پر نظر کو خبر نہ تھی
کھولی گرہ پر موسے کو کو خبر نہ تھی یہ مبتدا وہ تھی کہ خبر کو خبر نہ تھی

توسنؑ پر تو سن اس نے گرائے زمین پر

بیٹھے رہے سوار اسی طرح زمین پر

۷۱ اللہ ری حق شنائی شمشیر دو زبان تھی ہما سمجھ کے نہ کھاتی تھی استخوان
بس مثل شیر خون پیا اور ہوئی رواں پر روج بد کے ہاتھ سے قاب بھی مرگلا

دل نے قم دی تیغ دوسر کی زبان کو

میرا لہو پیے جو نہ کھا جائے جان کو

۷۲ تلوار نے جو پشت سے لی گردن عدد آسب بن کے سایہ تیغ آیا روبرو
دوزخ پکارا، امر تو جہلا، میں ہوں اور تو جیسی تھی روح ویسے فرشتے تھے چار سو

جو اس کے بیچ میں تھا بلا سے دو چار تھا

پھل سے جو پھل ملا تو غلاب فشار تھا

۷۳ چل پھر سے دل نہ شش کا میدان میں پھرا ماتر موج تیغ کے طوفان میں پھرا
مثل براق عرش سے اک آن میں پھرا بن کر ہوا عدم کے بیابان میں پھرا

مثل خیال صاف دلوں سے گذر گیا

سو کا کٹے ایک ڈرے کے نقتے پر گر گیا

۷۴ ناگاہ شوق خلد کے گلزار کا ہوا! اور حوصلہ بزرگوں کے دیدار کا ہوا
ارمان ذوالجلال کے دربار کا ہوا سر کو خیال ہدیہ غفار کا ہوا

کی تیغ میان میں تو وہ لولی دہائی ہے

اب تشریک علیؑ کے سپر سے جھڑائی ہے

ملہ نسخہ اول کشوریہ یہ وارد مطلع ہے:

بر باد جب مرتع خیر النساء ہوا (مطلع) اور اک قلم قلم چمن مرزفہ ہوا
پھر اٹھو انھیں کاغل جا سجا ہوا بسط نبیؐ پر زفرہ اہل جنس ہوا

خنجر قلن کا فاطمہ کے دل پر پھیر گیا

زہرا کا چاند فوج کے طوفان میں گھر گیا

۷۵ تصویر مادروں کی دکھانے لگا خیال دیکھا کہ ہے سکینہ کا منہ سینلیوں سے لال
ہوتے ہیں لاشہ شہزادان میں پانچال بازار میں کھلے ہیں فوجی زادیوں کے بال

بچھڑا قناری شتر کا جو پوتا ہے
وہ اونٹ کھینچ کھینچ کے بیروش ہوتا ہے

۷۶ ائی مذا کہ یہ بھی تمہیں اب قبول ہے شہ نے کہا: قبول ہے یارب! قبول ہے
پر دین میں امیری زینب قبول ہے اُمت کی ہورہائی میں سب قبول ہے

بابا کے شیعہ نانا کی اُمت عزیز ہے
اُن سے نہ گھر نہ کنیر نہ حرمت عزیز ہے

۷۷ ناگہ بلا کی طرح جھکا شکر جفا اور آفتاب لگن کا غل بہ طرف اٹھا
خشکی میں اہل بیت کا گھر ڈوبنے لگا اک گھر کے ساتھ عرق ہوئے گھر تہرا ہوا

اب تک محبت سید عالی تباہ ہیں
والی ہوا شنید موالی تباہ ہیں

۷۸ نیزے لگے جو سینے میں اتھرا کے رہ گئے شکر خدا زبان سے فرما کے رہ گئے
بیٹھا جو تیر ماتھے پر تیرا کے رہ گئے گرنے لگے تو ہاتھوں کو لٹکا کے رہ گئے

اکبر نہ تھے جلو میں نہ عباس پاس تھے
مظلوم بیچ ہیں تھا عدو اُس پاس تھے

۷۹ سینے پر بھائے رکھ کے گرایا حسین کو جی بھر کے ظالموں نے ستا یا حسین کو
گرنے پر خاک تو وہ بنایا حسین کو ہے ظلم کی یہ حد کہ عیش آیا حسین کو

پر دیکھیہ حواس شہنشاہ نیک کے
سجورے میں سر جھکا دیا ہاتھوں کو ٹیک کے

۸۰ آیا سر ہانے تیغ بگفت شمر رو سیاہ بولا گلا کہ میں ہوں پیغمبر کی بوسہ گاہ
دل نے کہا یہ سینہ ہے گنجیدہ اللہ بیٹھا وہ اُس جگہ کہ نہیں جلتے شرح آہ

اس ظلم نو سے چرخ کن کا نپنے لگا
ایسا حسین تڑپے کہ رن کا نپنے لگا

۸۱ ڈیوڑھی پر آئے سب حرم بادشاہ دین چلائی پیٹ پیٹ کے منہ زینب عزیزی
آیا یہاں ہے کوئی مسلمان یا نہیں؟ بیٹھا ہے کس بزرگ کے سینے پر یہ عینی

اے ابن سعد فاطمہؑ کا کنیر روز تباہ ہے
تو دیکھتا ہے بھائی مراد فتح ہوتا ہے

۸۲ بولا عمر کہ روک لو عیصے کا سامنا اک غول آکے خیمے کے آگے کھڑا ہوا
اس ظلم سے بس اور بھی زینب کا دم گھٹا فقہہ کورن میں بھیجا کہ حضرت کو دیکھ آ

مقتل کو وہ بڑھی تھی کہ مڑ کر یہ آہ کی
کٹی ہے برسہ گاہ رسالت پناہ کی

۸۳ پانی وہ مانگتے ہیں، پلاتا نہیں کوئی کیا قہر سے کہ پاس بھی آتا نہیں کوئی
سینے سے بے حیا کو اٹھاتا نہیں کوئی اس درد کو خیال میں لاتا نہیں کوئی

اماں تمھاری بیٹی ہیں بلبلا تے ہیں
وہ بیٹے سے لپٹی ہیں حوریں چھڑاتی ہیں

۸۴ زینب نے بال کھول کے رن کو قدم بٹھائے سیدانیاں بھی ساتھ چلیں گزنیں جھکائے
زینب پکاری، ہائے مرے بھائی جان ٹائے بیٹھا پکار لو، یہ بہن کس طرف کو آئے

بھیجوں کے تلاش کو، سب میرے مر گئے
آنکھیں بہن کی ڈھونڈھتی ہیں، تم کہہ گئے

۸۵ کٹی تھیں واں گلے کی گلیں، کون در جواب ریتی پر لوٹ لوٹ کے بولی وہ دل کباب
اے آسماں کہاں ہیں حسینؑ فلک جناب اے آفتاب کیا ہوا زہراؑ کا آفتاب

کہ اے فرات پیا سوں کا سلطان کہہ گیا؟
اے کر بلا بتا ترا صمان کہہ گیا؟

۸۶ ناگہ چلے عمر کی طرف رن سے اہل شام اُفٹخ، کی ندا ہوئی، بابے بچے تمام
واں سے بڑھی یہ بھائی کی مائیں جو چنڈ کام بے سہ ملا تڑپتا ہوا لاشہ امام

جو وقت درخ سبط پیغمبر کا حال تھا
وہ لاشہ حسینؑ پر خواہر کا حال تھا

۸۷ پہلے تو تھے بچے ڈرے اور ہٹ گئے
 آئی جو بوسین کی تو سب پٹ گئے
 گزرتے تو چاک تھی ہی کلیجے بھی پھٹ گئے
 روئے نرم، نصیب ہمارے اٹ گئے
 مرنے کا یہ عمل ہے کہ با شور و شین کی
 آنکھوں سے لاش دیکھ رہے ہیں حسین کی

۸۸ ہر بی بی مال کھولے گئے خاک اڑاتی تھی!
 کچھ اپنے دل میں سوچ کے وہ ٹہرتی تھی
 گھٹنا تھا دم فلک تھا قیامت کا جان پر
 اک آہ لاش پر تھی اور ایک آسمان پر

۸۹ آخر تڑپ کے حضرت زینب کو دی صدا
 اک دن وہ تھا کہ نجات تھے خواب میں سرا
 جنت سے آئیں لوٹدی کے گلشن النساء
 سرگوندھا اور پھولنے پھلنے کی دسا
 عاشق جو مجھ کو پایا شہر مشرقین کا
 دکھلا دیا جمال جناب حسین کا

۹۰ اک دن ہے کہ سامنے ہے لاش حسین
 مجھ کو ادب ہے خاطر زہرا کا فرض عین
 سرکھنے کا وقت ہے ہنگام شور و شین
 یہ کام ہے تمہارا کہ ان کی ہر زور عین
 یہ سرو ہی ہے جبکہ میں بندگی میں آئی تھی
 اپنی عیا علیؑ ولی نے اڑھائی تھی

۹۱ اکبر کا صدقہ اب تو مرے کام آئیے
 آخر ہوا سماگ مری نکتہ بڑھائیے
 لوٹدی کے بال کھول کے بیوہ بنائیے
 بھابھی حسن کو روٹی تھیں کیوں کرتائیے
 رند سالہ میں طلب نہیں کرتی جناب سے
 محروم تو نہ رکھیے عزا کے ثواب سے

۹۲ زینب پکاری اوٹگلے سے گھاؤں میں
 ماں نے دلوں بنا یا تھا بیوہ بناؤں میں
 آؤ جہیں یہ خاک ملوں، نکتہ بڑھاؤں میں
 مانگو دعا میں پھٹے اور سماؤں میں
 ہے بے بچہ کے گورکنارے گئے حسینؑ
 جیتی ہوں اور یہ سنتی ہوں ہمارے گئے حسینؑ

۹۳ بس لے دہیر بس، کر پریشاں دل کا حال
 کھلتے ہیں شاہزادی ایران کے رن میں بال
 ہر چیز طبع پر ہے، ہجوم غم و ملال
 شکوہ مگر کسی کا نہیں، مشکرد و الجلال
 برعکس ہے کوئی تو کوئی، بر خلاف ہے
 آئینہ دل اپنا ہر اک رو سے صاف ہے

تمام شد

۱۹۔ ربیع الاول ۱۳۶۶ ہجری



تحقیق متن

- ① قلمی نسخہ: ۱۹ ربیع الاول ۱۲۶۶ھ/ ۱۸۵۰ء کا مخطوطہ مرثیہ لشکرئہ مولانا ضیاء الحسن صاحب موسوی کراچی
 ② دفتر ماتم، جلد سوم، طبع دسمبر ۱۸۹۶ء، مکتوبہ لشکرئہ جناب نسیم امروہوی صاحب و جناب شتاق حسین صاحب موسوی
 ③ مرثیہ مرزا ابوبکر بلذول، طبع نرا کشور کھنڈ، طبع اول۔

بند ۳: قلمی نسخہ، مصرع ۳: "بانو کے کھر میں اب ہی کل اک چراغ ہے"
 متن مطابق دفتر ماتم۔

قلمی نسخے کی بیت ہے:

اصغر کا پاتراب ہے، اکبر سدھا ہے ہی کیا خاک میں ملائے کو میرے ہی بارے ہی

بند ۴: قلمی نسخہ، مصرع ۵: "منت کے طوق از بچکے پرواں چڑھ چکے"

بند ۵: قلمی نسخہ، مصرع ۴: "اب میرے لال بانہ نہیں سکتے مٹھیاں"

مصرع ۴: "مٹھیں اٹھوٹھے لیتے ہی پر چوستی نہیں"

متن مطابق دفتر ماتم ہے۔

بند ۶: دفتر ماتم، مصرع ۲: "پھیلا کے ہاتھ گود میں یہ سب کی آتے تھے"

بند ۷: دفتر ماتم، مصرع ۲: "ہاتھوں میں ان کے لے کے کھلنے دکھال ہے"

بند ۹: دفتر ماتم کے حاشیہ پر بیت بدل یہ بھی لکھی ہے:

اُک کے کف جو نٹھی سی باجھوں میں بھرتے ہی

کونے سے چادروں کے حرم پاک کرتے ہی

بند ۱۳: دفتر ماتم، مصرع ۵: "بولی بن نصیب نے اب تو بھلائی کی"

بند ۱۲: دفتر ماتم، مصرع ۱: "ہاتھوں پر لے چکے جو اسے شاہِ انقیاء"

بند ۱۸: دفتر ماتم، بیت:

شہ بولے جھوٹے میں جو یہ مہاشی کیا کرو بہتر یہی ہے شیعوں پر میرے خدا کرو

بند ۱۹: دفتر ماتم، مصرع ۱: "اب تو ضرور جائیں گے بیرون میں جا میں گے"

مصرع ۴: "مک ہوئے گا ہر سن ہی تو کیوں کر پڑھائیں گے"

بند ۲۰: دفتر ماتم، مصرع ۵: "دیکھوں پھر آج گود میں کب تم کو لیتی ہوں"

بند ۲۱: دفتر ماتم، مصرع ۳: "اور دھننے بائیں پیارے کے ہوں جبرؤ بڑوں"

بند ۲۵: دفتر ماتم، مصرع ۲: "یا صبح کی سپیدے میں۔۔۔"

بند ۲۶: قلمی نسخہ، مصرع ۳: "تے پانی مانگ آتا ہے مجھ کو تر التجا"

مصرع ۴: "بچے کی جان جمانے گی۔۔۔"

متن مطابق دفتر ماتم ہے۔

بند ۳۲: دفتر ماتم، مصرع ۳: "باقی رہے نہ بات کوئی لے مرے پسڑ"

بند ۳۵: دفتر ماتم:

منہ آسمان سے شہ نے پھرایا کر کیا ہوا دیکھا نشانہ تیر کا وہ بے خطا ہوا

یعنی دوسرا ملن سے تیر قضا ہوا بچہ تڑپ رہا ہے لہو میں جسرا ہوا

بند ۴۱، دفتر ماتم، قلمی نسخہ میں یہ بند ہے، نسخہ نول کشور میں نہیں ہے۔ دفتر ماتم، مصرع ۳:

حیران خادہ، یہ ہے جگر سبط مصطفیٰ

اور بیت ہے:-

بے مثل تیری فوج زمیں وزماں میں ہے ششماہر اک شہید یہ شہر و تن میں ہے

اور حاشیہ پر وہ بیت ہے جو ہمارے قلمی نسخے کے متن میں ہے فرق صرف "راہ خدا"

اور "راہ رضا" کا ہے، متن کی بیت مطابق ہے قلمی نسخے کے

بند ۴۲: قلمی نسخہ، مصرع ۲: "لاشائے بھالے گھوڑے سے اترے"

بند ۴۳: قلمی نسخہ، مصرع ۲: "کیا وقت اضطراب ہے، اصغر خدا گراہ"

بند ۴۴: قلمی نسخے میں "اطفال خورد سال" متن میں لکھا ہے اور حاشیہ پر تصحیح ہے "شیر خوار" نیز اس

بند کے بعد نو بند دفتر ماتم میں زائد ہیں۔ زائد بندوں میں پہلا بند ۴۴م یہ ہے۔

سن کر قمان دختر سلطان انبیا حضرت نے لاشہ پہلوے اکبر میں رکھ دیا

بس لے دیر بلنا ہے اب عرش کبریا نزدیک ہے شہادت سدا در انقیاء

خاتون شتر لٹتی ہے محشر قریب ہے

خجری سے بوسہ گاہ پیسہ قریب ہے

یہ بند نگر ارمحالی کی وجہ سے میں نے داخل متن نہیں کیا۔

بند ۴: دفتر ماتم کے حاشیے پر چھٹے مصرع کا نسخہ بدل یہ ہے۔

اک ننھے سے مزار پر شپیر روتے ہیں

بند ۵۳ سے قلمی نسخے، مرثیہ طبع ذول کشور اور دفتر ماتم پھر مسلسل ہر تلم ہے۔

بند ۵۴: دفتر ماتم و نسخہ ذول کشور، مصرع ۳

”شامی تو کیا ہیں روز نے بھی راہ شامی“

دفتر ماتم، مصرع ۶: دریاؤں جھانگنے کو زمیں کے طبق بنے“

تن مطابق قلمی نسخہ

بند ۵۵: قلمی مرثیہ میں چاروں مصرعوں کی ردیف ہے ”کھڑا تو ہو“ دفتر ماتم کی ردیف مطابق متن ہے

نسخہ ذول کشور میں یہ بند موجود نہیں ہے۔

بند ۵۷، ۵۸، ۵۹: دفتر ماتم سے نقل ہیں، نسخہ قلمی ذول کشور میں نہیں ہیں۔

بند ۵۹: نسخہ ذول کشور میں نہیں ہے۔ قلمی مرثیہ، مصرع ۲

”طاعت کی حفظ جان کی ہر خاص و عام نے“

دفتر ماتم میں ہمارے متن کی بیت حاشیے پر ہے اور اصل بیت یہ ہے:

تینیں گریں زمین پر یوں اٹھانے میں جیسے بت آستیں سے جہ کے زمانے میں

نیز دیکھئے مرثیہ ”کس کی زبان سے پیاس نے پائی ہے آبرو“ بند ۸۸

بند ۶۰: نسخہ ذول کشور میں نہیں ہے۔ قلمی نسخہ، مصرع ۲

”جگای کر منہ کو دیکھ“

قلمی نسخہ، مصرع ۳: ”سیدھی کاتیں ہو گئیں“

تن مطابق دفتر ماتم۔

بند ۶۱: نسخہ ذول کشور میں نہیں ہے، تن مطابق قلمی دفتر ماتم۔

بند ۶۲: صرف دفتر ماتم میں ہے۔

قلمی نسخہ، مصرع ۲: ”سیدھی کاتیں ہو گئیں“

نسخوں سے نقل ہیں۔ بند ۱۹۰ مرثیہ

”کس کی زبان سے تیغ نے پائی ہے آبرو“

بند ۶۹، ۷۰: نسخہ ذول کشور میں نہیں ہے۔ دفتر ماتم سے نقل ہیں۔

بند ۷۱: دفتر ماتم کے حاشیے پر پہلے مصرع کی یہ صورت بھی ہے:

شکل نگاہ آنکھ کے ابروان میں پھسرا

بند ۷۲: قلمی نسخے میں نہیں ہیں۔

بند ۷۳: قلمی اور مطبوعہ نسخوں کے مطابق ہے۔

حاشیہ کا بند نہ دفتر ماتم میں نہ قلمی نسخے میں، نسخہ ذول کشور میں ہے اور میرے کتب خانے کے

ایک ۱۹ بند کے مرثیے کا یہ مطلع ہے اور اس مرثیے کا کوئی بند اس مرثیے میں نہیں ہے۔

بند ۷۸: دفتر ماتم ذول کشور مصرع ۱۔ ”بلا کی طرح گرا“ نیز دفتر ماتم مصرع ۳

”شکلی میں ڈوبنے لگا گھر اہل بیت کا“

بند ۷۸ سے ۸۱ تک سب نسخوں میں یکسانیت ہے۔

بند ۸۲، مصرع ۳، دفتر ماتم: ”ہے یہاں کوئی ہے سکان یا نہیں“

مصرع ۵، ذول کشور: ”اے ابن سعد کہ نجی تیرا روتا ہے“ نیز دفتر ماتم ذول کشور ”قتل ہوتا ہے“

بند ۸۵: دفتر ماتم، مصرع ۴، ”بھیا پکارو، یہ بہن کس طرف کو جائے“

بند ۸۶: قلمی نسخہ، بیت کی ردیف ہے ”کیا ہوا“ تن مطبوعہ نسخوں کے مطابق ہے۔

بند ۸۷: دفتر ماتم حاشیے کی بیت قلمی اور ذول کشور نسخے کے مطابق ہے لیکن تن میں بیت ہے:

جو جو خلق ہوئے تھے دم ذبح بھائی پر وہ سب کے سب گذر گئے زہرا کی جائی پر

بند ۸۹: دفتر ماتم مصرع ۴ مطابق تن اور ذول کشور ”دہ طر جاتی تھی“ نیز ردیف ہے ”ہے اور دفتر ماتم

میں چاروں مصرعوں کی ردیف ہے ”تھی“ اور قلمی ذول کشور نسخوں کی بیت حاشیے پر ہے

تن کی بیت ہے۔

چھریاں سی پھر رہی تھیں دل پاش پاش پر اک آہ آسمان پر تھی ایک لاشیں پر

بند ۹۰: نسخہ ذول کشور میں نہیں ہے۔ قلمی اور دفتر ماتم میں ہے۔ مگر دفتر ماتم اس بند پر اور مندرجہ

ذیل بند پر ”نسخہ“ لکھا ہے۔

آخر یہ بولی حضرت زینب سے وہ غریب اک دن وہ تھا کہ خواب میں جا کے مر گیب

جنت سے آئیں آپ کی آناں مرنے قریب تھا ساتھ اس جناب کے اللہ کا صیغہ

سرگوندھا، سہرا ماتھے پہ بانڈھا، کرم کیا

لوٹدی کے ساتھ عقدِ امام اہم کیا!

بند ۹۱: قلمی نسخے اور دفترِ تاقم میں ہے نول کشوری نسخے میں نہیں ہے۔

دفترِ تاقم میں کل بند ۹۴ اور نول کشوری نسخے میں ۶۰، قلمی نسخے میں ۷۷ ہیں

بند ۹۲: دفترِ تاقم، مصرع ۱:

» اگیر کا صدقہ اب مرے کام آپ آئیے «



فرہنگ

۱- انفرارخ: فرصت

۲- مُنّت: تندر، دعا قبول ہونے کے بعد تندر پوری کرنا۔ گلے طوق، یا پانڈی کی پینسل، کان میں بندھا ہاتھ میں کڑا، پاؤں میں بیڑی۔ مُنّت کے لیے پہنتے ہیں۔

۳- کوزہ: مٹی کا گلاس، آبِ نوره۔

۴- لاشہ مہجراں: حضرت علی اکبر کی لاش قتل گاہ میں رکھ رہے تھے کہ جیسے میں شور مگر یہ ہوا۔

۵- کیا قبول: یہ دستور ہے کہ جب مرد کسی سفر یا کسی کام کے لیے گھر سے باہر جانے لگتے ہیں تو گھر کی کوئی خاتون (خصوصاً بزرگ خاتون) خدا حافظ، اللہ گمانیاں، امام رضا کی ضمانت میں دیا اور اللہ بخیر کی ضمانت میں دیا، اور جانے والا کہتا ہے "قبول کیا"

۶- رنّت کرنا: خوشامد کرنا۔ منانا۔

۷- دوٹانا: کئی کمان: مضبوط اور طاقت ور کمان۔ ڈٹانک: کمان جا بچنے کا وزن، پھر بیس سیر کا وزن

۸- کمان کے حصے میں لٹکا کر تیر کے کھینچاؤ تک لے جاتے تھے۔ دوٹانک کی کمان، وہ کمان

جیسے دوٹانک کے ذریعے جا بچا جائے، ایسی کمان کو بہت بڑا تیر انداز چلاتا اور بڑی سخت

پورٹ کا تیر چلا یا جاتا ہے

۹- تشیح: رگوں میں اینٹھن۔ اعصاب کا کھینچاؤ۔

۱۰- شنہاہہ: چھ میسے کا۔ کشتہ: مقتول۔ قتل کیا ہوا۔

۱۱- نادر سارخ: قرآن مجید میں حضرت صالح نبیؑ کا واقعہ موجود ہے۔ خلاصہ یہ ہے:

حضرت صالح نے اپنی قوم کو تنبیہ کی کہ ان تانے کو نقصان نہ پہنچائیں ورنہ سخت عذاب نازل ہوگا۔

یہ ناتمک دن چشمے کا پانی پیے گا اس دن کوئی شخص چشمے کو استعمال نہ کرے۔ دوسرے دن

سب کو چشمہ استعمال کرنے کا حق ہوگا۔ اس معجزے کو دیکھ کر بڑے بڑے سرکش، ایمان لے آئے

مگر منکروں نے دشمنی نہ چھوڑی اور تدریر کر کے ناتمک کو مار ڈالا، اس کے بعد ایسے سخت عذاب

نازل ہوئے کہ سرکشوں کا نام و نشان مٹ گیا۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کو بہت اہتمام سے بار بار یاد دلایا ہے۔

- ۱۱- جگر و کفار: جس کے جگر پر زخم ہوں۔
- ۱۲- اَلْقِيَا: تپتی کی جمع، متقی پر میزگار لوگ۔
- ۱۳- کوکھ: پیٹ، کوکھ جلی: بے اولاد عورت۔
- ۱۴- بَشْرَت: اولاد۔
- ۱۵- گلن ہرا: پھول بنا، جوان ہوا۔
- ۱۶- پرتویشاں ہونا: چمکانا، بھڑکانا: دو کھنڈر۔
- ۱۷- حسام: تلوار، دو پیکر تلوار، دو دھار تلوار۔
- ۱۸- پاٹ: کپڑے کی چوڑائی، تلوار کا عرض و طول۔
- ۱۹- گھاؤ: کمان، نرم اور لمبی کمان۔
- ۲۰- کرایت: جھنڈا۔

- ۲۱- عین: آنکھ مراد ٹھیک جگہ، اس مصرع میں، عین، آنکھ، نظر کا استعمال مراعات النظر ہے۔
- ۲۲- توئن: گھوڑا۔ مصرع میں تلوار کی دہشت کا بیان ہے کہ تلوار کی دہشت یہ تھی کہ اس نے کاٹا تو گھوڑے کو مگروں تکلی کیا سوار کا۔
- ۲۳- ہما: عقاب کی قسم کا ایک پرندہ جس کی غذا استخوان (ہڈی) ہے اور اس کو مبارک پرندہ مانا جاتا ہے۔ "میرالو پیٹے" ایک قسم ہے۔
- ۲۴- کاؤ: گھوڑے کا پیکر، مصرع کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑا اس تیزی سے چکر کھار رہا تھا کہ ایک ذرے پر سونفش بنتے تھے۔
- ۲۵- سیلی: تمانچہ۔

۲۶- بخشنده قطار شتر: حضرت علیؑ کے کہ آپ نے ایک سائل کو اونٹوں کی قطار عطا کی تھی۔

۲۷- محبت: حوال۔ محبت کرنے والا۔

۲۸- خاک توفہ: مٹی کا وہ تودہ جس پر تیر چلائے کی مشق کرتے تھے۔

۲۹- بندی: قید۔ حضرت بانو، ایران کی شہزادی تھیں۔ فتح ایران کے بعد قید ہو کر مدینے آئیں تو حضرت علیؑ

علیہ السلام نے امام حسینؑ کے ساتھ ان کا عقد کیا تھا۔

مرثیہ نمبر ۱۰
آمد ہے باوشاہ فلک بارگاہ کی
۱۰۰، بند

بیان شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فرہنگ الفاظ

مرثیہ پر نظر

مرزا صاحب کا یہ شعور مرثیہ، اپنی سادگی اور تاثیر میں ممتاز ہے۔ آمد کی شان، دید بے کا منظر، امام کا سراپا، اسلحہ کی تفصیل و تعریف، گھوڑا۔ رجز۔ مرثیہ کا نصف حصہ مکمل گھیرے ہے۔ بلند جذبات، خوش کن خیالات، اور مدحیہ عنان صریح ہیں۔ دس بندوں کی تعریف میں لکھ کر ایک بند نیزے کے لیے پھوس تیر و کمان کا تذکرہ بھی استناداً ذرا مہارت اور سادگی سے کیا ہے۔ اس کے بعد مرثیے کے البیہ بند شروع ہوتے ہیں اور تدریجی طور پر مرثیہ بین میں داخل ہو کر اصل مقصد پر آکر رہتا ہے۔

ہمارے پاس اس مرثیے کو ایڈٹ کرتے وقت دو مرثیے تھے۔

۱۔ سرفراز علی کے قلم سے لکھا ہوا مرثیہ جس کے آخر میں ہے۔

تمت تمام شد مرثیہ مرزا صاحب سلمہ اللہ

بتاریخ ۱۳ ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ ہجری۔ بقلم سرفراز علی

گویا یہ مرثیہ کسی ایسے مرثیے کی نقل ہے جو مرزا صاحب کی زندگی میں لکھا گیا تھا اور اکبر علی نے اسی سے سلمہ اللہ نقل کیا ہے کیونکہ مرزا صاحب محرم میں رحلت کر چکے تھے۔

۲۔ وقت نام، جلد چہارم، ۸۹۷ء طبع لکھنؤ کا فورڈ اسٹیٹ جو محترم تیم امر و ہجری صاحب نے ارسال فرمایا:

قلمی مرثیے اور مطبوعہ نسخے میں، لفظوں، معرعوں اور بندوں کا فرق ہے۔ سرفراز علی صاحب نے

غالباً کسی مختلف نسخے سے انتخاب کر کے تقریباً ستر بند نقل کیے ہیں۔ اور مطبوعہ متن نظر ثانی یا اس سے

زیادہ نظروں کے بعد مرتب ہوا ہے۔ اور مرزا صاحب نے گیارہوں بند مطلع کا لکھ کر مرثیہ جواں کو اجازت

دی ہے کہ وہ مرثیہ کو اگر مختصر کرنا چاہے تو دس بند اول کے اور ایک بند آخر سے چھوڑ کر ۸۹ بند پڑھے

مرثیہ مختصر ہو جائے گا۔ سرفراز علی کے نسخے میں تخلص نہیں ہے، مطبوعہ مرثیے میں تخلصی کے دو بند ہیں۔

ہم نے اختلافات نسخ اور قلم و قلم کے بارے میں مفصل نوٹ آخر مرثیہ میں جمع کر دیئے ہیں۔



آمد ہے بادشاہ فلک بارگاہ کی

۱۰۰ بند

بیان شہادت امام حسین علیہ السلام

- ۱ آمد ہے بادشاہ فلک بارگاہ کی ہر ذرہ ہے کلاہ سر مرد ماہ کی
سقائے فیض دھوتا ہے فردی گناہ کی اک شکل ہے بنامیں سفید و سیاہ کی
مردم بچے نظارہ ہیں رن میں تلے ہوئے
رستے ہیں بند آنکھوں کے حجرے کھلے ہوئے
- ۲ ڈر سے زبیں کھڑی ہے فلک بختہ یں جتن و ملک بیار و میں دستہ دستہ یں
دندانِ گرگ، عدل سے یک جا نکلتے ہیں شیرانِ قمر پنجہ کمن، دست بستہ یں
شمشیرِ قہر شاہ ہے دشمن کے واسطے
زنجیرِ سطرِ جاہد ہے رہزن کے واسطے
- ۳ ہفت آسمان سے گرد و ساری ہے ہم کنار کیسے فلک، وہ عرش سے بڑھتی ہے بار بار
آواز عرش دیتا ہے، اے گھوڑ پو شیارا مولا کے در سے مجھ کو قدامت ہے بے شمار
ہے مجھ میں تجھ میں فرق زمین آسمان کا
تو گرد راہ کی، میں غبار آستان کا
- ۴ دل سے سکندر آئینہ دار حضور ہے ذوا کفیل اک تقیپ امام عیور ہے
موت کے پیش چشم تجلی طور ہے عیسیٰ پیائش حکم، سواری سے دور ہے
یہ نقش نو نگین سیماں پہ کندہ ہے

- ۵ خاقان کے تن پر جو شبنم چینی شکتہ حال قیصر کے سر پر مغفرومی ہے اب بال
دست کمال رستم دستاں ہے بے کمال فرق عروج زلال زریاں ہے پانمال
حاتم گرائے جو در شہر مشرقین ہے
نوشیرواں بھی نائب عدلِ حسین ہے
- ۶ فرط ادب سے شمعہ گردوں پیادہ ہے خروف ادب سے روزِ مکل ایستادہ ہے
کتے میں مثلِ خامر عطار دفتارہ ہے انشا سے لوحِ الجید ایجاد سادہ ہے
ہر کام پر قضا و قدر جو دلیر یں
یہ ابنِ شیر سخی کے اتلے سے شیر یں
- ۷ شوکت کا جو فلک کی بندی پر ہے مناب لاتا ہے وہ سند کہ ہوں بے چور بے جناب
طلعت ہے مہنگل شرفِ ماہ و آفتاب پر مہر و ماہِ فخر سے دیتے ہیں یہ جواب
یے جا نہیں کلاہ سر آسماں ہیں ہم
نعین پائے خسرو کون و مکاں ہیں ہم
- ۸ زنجیر پائے ظلم ہے انصافِ حق پسند اک گھاٹ پانی پیتے ہیں اب گرگ و گو سفند
قتلہ کا تیغِ قہر سے ملک ہے بند بند بیداد کی زبان سے سر یار ہے بند
ہر دل پر سکرِ عرب شہرہ جہاں کا ہے
شور انبیاء و الحمد و الاماں کا ہے
- ۹ عقبتے پر چشمِ مہر ہے دنیا پر چشمِ قہر دوران سے ہے محاسب جمع و تفریح دہر
جنتِ محبت کا گھر ہے بہنم عدو کا شہر کوڑھے قند شنبوں کو اور دشمنوں کو زہر
تقدیر سے حساب طلب ہے کہ کیا کیا
کہتی ہے وہ حسین نے جو کچھ کہا، کیا
- ۱۰ بختا ہے مصحفِ رخ روشن نے لورِ حق دیتے ہیں در سے شمس کو شمشیر کا سبق
صحرایم تن سے ہے فرودس کا طبق پڑھتا ہے خار خاراگستان و رق ورق
سایہ زمین پر ہے کہ سایہ ہے طور کا
سر مہر ہے طور کا کہ یہ معدن ہے نور کا

۱۱ (مطلع) آندھے نور چشم رسالت پناہ کی
 آندھے شیرِ مہیشہ شیرِ اللہ کی
 آندھے خسرو فلکِ مہر و ماہ کی
 آندھے بے دیار کی اور بے سپاہ کی
 تیغیں پڑی ہیں بیچ میں آکر صفائی کو
 تیروں کو بھیجتی ہے اجل پیشوائی کو

۱۲ رحمت ہے وہ کہ جس کی حمایت گناہ کو
 جرات ہے وہ کہ زلزلہ ہے کوہ و گاہ کو
 ہیبت ہے وہ کہ خوف ہے جس پناہ کو
 قدرت ہے وہ کہ جس کی خبر ہے اللہ کو
 معصومیت ہے وہ کہ عجب صدفِ مکتے ہیں
 مظلومیت ہے وہ کہ مخالفت بھی روتے ہیں

۱۳ کوثر کا اشتیاق میں شر کے یہ حال ہے
 یوں خورِ حلدِ غزنی سے محوِ جمال ہے
 گویا وہ تشناب ہے یہ آبِ زلال ہے
 گویا وہ روزہ دار ہے اور یہ ہلال ہے
 آوازِ پناہ کے دھیان میں رضواںِ خموش ہے
 گویا یہ ہے اذان وہ نمازی کا گوش ہے

۱۴ ہے مرہمِ عنان کہ ہر عرشِ بریں کا سیر
 قربانِ تاجدارِ سیماں ہیں وحش و طیر
 عیسے ہے خطبہِ خواں کہ تیسے دمِ آدم کی خیر
 زخموں سے رنگِ زرد ہے ناقوں سے سالِ خیر
 پشت و پناہ عالمیاں بے پناہ ہے
 آگے اہل ہے پشت پر نیگ کی آہ ہے

۱۵ اکبر کا داغِ ہاتھ سے پڑے ہوئے بگڑ
 اندوہ پائمانی قاسم میں دردِ سر
 بھائی کا دردِ مرگ، انجھالے ہوئے کمر
 اور یادِ خشکی لبِ اصغر میں چشمِ تر
 پرچم ہے برق، نالہ علم، تقدیر آہ ہے
 اشکِ رواں سپاہِ شہِ بے پناہ ہے

۱۵ بند اس سے پہلے کے دس بند چھوڑ کر یہاں سے مرثیہ شروع کیا جا سکتا ہے اور اسے چھوڑ کر
 مسدود شدہ راجہ احمد جگر سے

۱۶ ہے تاجِ حضرت شہِ لولاکِ فرق پر
 محتاجِ تاجِ کانہیں سلطانِ بحر و بر
 یہ سر ہے زیبِ تاجِ تازہ تاجِ زیبِ سر
 سر تاجِ خود یہ خضر و سکندر کے ہی، مگر
 دیتے ہیں سرِ رضائے الہی کے واسطے
 رکھتے سر پر تاجِ گواہی کے واسطے

۱۷ قیلے کا قبلہ، کعبے کا کعبہ، رخِ انعام
 اس رو سے کچھ لیا تھا شرفِ اس شخصِ نام
 کھٹنا ہے کعبہ قبلہ ایماں سے مدام
 و حیر طوافِ کعبہ فقط یہ ہے، والسلام
 گز نور دے یہ ذرہ بے آب و تاب کو
 پھر ذرہ نور چشم لکھے آفتاب کو

۱۸ موصولِ چہرہ شہِ دین ہے جدا جدا
 قرآن سے خلاصہ اور ایماں سے ولا
 قبلے سے سجدہ، کعبے سے حج، کوہ سے صفا
 روزوں سے روزہ، شب سے متابا اور صفا
 نگہتِ جہاں سے تازگیِ آبِ حیات ہے
 اُحسنتِ حق سے صلِ علی کائنات سے

۱۹ عیسے کی روح، تازہ یہ شکلِ لطیف ہے
 اس کے حضور نیز اعظمِ خفیف ہے
 قرآنِ مقابلے میں، حدیثِ ضعیف ہے
 ماہِ مبارکِ رمضانِ شریف ہے
 یکتا سیاہ ابروؤں کے دونوں طاق ہیں
 رخ ہے مرصیام یہ شبہائے طاق ہیں

۲۰ چشمہ ہے نورِ کارخِ سلطانِ ارجمند
 بیچنے میں چہرے پر کی ہے جگر پسند
 رستے میں لا کھ کر تو تسنیم سے دو چند
 یعنی ہے یا کہ چشمہ سے اک کوچ ہے بلند
 روشن ضمیر چشمِ امامِ غریب ہے
 بیٹی کو پیش بیٹی عینکِ نصیب ہے

۲۱ مولا بہارِ سبزہ خطِ جب دکھاتے ہیں
 غائب کو آئینے میں عدم سے بلاتے ہیں
 آئینے کو یہ طوطی سبزہ بنا تے ہیں
 کیسا بلانا، مٹے کو فوراً چلاتے ہیں
 گمہ، عکس رو برو ہے گئے شرمِ خوردہ ہے
 دیکھ تو زندہ سے جو نہ دیکھے تو مردہ ہے

۲۲ بے لام و دال سے لب و دندان کے آشکار
دنیا میں لعل و در کا ہوا ہم سے اعتبار
لب ہیں، کہ لب بلب دو مرتبہ ہیں بار بار
دندان یا صفیں ہیں ستاروں کی ہم کنار

انجم جبر سے ہیں برج دیاں حجاب میں
یوسفؑ نے بیٹا کے نزدیکھے تھے خواب میں

۲۳ دندان و لب کی سب سے ثنا کی ہزار ہا
پر ہم نے اس حساب کا اب خاتمہ کیا
دو حرف لفظ لب میں ہیں اک لام ایک با
ہوتے ہیں تین لام کے دو بے کے واہ وا
دندان کے اس رقم سے عدد آشکار ہیں

اتنے گستر امانت پروردگار ہیں

۲۴ بازار قدر آب بقا ہے ذوق سے سرو
پانی کے آگے جیسے تیمم کا حکم گرد
رنگ نغز ہے نغز خط پشت لب زرد
یہ نغز گو شہ گریہ ہے وہ نغز کو چہ گرد
ناگفتہ یہ لبوں کی ثنا ہے شنیدہ ہے

اک بات میں مسیح کا پردہ دیدہ ہے

۲۵ غائب دہن ہے اور در دندان ہے آشکار
لغیب کا خزانہ ملا آشکار کردگار
آئے جو سامنے لب شیریں کے ایک بار
بن پانی کو زہ قند کا تر ہو حجاب دار

بیناب رخ کی آب سے ہے تاب آئینہ

شیریں لبوں کا عکس کرے آب آئینہ

۲۶ تذرانہ لب خلف الصدق بو تراب
لالے سے رنگ، لعل بزشاں آب و تاب
ادنیٰ خراج گیسرے شاہ فلک جناب
اہو سے ناف، ناف، آہو سے شگ ناب

شہائے قدر بہا ہے زلف جناب کا

پسلسلہ ہے سلسلہ جنیاں ثواب کا

۲۷ سینہ ہے مآخذ کتب جملہ انبیاء
ہے تقدیریں و شرع یہاں جمع ایک جا
شمر لیں نے پاؤں اسی سینے پر دھرا
بے دین خوب بعد نبی شرع پر چلا

زخموں سے نہ خون کی بگلوں میں بہ گئی

رہ نکلا کر، انا، کہ... وہ گئی

۲۸ ترکیب دست ابن یسار شد پر فلا
ہے بہترین صنیع ید قدرت خدا
تہ کشتی فلک کا ہے یہ ہاتھ نا خدا
اور کھولتا ہے عقدہ ہر شاہ و ہر گدا

یہ اس کے دست چرخ سے کار جہاں نہ ہو

آواز ایک ہاتھ سے جیسے عیال نہ ہو

۲۹ مذہب میں اپنے سجدہ ہے پیش قدمام
بے یاد قامت شہ دیں ہے اذال حرام
اب تک اسی امام کے ماتم میں خاص و عام
زانو پر ہاتھ دارتے ہیں پھیر کر سلام

آتا ہے سب کو حیف کہ امت نے کیا کیا

سجدے میں سر امام کا تن سے جدا کیا

۳۰ اب بخویوں کے علم کا دعویٰ اٹھاتا ہوں
یعنی میں ایک قاعدہ فرستاتا ہوں
'ابصار' جمع چشم ہے، یہ سننا آتا ہوں
لیکن زرہ میں آنکھوں کے حلقے میں پاتا ہوں

مضمون تو ہے سست پر بندش میں چشم سے

گر جمع چشم کیے زرہ کو درست ہے

۳۱ چار آئینہ وہ قلعہ کہ جس سے دم و عنا
ہے دو مثل حلقہ بیرون در، بلا
پر یہ شرف حصار و ضلع کو فقط ملا
چار آئینہ نہیں ہے یہ اعضا کا ہے ضیا

میرے امام کو نہیں درکار آئینہ

ہیں چار واجبات و ضلع چار آئینہ

۳۲ گتہ سپر کی فہم میں حیراں ہیں سب بشر
ٹھونڈا ہوتا ایک پر نہیں، اوز نام ہے سپر
دیتی ہے یہ خبر کہ سین اُس کا ہے سپر
کھٹے ہیں جس کی تیغ نے جبریل کے سپر

مطلب ہے یہ "سپر" کا تو سب کو پسند ہے

انگشت نیزہ سپر گواہی بلند ہے

۳۳ شانے پر قوس دیکھو کہ جہت میں ہے جہاں
پیدا نہاں قدم سے ہوئی شاخ ککشاں
خالی گل و شتر سے ہیں سب ہر دوستان
شمشاد و فاطمہؑ پر خدا جان شیبیاں

تیغ و سپر سے سروسی یاد یاب ہے

چیل اس کا ہے ہلال تو چول آفتاب ہے

۲۲ اور تیغ کی تو ملک فتا میں ڈھائی ہے قطع دلیل کفر کی خاطر یہ آئی ہے جو ہر نے اب تیغ کو بیڑی پہنائی ہے ورنہ ابھی تو کون و مکان کی صفائی ہے

ملک قضا و تیغ علی ایک بیت ہے

یہ بیت مطلق شرف اہل بیت ہے

۲۵ اب نذخ ذوالجناح کا بیب رقم کروں اک دشت سایہ نرم آہو بہم کروں دریا میں یہ سیاہی سیاہی میں ضم کرو اور عقل کل کی فکر کو اپنا قلم کروں

یہ صفحہ دراز نہ کہنے کا نام لوں

قرطاس شہیر ملک الموت وام لوں

۲۶ تخت الشری کی سیر میں ہے رشک موج آب فوق التماہر گشت میں ہے غیرت سحاب منزل کے قطع کرتے ہیں ہے تیغ آفتاب مشکل کے سہل کرنے میں حکم ابوزراب

ہاتھوں سے پاؤں چلنے میں آگے بڑھ آتے ہیں

بس چاروں نسل آئینہ دکھلائے جاتے ہیں

۲۷ مغرب سے راکب اس کا جو شرق کو چرواں خدام و سردے کے عنایاں پر کے کہان پورا نہ لفظ ھ رہے اکا بھی آئے سر زباں دوڑے یہ صورت العن تیرے گماں

وہ لفظ "ہاں" زباں پر ہو اس بعد و فرق میں

ہے، نکلے غرب میں تو اکت نون شرق میں

۲۸ الفتنہ لاکھ رونق و اقبال و جاہ سے آئے سین معر کے میں خیمہ گاہ سے تنہا تھے، پر سوا تھے عدو کی سپاہ سے رحمت خدا کی جیسے زیادہ گناہ سے

لوے میں جاں بلب ہوں نصیحت مری سحر

آغاز نزع ہے رجز آخری سحر

۲۹ اب تو نکالو پیٹہ عقلت کو کان سے فریاد انبیا ہے بلند آسمان سے پھرتے ہیں طائر اڑتے ہوئے اشیان سے ہلتے ہیں کوہ و دشت، حرم کے قمان سے

سن لو، صد بلند ہے ہر رنگ و نشت سے

خانوں حشر آتی ہیں رن میں بہشت سے

۲۰ دیکھو نمود ہیں اثر قمر ذوالجلال کھوے ہیں صحن خانہ میں سید زینب نبال سید گھرا کھڑا ہے گنہگار کی مثال نزدیک ہے زمین ہو زرد و آسمان لال

آندھی سپہ بلند ہو مغرب کیے کرنے سے

سید کے قتل ہرنے سے زہرا کے رونے سے

۲۱ روشن ہے کائنات میں نام و نسب مرا چاروں گتھ میں "قدیر" ہی ہے لقب مرا اظہار آخری ہے یہ تم سب سے اب مرا نانا نبی ہے باپ امیر عرب مرا

ایجاد کائنات کا ان کے سبب ہوا

خاطر سے ان کے خاک کا آدم لقب ہوا

۲۲ ہم شکل مصطفیٰ کا پدر ہوں میں بے پدر محبوب کبریا کا پسر ہوں میں بے پسر بے فوج و بے علم ہوں میں سلطان بحر و بر بے آب و دانہ ہوں میں سلیمان خشک و ذر

جو فاتے کر کے مر گئی اس کی کمائی ہوں

خیر النساء کا لال ہوں، زینب کا بھائی ہوں

۲۳ خیر و العن اذلاں میں ہے امدادِ فاطمہ تیسع بعد قرظی کے ہے یادِ فاطمہ آب و نمک ہے ورنہ اولادِ فاطمہ آواز قمر سنی کی ہے فسر یادِ فاطمہ

بولو! تمہیں قسم نبی مشرقین کی

یہ اور فاطمہ ہے، کہ مادرِ حسین کی

۲۴ روشن ہے جس شمس و قمر میں وہ نور ہوں ہے کو جو طور جس کا شرار ہیں وہ طور ہوں شتاقِ سلطنت کا نہیں میں، غیور ہوں غربت میں قتل ہوتا ہوں اور بے تصور ہوں

سعیت اگر نہ کی تو نہ کی، کیا زبوں کیا

مجھ پر قصاص کیا تھا جو پیاروں کا خون کیا

۲۵ بابا مرا ہے وارث اعیان انبیا اک دن کہا کسی نے کہ یا شیر کبریا عیسے نے سنگریز کو طائر بنا دیا یہ معجزہ تمہیں بھی خدا نے عطا کیا؟

فرمایا، ہاں تمام شرف ہم نے پائے ہیں

طاثر کی اصل کیا ہے دو عالم بنائے ہیں

۲۶ پھر سنگریزہ ہاتھ میں رکھ کر دکھا دیا اور بند کر کے لعل لب اپنا ہلا دیا
 فرار بنا کے طاثر رہیں اڑا دیا اعدا کو اس نے مٹم و کیم و سادیا

یاں اس علی کے لال پہ باران شک ہے

کیوں منصفو! کہیں بھی یہ دستور جنگ ہے

۲۷ فرماتا ہے یہ سورہ رحل میں کبریا سب کو فنا ہے اور سر سے وجہ کو بقا
 اللہ کے نہ چہرہ ہے نہ ہاتھ ہے نہ پا ہم دھیر ذوالجلال ہیں جس کو نہیں فنا

کیوں منہ پھرا کے خلد سے دوزخ میں جاتے ہو

بے وجہ تم حسینؑ کا نقشہ مٹاتے ہو

۲۸ فرقان میں جو لفظ "ید اللہ" ہے قلم معبود کے وہ دست زبردست ہم ہیں ہم
 تم نے ہمارے ہاتھ کیسے نہر پر قلم بے دست و پامیں ہو گیا عباس کی قسم

کل عرش کو ہلا کے ید اللہ روئیں گے

دست جفا تمہارے جہنم میں ہوئیں گے

۲۹ میں چشم مصطفیٰ ہوں مجھے کیوں رلاتے ہو میں گوش حق ہوں حرف زبوں کیوں مٹاتے ہو
 میں شیخ مرتضیٰ ہوں مجھے تم بچھاتے ہو میں جانِ فاطمہ ہوں مجھے تم تلاتے ہو

تم سب کا میمان ہوں اور بے طعام ہوں

اللہ کی زبان ہوں اور تشنہ کام ہوں

۵۰ یارو میں دین و شرع ہوں صوم و صلوة ہوں یارو! میں حج و روزہ و خمس و زکوٰۃ ہوں
 میں خضر کائنات ہوں آپ حیات ہوں راہِ صراط کا میں سپہراخ نجات ہوں

پچھتاؤ گے جو شیخِ نبی کو بچھاؤ گے

سے کر چراغ ڈھونڈو گے تو پھر نہ پاؤ گے

۵۱ منیر ہے عرش و اعظیٰ ہفت آسمان میں ہوں مسند ہے کعبہ ہفتی کون و مکالم میں ہوں
 خطیب ہے شریع قاضی ہر ائس و جاں میں ہوں کشتور ہے دینِ حاکم ہر دو جہاں میں ہوں

میوہ ہے میرا گلشنِ جنت، میں بارخ ہوں

پر دانہ جبرئیل ہے اور میں چپراخ ہوں

۵۲ محشر کی انجن کا میں ساتی ہوں غافلو سب فوج پیاسی مرکی، اب مجھ کو پانی دو
 پانی کا نام سن کے بکاسے وہ زشت خو سب کچھ کو پر منہ سے نہ پانی کا نام لو

فرماتے ہو فرات تو زہرا کا سر ہے

پھر چین لو، وہ تم ہو، یہ ہم ہیں، یہ نہر ہے

۵۳ سنتے ہی اپنا نام زبانِ امام سے نکلی زبان تیغ دہانِ پیام سے
 جس طرح برق تڑپے کہیں دھم دھام سے گر کر پڑے ملکِ فلک نیلِ قلم سے

یہ کہہ کے دوست ہٹ گیا پلوئے دوست سے

لاژدہا تڑپ کے نکل آیا پرست سے

۵۴ چلائی ذوالفقار کہ ہیں اشقیا کدھر سینے کدھر ہیں، سر ہیں کدھر دست و پا کدھر؟
 ہستی کدھر ہے، زلیت کہاں ہے، تھاکدھر نقدہ کہاں ہے، ظلم کہاں ہے، بھٹاکدھر؟

آیا یہ قمر تیغ شہر دینِ پستہ کو

گھیرا اہل کو اس نے، اہل نے سپاہ کو

۵۵ تیغ علیؑ کا لقمہٴ اول قضا ہوئی آسودگی ہوا ہوئی، ہستی فیضا ہوئی
 دیرانگی غنی ہوئی، رونق گدا ہوئی اور الا مان کہہ کے اماں تیز یا ہوئی

سردار فوج سے تھے جدا، دین کی طرح

فوج ان کے پیچھے پیچھے تھی نفرین کی طرح

۵۶ اول چراغِ تیغ کو یہ لوح سے ملا قائب سے روح، سینے سے دل، سحر و دعا
 گردن سے سر، جگر سے قرار، آنکھ سے فیض چروا سے رنگ و آبرو، اندام سے قوا

دقتار پاسے، نبض قرار و نبضات سے

گفتار لب سے، پیچھے تدبیر بات سے

۵۷ مٹی ہوئی خراب عناصر کی فرد فرد آتش بھی آب آب ہوئی، اور نہ لاجھی گڑ
 نفرین درنج و خوف سے سب کے دم نبرد منہ تھے سیاہ، بالی سفید اور رنگ زرد

خود خوف سے نہ دیکھتے تھے منہ کو موڑ کے

آنکھیں تھاپہ آئی تھیں چہرے کو چھوڑ کے

۵۸ گرنے میں گزرتی تھی وہ تیغ برق زرا فرقِ عدو میں عقل کی بستی تھی سب ہوا
 کرتی تھی ایک منتر کے ٹکڑے ہزار ہا دانے ہوں جیسے قتیہٴ خشکاس سے جدا
 یوں ضرب تیغ سے سرد شمن روانہ تھا
 گویا بدن سے اپنے کبھی آشنا نہ تھا

۵۹ سر پر اگر گری، کف پا سے گذر گئی پائے عدو سے تا سرقاروں استر گئی
 بڑھ کر حلال گاؤں میں کو بھی کد گئی اب یہ خیر نہیں کہ وہاں سے کدھر گئی
 پورا تا علم ہے کہ گئی اس مقام پر
 قدرت نے اپنا عمدہ لکھا اس کے نام پر

۶۰ تھی شش جہت میں شعلہ لگن تیغ جاہلتاں تسکین اس جہت سے نہ لیتا تھا آسماں
 نے غرب میں پناہ تھی، نے شرق میں اماں خورشید بن گیا تھا گل بازی جہاں
 سرگشتہ صورت گل بازی تھا آفتاب
 قربان تیغ شاہ مجازی تھا آفتاب

۶۱ حیران آب و آتش شمشیر تھے ملک طوفان آب رن سے اٹھا آسمان تلک
 منہ جاب، آب ہوا گنبد فلک آتش یہ تھی کہ وقت لگ جلتی تھی پلک
 آتش نے آب روئے زمیں شعلہ دم کیا
 اور آب نے زمیں بہنم کو نم کیا

۶۲ مردہ تھا دل پیادوں کا، تابوت تھا بدن لیتے تھے ناخونوں سے قدم، کارگور کن
 یعنی زمیں کو کھورتے تھے بہر حفظ تن جز چشم پوشی اور نہ مردم کا تھا کفن
 غش کا و فورخوف سے تھا عقل و ہوش پر
 تابوت تن تھا چار عناصر کے دوش پر

۶۳ ناگاہ تیغ تھرنے رخ نہر کا کیا دانے گزرتے تو صدف سنگ آسیا
 مچھلی نے زیر خاک فلوں اپنا رکھ دیا اس نے فلوں چھوڑا مگر نقد جا لیا
 دریا بھی سما تیغ علیٰ دیکھ بھال کے
 بھاگا سپر جہاب کی کا ندھے بہ ڈال کے

۶۴ ناگاہ نیزہ دار بڑھے اضطراب میں شمس جلائی انجن کارزار میں
 نیزہ لیا جوشہ نے کفت اختیار میں رخشہ فلک میں رخشہ پڑا کو ہمار میں
 پرواز میں نہ مرغِ محم پر ہلا سکا
 جز فتح کوئی نیزے کے آگے نہ آ سکا

۶۵ یوں نافت سے سواروں کی نیزہ ہوا وہ پار جو ہر سوار اسپ بنا طفل نے سوار
 گذرانہاں درازوں کے منہ سے بھی ایک بار جیسے ہزار سلفہ، سوزن اور ایک تار
 دروزخ میں روحوں کو اسی ناکے سے لے گیا
 آوارگی کا رخ عناصر کو دے گیا

۶۶ نیزے کی جگہ سے جو ہوتے تنگ اہل شام پھر نکلے گوشے گوشے ناک نکلن تمام
 ابرو کمان فاطمہ نے لی کمان تھام گرداب میں نہنگ اجل نے کیا مقام
 جگر سے کو خم کہاں لیے چرخ بریں ہوا
 اور تیر قتنہ سم کے چلے نشیں ہوا

۶۷ مثل شہاب چرخ کہاں سے چھا جو تیر تو وہ جلائے خرمن عمر جوان دیر
 اشدری ہیبتِ خلعت حضرت امیر دہشت سے تیر تھے دل اعدا میں گوشہ گیر
 دل تیر کے پروں سے پری خانہ ہو گیا
 زخمی اگر بچا بھی تو دیوانہ ہو گیا

۶۸ جرات کرتے درں شجاعت پڑھا دیا دریا نے خول قودنگ میدان بنا دیا
 خشکی سے اور زرائی سے سب کو بھگا دیا شمشیر و نیزہ نیزہ کا جو ہر دکھا دیا
 یہ تین مرحلے کیسے طے ایک بات میں
 پھر فوج نے جو دیکھا تو پایا فرات میں

۶۹ دریا میں قطرہ زن ہوا تو سن جناب کا چو باب فرات نے حلقہ رکاب کا
 پرتو پڑا جو فاطمہ کے آفتاب کا بننے ہی تمہارے ہوا روشن جناب کا
 اس نہر میں وہ بحیرا نامت ہو گیا
 ایساں بولے کوزے میں دریا سما گیا

۶۰ آواز دی کہ اے عمر سعد بد گھر لے دیکھ مہرِ فاطمہؑ پر قبضہ پسر
یہ کیا ہے میرے قبضہ قدرت میں شکرت کیوں، سخی یہ غیر کا ہے کہ میرا ہے غور کہ

زہرا کا ورثہ دارا بنی کا نواسا ہے

دریا نے وی صدا "مرانا کب یہ پیاسا ہے"

۶۱ پھر چھوڑ کر لگام یہ رہ ہوا سے کہا پیاسے کے گھوڑے، پانی پی آقا کا نم نہ کھا
انکار گھوڑے نے کیا گردن ہلا ہلا! اور مڑ کے سوئے لاشہ عباسؑ دی عدا

دیکھو یہ کون پیاسا ترانی میں سوتا ہے

پانی کا لونہ نام جگر ٹکڑے ہوتا ہے

۶۲ یہ پیاسے یاں نہ آئے تھے لے شاہ کم پاپہ دریا ہی ان کے خون کا پیاسا تھا آہ آہ
حاشا نہ میں پیوں گا یہ پانی خدا گواہ اس میں ملا ہے خون علم دار بے گناہ

سقائے تشنگاں کی بھتیجی کا پاس ہے

جو تھا برس ہے اور شبِ ہنم سے پیاسا ہے

۶۳ یاں تو یہ نوکر تھا کہ وہاں فروغ نے کہا لے شمر تو بھی دیکھ رہا ہے یہ ماجرا
گر پی لیا حسینؑ نے پانی غضب ہوا کچھ حیدر کہ پیاسے پھر یہ شاہ کر بلا

پانی پیاسا تو ہم سے نہ کچھ خاک ہوئے گا

مشکل تھے بھی قتل شہ پاک ہوئے گا

۶۴ جس وقت شمرؑ نے دیکھا یہ ماجرا جیلا یا بڑھ کے نمر کی جانب وہ بے حیا
شہیرا نکلا آب میں واں تم کھڑے ہو گیا یاں بل رہا ہے غیرہ ناموس مصطفیٰؑ

کشتی آبروئے حرم عسوق ہوتی ہے

زینبؑ نہیں پکارتی ہے اور روتی ہے

۶۵ دیکھو در کینہ وہ خولیؑ نے لے لیا دیکھو، کھڑی ہیں بانو و کلثوم بے روا
لو بیڑیاں پہن چکے بیمار کر بلا لو اب رکنی بندھتا ہے سادات کا گلا

دیکھ نہ جا میں گے یہ ستم اہل بیت سے

تم ہاتھ اٹھاؤ نہر سے ہم اہل بیت سے

۶۶ برہمی کی طرح شاہ کے دل پر لگی یہ بات یوں آئے جلد تر کر رہا دم بخورد فرات
دیکھا کھڑے ہوئے ہیں خیرام خدزات استاد قبیلہ رو ہوئے سلطان نیک ذات

آنکھوں سے سب حجاب سادات اٹھ گئے

خرد سوئے قبیلہ دست مناجات اٹھ گئے

۶۷ ہاتھوں پر ریش عرق بخوں رکھ کے یہ کہا اند تیرے ہاتھ ہے اس ریش کی حیا
کیا بندہ پروری کا تری شکر ہو ادا کیا آبرو رکھی مری اس وقت واہ واہ

جز شکر اور کیا کموں، پروردگار شکر

زینبؑ کو سر بر ہنہ نہ دیکھا ہزار شکر

۶۸ سرتنگ دیکھتا بھی تو کرتا نہ کچھ گلا محکوم کو مشیتِ حاکم میں واصل کیا
تیرے کرم سے گھر مرا جلنے سے پہن گیا جلتا بھی تو فلق مجھے ہوتا نہ مطلقاً

اماں کا گھر جلا تھا تو بابا نے کیا کیا

شکرانہ بارگاہ میں تیری خد ادا کیا

۶۹ میں ہوں تو کیا ہوں اور نہ ہوں گا اگر تو کیا کشتی اہل بیت کا اب تو ہے نا خدا
جب سرمرا کٹے تو سران کا ہوئے روا یہ عربی بھی فضول ہے جو کچھ تری رضا

جس طور مصلحت ہو وہی خوب طور ہے

بندہ کا علم اور ہے خالق کا اور ہے

۸۰ محکوم ہوں ترا جو بھی حکم پاؤں میں حیرت ہو سب کو آپ گھرا پنا جلاؤں میں
زینبؑ کو ننگے سرا بھی درد پھراؤں میں پوچھے جو اجنبی بہن اپنی بتاؤں میں!

عابد کو آپ ذبح کروں دل سنبھال کے

گر آنکھ نم ہو خاک پر رکھ دوں نکال کے

۸۱ اکبر سانور چشم ہوا آنکھ سے جو درد سمجھا میں تیری بین عنایت یہ اے فقور
جانے میں نور چشم کے پر کیا مرا قصور البتہ آنکھ سے مرے جاتا رہا ہے نور

ضعف بصر ہے اور سفر اپنا دراز ہے

- ۸۲ خشکی لب میں ذائقہ سلسیل ہے فالتے میں صاف لذت خزان خلیل ہے
دخول کا خون راہ میں تیری سیل ہے یہ سب نجات امت جہ کی دلیل ہے
گر جل رہا ہے پیاس سے دل، کیا مضائقہ
دوزخ کے آپ گم کا کچھوں نہ ذائقہ
- ۸۳ میں بندہ، تو خدا، میں ذلیل اور تو جلیل! احساں ترے کثیر، اطاعت مری قلیل
بے کس ہوں بے وطن ہوں، تیرا اور کفیل پیک اجل سنا تا ہے آواز "اگر جیل"
ہیہات دست صبر نہ پائے ثبات ہے
پروردگار شرم مری تیرے ہات ہے
- ۸۴ جانا ہوں واں، جہاں سے سا فر پھر انہیں معلوم وقت کوچ نہیں، رہنا نہیں
جز قبر، راہ۔ میں کہیں مہماں سہا نہیں مہماں سہا ہے قبر تو دل آشنا نہیں
یارب پناہ قبر کی دہشت سے دیجیو
تنہاں کا انیس کرم اپنا کیجیو!
- ۸۵ باریک بال سے ہے صراطے مرے والا اور مژگنوں گتے سے گراں بار ہوں میں آہ
تے کوئی ہاتھ تھامنے کوئے چراغ راہ یارب تری پناہ، ترے دوست کی پناہ
بارگتے سے کانپیں گے اعصاب جوراہ میں
کیوں کرے گی بار تری بارگاہ میں
- ۸۶ بازار شہر گرم جو ہو دوسے گا چار سو ہو گا مرا مقابلہ کیا تیرے رو برو
نقد عمل ہی ہاتھ میں نے جھنس آبرو میزاں کے وقت ہو جیو پٹے پر میرے تو
وہ کون ہے بدی سے جو نیکی بدل کرے
سودا مگر یہ خالق عسکر و جیل کرے
- ۸۷ کیا غم جو پشت ماتم عباس سے ہے غم پشت و پناہ چاہیے معبود کا کرم
کیا فکر دھوپ میں جو نہیں سایہ علم سایہ ترے کرم کا نہ ہو میرے سر سے کم
ارزانی عطش ہو کہ قحط طعام ہو

- ۸۸ آگے سپاہ گرد تھی اور اب سپاہ غم اس فوج کی خوشی تھی نہ اس فوج کا اہم
وہ بھی ترا کرم تھا، ہے یہ بھی ترا کرم خلد و سقر سے بھی میں غمی ہوں اتری قسم
جنت سے خوش، جہنم سے ناخوش نہ ہوں گا میں
جو تو خوشی سے بخشے گا خوش ہو کر کے لوں گا میں
- ۸۹ لے واسے گرتو بندے پر قہر و غضب کرے یعنی عذاب کے لیے مجھ کو طلب کرے
نانا شفاعت آگے لڑا سے کی کب کرے ہرگز میری مدد نہ امیر سب کرے
اعمال نامہ پر پڑھ کے مرا بخش دیجیو
یارب نہ عدل کیجیو تو نفسل کیجیو!
- ۹۰ مجھ کو قبول ہے نہ لے لاش کو کفن پروقت وہ مدد کا ہے اسے رب ذوالن
نور شہید سر پہ اور خلافت برہنہ تن اس وقت دیجیو مجھے رحمت کا پیرا من
یاں رحمت لکڑے لکڑے ہون پاش پاش ہو
محشر کے روز پر مرا بدوہ نہ فاش ہو
- ۹۱ عریاں نہ آگے سب کو بلانا حسین کو لے سارتر العیوب! چھپانا حسین کو
محشر کے زلزلے سے بچانا حسین کو دوزخ کے رنج تو نہ دکھانا حسین کو
اعداء کے شر سے حال مرا اور غیر ہو
لیکن حسین پیاسے کے شیعوں کی خیر ہو
- ۹۲ پینا لے تو نے محمدؐ فردوس بیشتر بھجوائے کتنی بار ہمیں خلد کے شر
دان عید کے چڑھایا پیمبر کے دشمن پر باقی ہے ایک آرزو ہے آخری مگر
سر پر ہلال تیغ کی اب دید کیجیے
قربان تجھ پر ہو بیجئے اور عید کیجیے
- ۹۳ ناگاہ غیب سے یہ سنا کلمہ فصیح! بس بس مرے محب لے فدائے ذبیح
ازروئے غدیرت ہے گذارش یہ سب صحیح تیرے غلاموں سے بھی نہ ہوں گے عمل قبیح
اور ہوں گے بھی تو کچھ تقصاں اس سے لیجئے ہم
جب تیرے غم میں رو دیں گے وہ بخش دیں گے ہم

۹۴ خالق کا ایک حسین ہے تو کائنات میں ہے جو کائنات میں ہے وہ ہے تیرے ہاتھ میں
تجھ کو امید ایم ہے اپنی نجات میں بختائے گا ہزاروں کو تو ایک بات میں

منازہم نے بعد محمد کیا تھے

جو قریب انبیا کا نہ تھا وہ دیا تھے

۹۵ یہ مژدہ تو از شمس معبود جرسنا! مرکب سے ہر سجدہ جھکے شاہ کربلا
اور تیغی سے کے ٹوٹ پڑی فوج اشقیاء سید کی ایک جان اور اعدا ہزارا

نیزے لگائے جسم شدہ مشرقین پر

ترکش بھرے ہوئے کیئے خالی حسین پر

۹۶ پہلو سے تین بھال کا ناوک نکل گیا یہ تیر دل میں فاطمہ کے گھاؤ کر گیا
نعل پڑ گیا کہ وارثا سادات مر گیا منہ سے لہو چڑا لاسب آغوش بھر گیا

عشق ہو گئے حسینؑ لہو منہ سے ڈال کر

اور شرم بیٹھا سینے پر خنجر نکال کر

۹۷ اس وقت چھاتی دیکھنے والوں کی پھٹی تھی وہ ظلم ہو رہا تھا کہ ذنیب اللتی تھی
زہرا تو بار بار گلے سے لپٹی تھی اور زہرہ تیغ گردن شبیر کٹتی تھی

جاری تھی یہ ندا کہ نبی کا نوا سا ہوں

اے شمر پانی پانی میں پیسا ہوں پیسا ہوں

۹۸ جب شہ نے نام پانی کا وقت فنا لیا قاتل نے سن کے نہی دیا اور منہ پھر لیا
سرکٹ گیا تو زلفیں پیر کر اٹھا لیا مردے کو فاطمہ نے گلے سے لگالیا

گیو بکھیرے، بین کیے، ناکہ کش ہوئی

آخر کئے گلے سے گلار کھ کے عشق ہوئی

۹۹ برپا ہوا حرم میں قیامت کا شور و شین نے سینوں میں قرار رہا ہونے دلوں میں سین
سن کے قتل گاہ میں خیر النساء کے بین زینب پکاری بی بیو، مارے گئے حسینؑ

بس اے دبیر میں کہ زمین خضر تھرتی ہے

۱۰۰ اب انتقام نظم مصیبت کر لے دبیر موزوں نہ قید آئی رسالت کر لے دبیر
ہات اپنے سونے باپ اجابت کر لے دبیر حق سے سوال مطلب و حاجت کر لے دبیر

یار رب مجھے نصیب درشت کی خاک ہو

تا نام میری خاک کا بھی خاک پاک ہو



تحقیق متن

- قلمی مرثیہ، مخطوط ۱۳ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ بقلم سرفراز علی
- دفتر ماتم، جلد ۱۳، طبع مارچ ۱۸۹۷ء، بشکر یہ جناب نسیم امرہ ہوی

بند ۲: مصرع ۳ دفتر ماتم مطابق متن

قلمی نسخہ "دندان گرگ عدل سے ان کے شکستہ ہیں"

بند ۳: قلمی مرثیے میں نہیں، دفتر ماتم سے نقل ہے۔

بند ۴: دفتر ماتم مصرع ۵ یہ نقش فرنگین سواری پر کندہ ہے

بند ۶، ۷، ۹، قلمی نسخے میں نہیں ہیں۔

بند ۱۱، قلمی نسخے میں نہیں ہے، دفتر ماتم کے ماسیے پر ہے۔

بند ۱۲، قلمی نسخہ، رحمت وہ ہے کہ - ہیبت وہ ہے کہ - جرأت وہ ہے کہ - قدرت وہ ہے

کہ - معصومیت وہ ہے کہ - مظلومیت وہ ہے کہ -

بند ۱۴، ۱۵: قلمی نسخے میں نہیں ہے۔ دفتر ماتم سے نقل کیا ہے۔

بند ۱۷ کی بیت قلمی نسخے میں یوں ہے:

پیدا کیا ہے حق نے اک رخ سے نور کو کتاب ہے نور چشم یہ رخ نور طور کو

بند ۱۸، مصرع ۳ قلمی نسخہ "قرآن سے خلاصہ اور ایمان سے ضیاء"

مصرع ۶ قلمی نسخہ "حق سے [درود] اصل علی کائنات سے" درود کا لفظ میں نے لکھا ہے

نسخے میں یہ حصہ کرم خوردہ ہے۔

بند ۱۹، ۲۰، قلمی نسخے میں نہیں ہیں، دفتر ماتم سے نقل ہیں۔

بند ۲۱ قلمی نسخہ، مصرع ۲ مطابق متن ہے اور دفتر ماتم میں ہے:

ہر آئینے کو طوطی سدرہ بنا تے ہی

بند ۲۲: قلمی نسخے میں نہیں ہے، دفتر ماتم سے نقل ہے۔

بند ۲۳: دفتر ماتم میں نہیں، قلمی نسخے سے نقل ہے۔

بند ۲۴: قلمی نسخے میں نہیں ہے، دفتر ماتم سے نقل ہے۔

بند ۲۵: قلمی نسخے میں نہیں ہے۔

بند ۲۶: مصرع ۱، قلمی مرثیہ: "اللہ سے لب خلفت القدرن بوزلاب"

اور بیت دفتر ماتم کے مطابق ہے قلمی نسخہ کرم خوردہ ہے صرف مندرجہ ذیل لکھوٹے پر لکھے جاتے ہیں:

سارا زمانہ دیتا ہے عنبر ————— لیکن خطا سے —————

بند ۲۷: دفتر ماتم میں ہے قلمی نسخے میں نہیں ہے۔

بند ۲۸: مصرع ۴ قلمی نسخہ "حاجت روا و عقدہ کشائے شہ و گدرا"

بند ۳۰، ۳۱، دفتر ماتم سے نقل ہے، قلمی نسخے میں نہیں ہیں۔

بند ۳۲، مصرع ۵، دفتر ماتم "تیغ و سپر سے سرو نبی بہرہ یاب ہے"

متن مطابق ہے قلمی نسخے کے۔

بند ۳۴: مصرع ۱۶، دفتر ماتم "یہ بیت جابج شرف اہل بیت ہے"

بند ۳۶، قلمی مرثیے میں نہیں ہے۔

بند ۳۷، قلمی نسخہ "جبریل بوسہ دے کے" متن مطابق دفتر ماتم

بند ۳۸، قلمی نسخہ، مصرع ۶ "اب وقت نزع ہے، رجز آخری سنو"

بند ۴۱، قلمی نسخے کی بیت ہے:

آدم تماشت خاک ملک بے نمودتھے ہم بختین مصاحب رب و درودتھے

بند ۴۲، قلمی نسخے کی بیت ہے:

کیوں روسیا ہوا کچھ بھی تمہیں انفعال ہے بے وجہ آج خوں میں مرا چہرہ لال ہے

میں مطابق دفتر ماتم ہے۔

بند ۴۸، دفتر ماتم سے نقل کیا ہے، قلمی نسخے میں نہیں ہے۔

بند ۴۹: قلمی نسخہ مصرع ۴، ۵: میں سچ تو تھا ہوں مجھے کیوں بچھاتے ہو
میں جاں فاطمہ ہوں مجھے کیوں سلاتے ہو

بند ۵۰: قلمی نسخے کی بیت ہے:

انجیل ہوں، زبور ہوں، آم کتاب ہوں میزان ہوں، صراط ہوں، یوم الحساب ہوں
بند ۵۱: مصرع، قلمی نسخہ "میوہ مرا ہے گلشن ایماں میں باغ ہوں"
بند ۵۲: مصرع ۴، قلمی نسخہ "پھر چھین لو یہ تم ہو"

بند ۵۳: دفتر تاتم میں بیت یوں ہے۔

عقرب یہ کہہ کے برج میں فوراً اچھل پڑا لو کینچلی سے سانپ تڑپ کر نکل پڑا
بند ۵۴: مصرع ۵، دفتر تاتم "پوچھو نہ قہر تیغ شہر دیں پناہ کو"
بند ۵۵: قلمی نسخے کی بیت یہ ہے:

سردار فرج بھاگے شیا طیں کی طرح فرج ان کے پیچھے پیچھے تھی نفوس کی طرح
بند ۵۶: قلمی نسخے کی بیت یہ ہے۔

رققار پاسے، بغض رونہ حیات سے گفتار لب سے، ناخن تدبیر ہاتھ سے
بند ۶۰، ۶۱: یہ بند قلمی نسخے میں نہیں ہے۔ دفتر تاتم سے نقل ہے۔

بند ۶۲: قلمی نسخہ، مصرع ۳: "ماہی نے روئے خاک فلوس اپنا رکھ دیا"

بند ۶۳: قلمی نسخہ، مصرع ۴: "جز فوج کوئی نیزے کے اوپر نہ جاسکا"

بند ۶۹: دفتر تاتم بند کا پہلا دوسرا مصرع یوں ہے:

چرمالب فرات دریا میں قطرہ زن ہوا

بند ۷۰: دفتر تاتم، مصرع ۴: "دریا نے دی ندما را مالک یہ پیاسا ہے"

بند ۷۱: بیت دفتر تاتم میں یوں ہے:

آقا شیقن دیکھو تو یہ کون سوتا ہے پیاسا علی کا شیر ترائی میں سوتا ہے

بند ۷۲: قلمی نسخہ، مصرع ۵، "دل آپ کی کینہ کی خاطر اداس ہے"

بند ۷۳: قلمی نسخے کا پہلا دوسرا مصرع یہ ہے:

جس وقت فرج شام نے یہ ٹم سے کہا چلا یا سوسے نہر وہ مکاروبے حیا

بند ۷۵: مصرع ۴، دفتر تاتم "تم ہاتھ اٹھاؤ پانی سے، ہم اہل بیت سے"

بند ۷۶: مصرع ۲، دفتر تاتم "میں آئے جلد تر کہ عرق ہو گیا فرات"

قلمی مرثیہ، مصرع ۲، "استادہ قبلہ رو ہوئے سلطان نیک ذات"

دفتر تاتم، مصرع ۲، "سیچھے کہ اشقیانے وفا کی ہمارے سات"

بند ۷۸: قلمی نسخہ، مصرع ۳، "تیرے سبب سے گھر مرا جلنے سے بچ گیا"

بند ۸۰: دفتر تاتم، بیت کی روایت ہے "سنبھال کر"۔ "نکال کر"

بند ۸۱، ۸۲: قلمی نسخے میں نہیں ہے۔

بند ۸۳: دفتر تاتم، مصرع ۵: "ہیسات دست خیر نہ پائے ثبات ہے"

قلمی مرثیہ، مصرع ۵۔ "ہیسات دست خیر نہ باگ ثبات ہے"

بند ۸۴: قلمی مرثیہ، مصرع ۶ "اپنے کرم کو مونس تہنائی کیجیو"

بند ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۱: قلمی نسخہ میں نہیں ہیں۔

بند ۹۲: قلمی نسخہ، مصرع ۴ "بخشائے گاہرا دل کو تو کائنات میں"

قلمی نسخہ، مصرع ۵: "مختار ہم نے بعد محمد کیا تجھے"

بند ۹۵: قلمی نسخہ، مصرع ۵: "نیزے لگائے پشت شہ مشرقین پر"

بند ۹۶: قلمی نسخہ، مصرع ۱: "پہلو سے تین پھل کا جو ناوک نکل گیا"

مصرع ۳: "جانا بسجوں نے وارث سادات مر گیا"

مصرع ۴: "اور شمر سینے پر چڑھا گروں سنبھال کر"

تم مطابق دفتر تاتم ہے۔

بند ۹۸: ہمارا قلمی نسخہ اس بند پر ختم ہو گیا۔ تخلص کے دونوں بند دفتر تاتم سے نقل ہیں دفتر تاتم میں

بند ۱۰۰ مقدم ہے اور بند ۹۹ اس کے بعد۔



فرہنگ

- ۱- شیران قمر پنچر گھن : پرانے پنچر آزمائشیر، بڑے بڑے جنگ آزمودہ پہوان۔
- ۲- سطر جادو : راستے کی لکیر برائمتہ۔
- ۳- ذوالکفل : قرآن مجید سورۃ الانبیاء آیت ۸۵ میں لیا گیا ایک نام جسے مفسرین نے حضرت الیاس یا یوشع کا لقب یا ایک نبی کا نام مانا ہے۔
- ۴- پاس حکم : حکم کی خاطر۔
- ۵- شخوہ کو توڑاں : پولیس کا افسر، محافظ۔
- ۶- یلے چوڑیہ : بڑا شامیانہ۔
- ۷- مہیطل : باطل کرنے والا۔
- ۸- جہر : جھٹ سورج۔
- ۹- شمیرہ : منطق کی ایک کتاب کا نام۔
- ۱۰- زلال : صاف عمدہ پانی۔
- ۱۱- گوش : کان۔
- ۱۲- مدام : ہمیشہ۔
- ۱۳- ولا : محبت اہل بیت۔
- ۱۴- آخسنت : شامیاش۔ آفرین۔
- ۱۵- طاق : جنت کی صد، شہنائے طاق، ایک، تین، پانچ، جیسی تاریخوں کی راتیں، خصوصی طور پر ۱۹، ۲۱، ۲۳، ۲۷ کی راتیں، جن کو شہنائے قدر رمضان کہتے ہیں۔
- ۱۶- بیتی : ناک، (میں) آنکھ، چشمہ۔ یہاں بالکل ٹھیک جگہ مراد ہے۔
- ۱۷- دقن : ٹھنڈی۔
- ۱۸- ناگفتہ بہ : ناقابل بیان۔

- ۱۹- غائب ذہن ہے، منہ نظر نہیں آتا۔ ہمارے شاعروں نے دہانہ چھوڑنا ہوتے کو حسن مانا ہے پھر اس چھوڑنے دہانے کی تشبیہ میں کبھی پنچر کہا اور کبھی سرے سے اسے نظر نہ آنے والا کہہ گئے مرزا صاحب نے بھی تنگی دہان کو "ذہن غائب" کہا ہے۔
- ۲۰- خلف الصدق : فرزند رشید۔
- ۲۱- سلسلہ جنجال : رابطہ پیدا کرنے والا۔
- ۲۲- مانخذ : مصدر، حاصل کرنے کی جگہ۔
- ۲۳- ضح : کاری گری۔ ہنر۔
- ۲۴- نہ کشتی فلک : سات آسمان، اٹھریں عرش، نوریں کرسی۔ یہ الگ الگ کشتی کے مشابہ ہیں۔
- ۲۵- حیث آنا ہے : افسوس ہوتا ہے۔
- ۲۶- اب نحوایں کے علم : نحو : وہ علم جس میں عبارت کی درستی اور الفاظ کی معنوی ہیئت سے بحث ہوتی ہے۔ مثلاً مفردات و جموع کے وزن بنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ نوحی حضرات نے لہجہ کی جمع ابھارتی ہے۔ لیکن ممدوح کی زرہ دیکھ کر یہ جمع غلط لگتی، کیونکہ ساری نکا ہیں (حلقوں سے استعارہ انور میں جمع ہیں۔ اس لیے چشم و نظر و لہجہ کی جمع زرہ کو ماننا چاہیے۔
- ۲۷- حلقہ بیرون در اجنبی اور غیر، بیگانہ۔
- ۲۸- کتہ : حقیقت۔
- ۲۹- قطع دلیل کفر : کفر کی دلیل کے لیے کاٹ۔
- ۳۰- تجرہ رو ہے : تلوار کی عمدگی۔
- ۳۱- گلک قضا و تیج علی : وہ قلم جس سے قضا و قدر (موت مراد ہے) لکھی جاتی اور حضرت علیؑ کی تلوار دونوں ایک ہی چیز کا نام ہے دونوں مشابہ ہیں۔
- ۳۲- اک دشت سایہ برم آہو : ہرن کے سایے کی سیاہی اور وہ بھی ایک طویل و عرض میدان بھر کے۔ قرطاس : کاغذ۔ دام : قرض۔
- ۳۳- تحت الثری : زمین کے نیچے۔ فرق السما : آسمان کے اوپر۔ تیج آفتاب : سورج کی کرن۔
- ۳۴- پینہ : روٹی۔
- ۳۵- خاتون ہشر : حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا۔

۳۶۔ اظہار: بیان دعویٰ۔

۳۷۔ کڑکوں: برا۔

۳۸۔ حرم مجسم: گونگا بہرا۔ لاجواب۔ دنگ۔

۳۹۔ سب کو فنا ہے اور مرے وجہ کو بقا: رُوخ۔ پہرہ (سورۃ الرحمن کی ستائشوں کی آیت ہے۔

”مَنْ مَلَكَ مِنْ عِندِهَا فَاَنْ يَسْتَقْبَلْ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ“ مصرع مذکورہ بالا اسی آیت کا ترجمہ ہے۔

اور اس کے بعد ”وجہ رب“ کی تفسیر ہے کہ اس سے مراد ائمہ اہل بیت ہیں۔

۴۰۔ بَدْرُ الشَّرِّ: سورۃ الفتح کی دسویں آیت ہے ”اِنَّ الَّذِيْنَ يَبْلُغُوْنَكَ اِنْسَابًا يَعُوْنَ اللّٰهُ يَدِ اللّٰهِ فَوْقَ

ايد بيهيہر“ تفسیر میں بد الشّر سے حضرت علیؑ مراد لیے گئے ہیں۔

۴۱۔ زشت نحو: بد مزاج۔

۴۲۔ نیل قام: نیلا رنگ۔

۴۳۔ تیز پا ہوتا: بھاگتا، فرار کرنا۔

۴۴۔ خراج: ٹیکس۔ مالیانہ۔

۴۵۔ قفا: گڈی۔

۴۶۔ برق زرا: بجلی پیدا کرنے والا۔

۴۷۔ فرق عدو: دشمن کا سر۔

۴۸۔ جہت: سبب۔

۴۹۔ گل بازی: کھیل کا پھول۔

۵۰۔ مردوم: مرد کی جمع (لوگ)۔

۵۱۔ سنگ آسیا: چکی کا پتھر۔

۵۲۔ فلوس: مچھلی کے سفنے۔ چھلکے۔

۵۳۔ ناکا: سوئی میں ناگہ ڈالنے کا سوراخ۔ راستہ۔

۵۴۔ مجزاً: شاہی سلام۔ سلام۔

۵۵۔ دو رنگہ میدان: دو جانب میدان۔ (یہ معنی دفتر نام کے سائیسے پر درج ہیں)۔

۵۶۔ قطرہ زن ہرنا: دوڑنا۔ ٹوسن: گھوڑا۔

۵۷۔ غولی: قوی۔ یزید کا ایک ظالم افسر۔

۵۸۔ مختارات: (مختارہ) پردہ نشین خواتین۔

۵۹۔ مطلقاً: بالکل۔

۶۰۔ پلک نواز: پلک جھپکنے سے پہلے احسان کرنے والا۔ دم میں نہال کر دیتے والا۔

۶۱۔ پاور مددگار: کفیل: خیر گیر۔ سربراہ۔

۶۲۔ مویبو: بال بال۔ رویاں رویاں۔

۶۳۔ پشت و پناہ: حامی مددگار۔

۶۴۔ آرزائی عطش: پیاس کی فراوانی۔

۶۵۔ مٹھ: جنت۔ سقر: جہنم۔ دوزخ: جحیم۔

۶۶۔ زخت: لباس۔

۶۷۔ سازش العیوب: عیب و گناہ چھپانے والے۔

۶۸۔ مٹھ فرروس: جنت کا لباس۔

۶۹۔ قدیہ: قربانی۔ قریح: ذبح ہونے والا۔ ذبح کیا ہوا۔ از روئے عبودیت: بندگی کے

طریقے سے۔



مرثیہ نمبر ۱۱

کس کی زباں سے پیاس نے پائی ہے آبرو

۱۰۸ بند

بیان شہادت امام حسین علیہ السلام

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فرہنگ الفاظ

مرثیہ پر نظر

یہ طویل مختصر مرثیہ مرزا صاحب کے عمدہ مرثیوں کی طرح بڑا درد آفرین مرثیہ ہے۔ مختصر اس لیے کہ پہلے بند سے پڑھا جائے تو ۱۲ بند پڑھ گھنٹے میں پڑھے جائیں گے۔ اور اگر بند ۲۲ کے مطلع دوم سے پڑھے تو مرثیے کے بند ۱۰۱ رہ جائیں گے، تیسرا مطلع ۲۶ بندوں کے بعد ہے مرثیہ اور مختصر ہو جائے گا۔ اور بند ۴۶ سے مرثیہ پڑھنے سے مجلس میں ادھر گھنٹے کے قریب وقت صرف ہوگا، کوئی بند نہ چھوڑا جائے تو مرثیہ طویل ہے۔

مضمون کے اعتبار سے مرثیے کے تین حصے کیے جا سکتے ہیں۔ پہلا حصہ حسین علیہما السلام کے پینے کے ایک واقعے پر مشتمل ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو حضرت فاطمہ زہراؑ نے عرض کیا، بابا، بیچے پیاسے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچی زبان مبارک بچوں کو چٹائی، دو سری روایت کے مطابق آنحضرت چادر اوڑھے لیٹے تھے کہ امام حسین علیہ السلام کو پیاس لگی، انہوں نے باقی مانگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں موجود بکری سے دودھ دوہ کر امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو دیا، اور امام حسین علیہ السلام آگے بڑھے اور دودھ پینا چاہا، دونوں بھائیوں میں کچھ باتیں ہوئیں، اور امام حسینؑ کچھ نکمیں گھسنے تو حضرت فاطمہ زہراؑ نے عرض کیا، "اللہ جن کا تم کو سوا ہے حسینؑ سے"۔ آنحضرت نے فرمایا،

فرمایا مصطفیٰؐ نے نہیں میری نور عین ہے مجھ کو تو جو تمہارا حسنؑ ہے وہی حسینؑ
دودھ اس لیے میں لایا کہ پیاسے تھے دونوں اول دیا حسن کو کہ اس نے کیا سوال

جو کچھ کہیں میں لاؤں ضیافت کے واسطے

پیاسے رہیں گے یہ میری اُمت کے واسطے

دوسرا حصہ وہ ہے جس میں "رونے" کی فضیلت و ثواب بیان کیا ہے اور ابو الحسن نامی کسی عالم کی کتاب رحیم کا نام نہیں لکھا، میں ہے کہ ان کے بڑی دوست نے فرخ کے وقت مولانا کو بلایا، مولانا نے اس کے سر ہاتھ بیچ کر کلمہ، اصول دین و عقائد پڑھے سورہ یسین کی تلاوت کی، جس کے

بہار مگر کیا، رات ہوئی اور مولانا سوئے تو مرنے والے کو خواب میں دیکھا، پوچھا، بھئی، کیا ہوا؟ اس نے دیا جواب کہ فضل خدا ہوا۔ انہوں نے پوچھا:

خاطر سے کس کی حق تعالیٰ گناہوں کو دھو دیا؟

اُس نے کہا: حسین حسین اور رو دیا

جب میں دفن ہوا تو فرشتے گزرا تیشی لیے داخل قبر ہوئے، میری ہڈیاں جلتے لگیں رویاں رویاں فریاد کرنے لگا، اس اثنا میں دیوار پھٹی اور صدائے رحمت معبود انس و جان آئی:

ٹھرو فرشتو ٹھرو! اسے بختواتے ہیں ہاں ہاں، ابھی عذاب نہ کرنا، ہم آتے ہیں امام حسینؑ انشرفیت لائے اور فرشتوں کو روکا:

بورے فشتے کا ثواب اس سے کیا ہوا؟ جو آپ کے حوالے یہ اہل خطا ہوا

فرمایا: اک جیکہ مرا ماتم مپا ہوا یہ بھی شریکِ محبت اہل عزا ہوا

لاتے ہیں شیوہ دفتر اعمال دھونے کو آنکھوں سے آتے ہیں مری مجلس میں نے کو

نا کرنے سر لوشنت ہماری جو کی بیاں بالیں بہ اس کی روزنا تھا اک حیدری جو ان

اک آنسو اس کے سر پر گر ابہ کے ناگہاں اس اشک کی ہوئی بزرگت جا بجا عیاں

دنیا میں سر بلند یہ نا کام ہو گیا اور آج مغفرت کا سہرا انجام ہو گیا

اس خواب کے حوالے سے رونے کی سفارش کرتے ہوئے رونے والے حاضرین مجلس کو مخاطب کیا ہے۔

یارو، حرم سرا میں قیامت کا وقت ہے شکل کشا کی آل پہ آفت کا وقت ہے

دن داخل چکلہ ہے، شہ کی شہادت کا وقت ہے دن میں غروبِ مہر نبوت کا وقت ہے

مرثیہ کا تیسرا حصہ تمہید، آمد، رجز، تلوار، گھوڑے، مہراپا، جنگ اور شہادت وین نظم ہیں اس حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرثیہ عاشور کے دن مجلس میں پڑھنے کے لیے لکھا ہے۔

زیر نظر میں بنیادی طور پر تین نسخوں پر مبنی ہے، پہلا نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔ یہ قلمی متن ۱۲۷۰/۱۲۵۳ء سے پہلے کا خطوط ہے، دوسرا متن نول کنوڑ کا مطبوعہ نسخہ ۱۸۷۵ء ہے۔ جو مرثیہ دہرہ جلد اول کے نام سے چھپا۔ تیسرا متن دفتر ماتم سے لیا ہے۔ اس میں متن نمبر ۲، باوجود اختلاف بہتر نسخے ہیں، دفتر ماتم کا اصل مرثیہ تو غالباً جناب اوج مرحوم کامیاب کردہ ہے لیکن بہت ناہموار ہے

متعدد بند مکرر ہیں کچھ بند بے ترتیب ہیں۔

ہم نے تینوں نسخوں کا مقابلہ کیا ہے۔ اور تمام بند تحقیق کے بعد داخل متن کر کے، اختلافات آخر میں "تحقیق متن" کے نام سے لکھ دیئے ہیں۔ تحقیق متن میں تفصیلی بحث سے پرہیز کیا ہے کہ کتاب طویل نہ ہو۔

میرا اندازہ ہے کہ یہ مرثیہ مرزا صاحب کی شاعری کے پہلے دور سے متعلق ہے۔ جس پر بار بار بار نظر کی گئی ہے اور عمل ترمیم و تنسیح جاری رہا ہے۔ جس کا ثبوت خود میرا قلمی نسخہ ہے، خصوصاً بند ۱۱ کے اوپر مندرجہ ذیل بیت غالباً مرزا صاحب کے قلم سے تحریر ہے۔

شکلہ کی طرح اک لکا کے چلی کے مرمہ کی طرح باک اوٹھائے چلی گئی "نسخہ"



کس کی زبان سے پیاس نے پائی ہے آبرو

۱۰۸ بند

بیان شہادت امام حسین علیہ السلام

- ۱۔ کس کی زبان سے پیاس نے پائی ہے آبرو کس تشنہ لب کے سہنے میں آئی ہے آبرو
ایمان کس شہید پر لائی ہے آبرو دریا میں کس کے غم کی سمائی ہے آبرو
پیاسا موابہ کون عزیزوں سے چھوٹ کے
روتے میں یہ حجاب کے چھوٹ پھوٹ کے
- ۲۔ بچپن میں قصدِ روزہ کیا پیاس کے لیے زہرا کا دودھ چھوڑ دیا، پیاس کے لیے
احسانِ فرات کا لیا، پیاس کے لیے پانی نہ ساتویں سے پیا، پیاس کے لیے
روادِ ذبیح یاد ہے سارے جہان کو
کہنا وہ پیاس پیاس، چبا کر زبان کو
- ۳۔ اک حمد کا ہے ساقی کو تر سے یہ بیاں شدت ہوئی وہ پیاس کی بیٹھ میں ناگہاں
جوسب جوان و پیر ہوئے زار و ناتواں آئی بقول روبروئے غمِ مرسلاں
سبطین، دوشن خیر نسا پر مقیم تھے!
کاندھوں پر گو شوارہ عرشِ عظیم تھے!
- ۴۔ آگے نبی کے کاندھوں سے ان کو اتار کر کی عرضِ خاطر نے کہ اے شاہِ بحر و بر
ان کو قفق ہے پیاس کا سب سے زیادہ تر چھوٹے سے سن ہیں، ننھے سے دل چھوٹا جگر
ہر چند سب عزیز ہیں پیاس سے حضور کے
رہ، ہی بہت، نڈھال تو اسے حضور کے

- ۵۔ حضرت نے ان کے منہ میں زبان دی بھلے آبر پر کہتے ہیں روایت ثانی میں بو تر اب
مولانا اور پھ چکے تھے برائے خواب اور زیب نیکہ تھا سر شاہِ فلک جناب
ناکہ کہا حسن نے کہ کچھ التماس ہے
نانا رسول! "پانی" تو اسے کو پیاس ہے
- ۶۔ یہ سن کے نیند ایک طرف، اڑ گیا قرار دوڑے پیالہ نے کے رسولِ فلکِ قمار
تھی گو سفندِ خاندانِ اقدس میں شیر دار دودھ اس کا اپنے ہاتھ سے دوبا با فطرار
تختین لی خدا سے رسالت مآب نے
کا حسن جو تھا تو کیا خود جناب نے
- ۷۔ پر جب کہ وہ پیاسِ حسن کو کیا عطا دوڑا دودھ سے تشنہ بھرائے کر بلا
کچھ پیاس کا اشارہ تھا، کچھ حسن کا منقضا رہتی تھی کھنکے پڑھنے میں بھی بحث بارہا
کہنی پر استین کو جلدی چڑھا دیا
تھا سا ہاتھ سونے پیالہ بڑھا دیا
- ۸۔ کہتے لگے حسن، کہ نہ تکلیف کیجیے کورہ ہٹا کے بولے، ذرا لے تو لیجیے
حاضر ہے بھائی، جان میں بی لوں تو بیجیے یاں ناز تھا کہ ہم نہیں لیتے، نہ دیکھیے
رہیت ہے سیر فضلِ خدا سے قدر سے
شیر کی زبانی آپ کی کیا کم ہے، شیر سے
- ۹۔ یہ کہہ کے جنت کر کے پیالے پڑتے تھے سر کا کے اپنا ہاتھ حسن مہکراتے تھے
کوزے پر دوڑ کر جو کبھی منہ لگاتے تھے ہنستے تھے کھل کھلا کے نہ پھولے مہاتے تھے
آنر لپینہ آگیا مہاتے پر، خشک گئے
زہرا کے آفتاب پر تار سے چھٹک گئے
- ۱۰۔ قطرے عرق کے جب کہ جس سے ٹھلک پڑے لیے ساخنہ تول کے آنسو ٹپک پڑے
دل میں پیر کی دل شکنی کے جوشک پڑے وہ کرب تھا کہ زخم پر جیسے نمک پڑے
بولیں نبی سے دیکھ کے منداں بیوڑ کا
گویا حسن پر پیاس سوا ہے حضور کا

- ۱۱ اک شاہزادہ غنچہ تھا اس وقت ایک بچوں
شبیر کے سکوت پر رونے لگی بتول ۴
گذرا خیال، دل نہ ہوا ہو کہیں مائل
انکھوں کو ڈبڈبا کے یہ کی عرض، یا رسول!
- میرے تو دل کا چین ہے دونوں کے چین سے
افت حسن کی تم کو سوا ہے، حسین سے
- ۱۲ فرمایا مصطفیٰؐ اُنے نہیں، میری نور حسین
مجھ کو تو جو تھا احسن ہے وہی حسین
وہ لطف زندگی ہے، یہ ناک کے دل کا چین
شان و شکوہ وہ، یہ پیمبر کی زیب و زین
شکوہ یہ بعد کیجیو جانی رسولؐ سے
کہہ، پہلے کس نے مانگا تھا پانی رسولؐ سے
- ۱۳ دورہ اس لیے میں لایا کہ پیاسے تھے دونوں
اول دیا حسن کو کہ اس نے کیا سوال
سویار کی کمی کا ہوا آپ کو خیال؟
ایسا میں ہوں کہ چاہوں گا شبیر کا مال؟
جو کچھ کہیں میں لاؤں ضیافت کے واسطے
پیاسے رہیں گے یہ مری امت کے واسطے
- ۱۴ اب اہل معرفت سے ہے انصاف کی طلب
دونوں نما سے ایک تھے پیش حبیب رب
مخروبی حسینؑ کا پر آہ، کیا سبب
پیدا ہوئے تو دورہ ہوا خشک ہے غضب
روز ازل سے پیاس ہی مدد نگاہ تھی
بچپن سے آپ تیغ شہادت کی چاہ تھی
- ۱۵ روئی تھیں فاطمہؑ جو یہ دورے تھے سوئے جا
اب کہ بلا کی پیاس کریں یاد خاص و عام
پانی تو مال کے مہر میں، فرزند تشنہ کام
کیا کڑھتی ہو گی قبر میں تاتون نیک نام
غش ہو کے کتنی بار زمین پر گرے حسینؑ
پیاسے گئے فرات پہ پیاسے پھرے حسینؑ
- ۱۶ ہے وہ تین روز کی اور تین شب کی پیاس
آفت کی دھوپ، تھرگی گرمی غضب کی پیاس
خود بے قرار پیاس سے اور یاد سب کی پیاس
وہ زخم کھا کے اکبر عالی نسب کی پیاس
وہ دل پہ ہاتھ رکھ کے دکھانا زبان کو
اور دیکھنا حسینؑ کا وہ آسمان کو

- ۱۷ پانی بھی بند، قوت بھی بند اور ہوا بھی بند
بیٹے میں سانس بند، گلے میں صدا بھی بند
راہ مزار حضرت، شکل کشا بھی بند
سے ہے سبیل روغنہ تیرا اور ہی بھی بند
دیکھے ہیں بند دست کہیں یوں رطائی کے
اسزہن کے بال کلمے غم میں بھائی کے
- ۱۸ وہ گھر میں جانا فاتح سے لشکر کو دیکھ کر
وہ رونے آنا زرع میں اصغر کو دیکھ کر
وہ سر جھکانا ڈیوڑھی پہ خواہر کو دیکھ کر
وہ منہ پھیرنا تضحیٰ ہی دختر کو دیکھ کر
پیاسوں کی تو یہ عرض، ہمیں پیاس ہے حسینؑ
ان کا یہ کہنا، جینے سے بے اس سے حسینؑ
- ۱۹ ہر میوے پر نلک جو موٹگی ہی جا بجا
ظاہر کریں اگر عطش شاہ کربلا
نہ لور ہے، نہ رنگ، نہ تاثیر نے برا
کہہ دیں اگر موٹگی دریا یہ ماجرا
طوفاں کے غلغلے ہوں، تیارت کے شور ہوں
تیریں ہی بھٹنے پھٹنے وہ سب تیغ و شور ہوں
- ۲۰ سنتے ہی بے غذائی مولا کے تشنہ کام
بالکل نمک جو زہر نہ ہو، ہے نمک حرام
دی چاشنی موت یہ شیر بنیاں تمام
باقی رہے نہ غلے کا روٹے زمیں پر نام
گنم مدال عدم کو ہوں دنیا کی کشت سے
نکلے تھے جیسے حضرت آدمؑ بہشت سے
- ۲۱ اب قلزمِ حقیقت وغیرت ہے جوش زن
ہر شے یہ حال کن کے ہرے حال دفعین
ہم پر عیاں ہے حادثہ مشاویہ وطن
پھر آرزوئے عیش ہے، پھر فکر جان و تن
بعد از حسینؑ زلیست بھی بے جا ہے خاک سے
نور اٹھ گیا زمیں سے تو پھر کیا ہے، خاک ہے
- ۲۲ یہ بزم، بارگاہِ امام حبیبیل ہے مطلع معروف اہتمام یہاں حبیبیل ہے
چشمِ پُر آب، رشک وہ سبیل ہے تندر حسینؑ تشنہ دہن، یہ سبیل ہے
جو، یان عزائم صوف ہو کیا کیا جزا ملے
جنت ہے کیا حسینؑ ملے، اور خدا ملے

- ۲۳ آنکھوں کو شہ کی خشک زبانی پر تڑکریں روتے پر اپنے روئیں، عدالت اگر کریں
جس کا روال سراسر سے شہ دیں سفر کریں سمجھیں وطن ہم اس کو خوشی سے بسر کریں
لذت تھی خشک و زکی شہ بجز ویر کے ساخنہ
امیدیں قطع ہو گئیں سب ان کے سر کے ساخنہ
- ۲۴ ادنیٰ کے گھر جو فنا تخر خروانی کو جاتے ہیں کس کس ادب سے میٹھے کے آنسو ہاتھ ہیں
اس انجن میں صاحب معراج آتے ہیں ہم اور ذکر اپنی زبانوں پر لاساتے ہیں
نے داد گر یہ ہے نہ صلہ شوروشین کا
اور جانتے ہیں تعزیر خاند حسین کا؟
- ۲۵ گویا خبر نہیں کہ یہ دربار کون ہے کس کی عزت ہے اور عزادار کون ہے
آنسو کا کیا بہا ہے، عزادار کون ہے عاصی ہے کون، رحمت غفار کون ہے
ایا نہیں خیال کہ یہ کیا مقام ہے
ادنیٰ اثواب رونے کا اعلیٰ مقام ہے
- ۲۶ گرا آنکھ سے زیارت خیرا کورا کریں اور غریبے قراری خیر و التسا کریں
ایسا ہی پھر تر روئیں کہ محشر بپا کریں لازم ہے بے مشاہدہ شور بکا کریں
کس کو یہاں رسول اُم دیکھتے نہیں
افسوس ہم کو یہ ہے کہ ہم دیکھتے نہیں
- ۲۷ اے ابر تر تیا، گہر بے بہا ہے کیا مظلوم بجز فیض جاری ربّ اللہ ہے کیا؟
اے حضرت سب کی آنکھ میں آپ بقا ہے کیا اے عند ربّ برزخہ، گل مدعا ہے کیا؟
کس شے سے عاصیوں کو دو عالم میں ہیں ہے
کہتے ہیں سب وہ اشک عزائے حسین ہے
- ۲۸ باغ جنوں کے پھولوں کی شبنم یہ اشک میں بنیاد ابروتے دو عالم یہ اشک ہیں
جیسے گل کے زخموں کا مرہم یہ اشک ہیں خورشید اورچ ماہ محرم یہ اشک ہیں
طاعت کا ان سے شمس ہے اور زریب وزین ہے
نام خدا، یہ سبجہ نو کر حسین ہے

- ۲۹ یہ اشک فرج شیعہ ہے یہ آہ ہے علم زیر عمل قلم رو بہ جنت ہے یک قلم
اور "آہ" وہ قلم ہے کہ قرآن کی قسم جو بے ورق برائت کی صورت کے رقم
باندھا جو تار رونے کا کارِ نحو ہوا
پردہ گنہ کا فاش جو تھا وہ رفو ہوا
- ۳۰ کہتے ہیں حسن اشک یہ ملا ابوالحسن اک پاسبان تھا مرا ہم سایہ ہم وطن
ناگاہ دزد مرگ ہوا اس کا راہ زن اس نے طلب کیا مجھے گہر کے دفتن سے
بندے نے کچھ عقائد خفہ بیان کیے
درباں پر اہل بیت کے رتبے عیاں کیے
- ۳۱ آخر وہ سن کے سورہ یسین مر گیا درباں خدا کے گھر گیا، میں اپنے گھر گیا
ناگہ جہاں سے ماجٹ انجم گذر گیا اور خواب کے خیال میں میں فرشتوں پر گیا
پلکوں نے بند آنکھ کے مجھوں کا در کیا
درباں نے عین خواب میں لیکن گذر کیا
- ۳۲ میں نے کیا سوال کہ انجام کیا ہوا اس نے دیا جواب کہ فضل خدا ہوا
میں نے کہا کہ فضل تو اللہ کا ہوا پر کیا وسیلہ مدد کسریا ہوا
خاطر سے کس کی حق نے گناہوں کو دھویا
اس نے کہا "حسین حسین" اور رو دیا
- ۳۳ بولا رز کے پھر، کہ ہوا دفن میں جو نہیں آئے کئی فرشتے لیے گرز آتشیں
وہ چاشنی قلق کی کبھی بھولتی نہیں آمد تھی ان کی تہر خدا، ہل گئی زبیں
بجز تھی قمر اور مرے اعضا پسندتے
اُفت کے شور بہر بن موسے بلند تھے
- ۳۴ چمکاتے تھے ملائکہ گرز شہر قتال اور میرے ہر گنہ کا اشارہ یہ تھا، کہناں
اس شنگے میں شق ہوئی دیوار ناگہاں آئی صدائے رحمت معبود انس جہاں
ٹھہر فرشتو، ٹھہرو! اسے بختواتے ہیں
ہاں، ہاں، ابھی عذاب نہ کرنا، ہم آتے ہیں

- ۲۵ ناگاہ گنج قبر ہوا برج آفتاب در آیا لاکھ ہر سے وال اک فلک جناب
ما تھے سے تابہ نافت براجت تھی بے سناپ روشن تھی رخ سے تیرا اکبر کی آب و تاب
گودی میں اپنے تیرا صغر کو لائے تھے
نہتی سی ایک لاش گلے سے لگائے تھے
- ۲۶ آئے اور اکے میرے سر ہانے ٹھہر گئے ڈر کر عذاب قبر وہیں کوچ کر گئے
بگڑے ہوئے جو کام تھے وہ سب سنور گئے کیا جانے پھر گناہ کہاں تھے کدھر گئے
ہیبت سے قدیموں کے بچ کر پنے لگے
حکم خدا سے آئے تھے پر کانپنے لگے
- ۲۷ ہاتھوں کو باندھا پھینک دیئے گزر شعلہ دار کی عرض کیا حضور کی مرضی ہے، ہم نثار
لیکن یہ بندہ سب سے سوا ہے تصور دار فرمایا، پھر خدا کا کرم بھی ہے بے شمار
ہم پر ازل سے خالق اکبر کا پیار ہے
بخشا سے بھی ہم کو، ہمیں اختیار ہے
- ۲۸ بوسے فرشتے، کار ثواب اس سے کیا ہوا جو آپ کے حوالے یہ اہل خطا ہوا
فرمایا: اک جگہ مرا ماتم پیا ہوا یہ بھی شریک صحبت اہل عزا ہوا
لاستے ہیں شیعہ دفتر اعمال دھونے کو
آنکھوں سے آتے ہی مری مجلس میں ملنے کو
- ۲۹ ذاکر نے سر نوشت ہماری جو کی بیاں بالیں پر اس کی روتا تھا اک جیوری جواں
اک آنسو اس کے سر پر گرا بہر کے ناگہاں اس اشک کی ہوئی بڑکت جا بجا عیاں
دنیا میں سر بلند یہ ناکام ہو گیا
اور آج مغفرت کا سراخام ہو گیا
- ۳۰ وقت و نثار نانائے اس کو بچا لیا روزخ بڑھا تو منح مری اماں نے کیا
دفتر کھلا گناہوں کا جو پیش کبریا موجود بابا جان تھے، پڑھ کر اٹھ دیا
جنت کا در کشا وہ پئے سیر کر دیا
ہم نے تو آکے خانہ بالخیبر کر دیا

- ۳۱ یہ سن کے سب ملا مکہ ان پر ہوئے نثار میں پاؤں سے لپٹا کے پکارا بہ انگسار
تم کون ہو؟ کہ گھر میں خدا کے ہے اختیار رو کر کہا کہ بے کس و مظلوم و بے دیار
سب خلق جس کو روتی ہے میں وہ غریب ہوں
اشک کا حسین، نبی کا حبیب ہوں
- ۳۲ مٹا یہ خواب کھینو ہر اک خاص و عام سے آنسو کریں عزیز نہ ایسے امام سے
خدمت ادا ہوئی تھی نہ کچھ اس غلام سے پرواہ، بخشا یا ہے کس دھوم دھام سے
ڈھونڈو گئے خشک و تر میں تو کیا کیا دریاؤں کے
پر ایسا قدر وال کوئی آقا نہ پاؤں گے
- ۳۳ یہ اشک فرح، کشتی طوفانِ حشر ہے نام خدا، گلین سلیمان حشر ہے
یہ ڈر ہے اور بہادر میدانِ حشر ہے مرقوم کی یہ روزہ دم طغیان حشر ہے
یہ اشک شوق کل تکلیفی دکھائے گا
عصیان کی شہاب کو سر کر بنائے گا
- ۳۴ شیعوں کا سینہ سوزہ ہے دل جبریل ہے ہر بندے پر یہ حکم خدا نے جلیل ہے
آنسو تر ہے فدیہ، تو میرا خلیل ہے جانا ہے سلسیل کو تو یہ سلسیل ہے
بندے، سمجھ کے سچ خدا، رو حسین کو
بخشا تھے بھی اور ترے والدین کو
- ۳۵ اب طفل اشک راہ خدا میں فلا کرو مثل خلیل بنیم عزرائیل بکا کرو
فریاد سوزے قبر رسول خدا کرو یا مصطفیٰ نظر طرف کر بلا کرو
بچوں کی زجرانوں کی قسریا نیاں ہوئیں
اور اب جد حسین سے سیدانیاں ہوئیں
- ۳۶ یارو حرم سرائیں قیامت کا وقت ہے مشکل کشا کی آل پر آفت کا وقت ہے
دن ڈھل چکے، شکی شہادت کا وقت ہے دن میں غروب ہر نبوت کا وقت ہے
زینب کے دل کو داغ برادر نصیب ہے
تخت سے بوسہ گاہ پیمبر قریب ہے

- ۲۷ چھتا ہے چاند فاتح بدرو حنین کا
اب کوچ آخری ہے شر مشرقین کا
کتاب ہے پیاسا فاطمہ کے نور عین کا
خشکی سے ڈوبتا ہے سفینہ حسین کا
مہانوں پر یہ ظلم کسی نے کیا نہیں
چو بیسواں پہر ہے کہ پانی پیانہ نہیں
- ۲۸ حضرت کو جس کی پیاس دم بھر کی تھی پسند
دو ہاتھا دو دھجس کے لیے ہر کے شاد مند
پیاسا وہ فرج ہوتا ہے اب مثل گرفتار
منہ پیاس سے کھلا ہے اور آب رواں کبند
عاشق تھی فاطمہ بہت اس نور عین کی
امت سے آج کی نہ سفارش حسین کی
- ۲۹ دریا میں ابن فاطمہ کو لے گئی تھی پیاس
چٹو بھرا تھا پانی سے لائے تھے منہ پانی کے
ہے، کیا حسین نے ہمان کا نہ پیاس
مارا دہن پر تیر، بھرا خون سے لباس!
دریا سے نکلے پیاس کا غم مٹاتے ہوئے
مقتل میں آئے منہ سے لہو ڈالتے ہوئے
- ۵۰ رینٹ بکاری لائے چھدا تیر سے دہن
کیا پانی نوش کرتے تھے اے سید زین!
ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ کے کیا شہ نے یہ سخن
ظالم کو تیر مارنا تھا، مارا لے بس
بھائی کی پیاس یاد تھی لب تر کیا نہ تھا
چٹو میں نے پانی لیا تھا، پیاس نہ تھا
- ۵۱ پھر تارحتی کے لشکر کا باندھا امام نے
زخم دہن کا بچھہ کیا، تشنہ کام نے
کی پشت سونے خیر، رخ اعدا کے سامنے
اگلے دہن سے لعل، شہ خوش کلام نے
سب نے بیان راست پر گردن کو تم کیا
قائل ہوئے، سکوت کیا، اور تم کیا
- ۵۲ سمجھایا شہ نے، راہ پہ آؤ، کہا، نہیں
فرمایا، خیر پانی پلاؤ، کہا، نہیں
پوچھا: قصور میرا بتاؤ، کہا، نہیں
یوسے، تو پھر ہیں نہ ستاؤ، کہا، نہیں
فرمایا: گھر بلا کے اسیر قعب کیا
د۔ ر۔ ت۔ آ۔ نے، ہو، کہ، نے، طلب کیا

- ۵۳ فرمایا، جلنے دو کہ دینے کو جائیں ہم
وہ بوسے، تیر کس کے بگڑ پر لگائیں ہم؟
فرمایا، اہل بیت کو بچانے کے آئیں ہم؟
چلائے وہ کہ بوسے میں کن کو بھلائیں ہم؟
فرمایا، کچھ بھی تم کو مرؤت ہے یا نہیں
بوسے کہ ہے، پر آل نیج سے روا نہیں
- ۵۴ ناگہ کہا، موکل باران نے، یا انام
برساوے آگ تار یوں کی فوج پر غلام؟
اڑ کر کیا ہوا کے فرشتے نے یہ کلام
مولا جو حکم ہو تو اڑا دوں سپاہِ شام؟
بجلی تڑپ کے بولی کہ میں کوندتی چھروں
مصر نے عرض کی یہ صفیں روندتی چھروں
- ۵۵ مولا ہنسے کہ وقت ہے ایسا ہی ہم پر آج
فرمایا، ہم ازل سے ہی مستغنی و المزان
آتی ہے تم بھوں کی تو پاس اپنے اختیار
خلاق پہ منحصر ہے مرے درد کا علاج
دکھ میں زمانہ آ کے مرے در پہ پینے
اشفقہم اللہ، اور کا احساں حسین نے
- ۵۶ قرآن کا بطن ہوں، نعلت از دوع انطین
قائم مقام قائم عسکر المجتہدین
فخر جہاں، امام شریعت، پناہ دیں
آرام بخشش چرخ، تسلی دہ زمین
ہم نے بلند معجزوں کی قدر کو کیا
شق بدر کو، شکست صفت بدر کو کیا
- ۵۷ یوسف نے سعی عزیزوں سے چاہی، تو کیا ہوا
بندوں کی التجا میں عتاب خدا ہوا
رنداں میں رنج سات برس کا سوا ہوا
اور جب خدا نے چاہا تو فوراً رہا ہوا
چھپ کر شجر میں کیا زکریا کو بچل ملا
اُسے سے زندگی کو پیغام اعلیٰ ملا
- ۵۸ اپنی نظر فقط مدد کب سبیا پر ہے
گھر میں بھی اور لحد میں بھی تکبیر خدا ہے
کچھ غم نہیں بولشکر ناری ہوا پر ہے
غالب یہ خاکسار فاقہ و تقا ہے
درد دیکھ لو یہ معرکہ بھی یادگار ہے
غم کی عیش میں کیا بڑھش زوال فقار ہے

- ۴۳ سنا تھا یہ کہ جانے سے باہر تھی ذوالفقار اور زینب قبضہ زینب صفر تھی ذوالفقار
ظالم رکے کہ سد سکندر تھی ذوالفقار جب تک رہی نیم میں رہے پر تھی ذوالفقار
ننگی بس اور فدا ہوئی ابن بتول پر
بیل قفس سے چھوٹ کے جس طرح پھول پر
۴۲ تیغ علی معروج پہ آئی میان سے پرواز جبرئیل نے کی اشیان سے
لشکر کہ حکم سلج جو بخشازبان سے غرہ کیا ہلال نے واں آسمان سے
اس کے حضور ماہ نہ جلوہ نما ہوا
بھاگا جو پاؤں رکھے کہ وہ سر پر ہما ہوا
۴۵ تلوار کی وہ حجت، وہ جو ہر کا بندوبست زنجیروں میں بندھا ہوا پھر اتھا شیرست
جو ہر تھے یا سچل تھی وہ نصرت کی ریت لکھا تھا دفتروں میں اسی خط سے شکست
یعنی تھی جائزہ تو کبھی رزم گاہ میں
پر پھرے فرد فرسے تھے سب نگاہ میں
۴۶ کیا تیغ آبدار تھی جو ہر سے خوش جمال منجد ہا میں کھڑے تھے بے کھوے کمال
جو ہر تھے یا کہ سب کے بیچ میں ہلال یا صاف آئینہ تھی وہ شمشیر بے مثال
جو ہر کے جن خطوں پر سرا پا گمان تھے
اہل بچکے کے تار نظر کے نشان تھے
۴۷ آواز دی براق نے ہاں ذوالجناح ہاں بہمت نے بے کسی سے کہا تھا ہاں
تنہاں کا ہجوم جلو میں ہوا عیاں منظومیت پر سے سے بڑھی کھول کر نشان
فل تھا نہ فرج ہے نہ علم دار نیک ہے
مثل خدا حسین دو عالم میں ایک ہے
۴۸ کوٹین و ڈیبلے سے خبر دار ہو گئے عرش فرشتے عاشیہ بردار ہو گئے
نقش قدم زمین کے سردار ہو گئے ذرے نگاہ ہر سے در دار ہو گئے
جتنا چشم خدم تھا خدا کی جناب میں
آنا وہ سدا الشہدا کی رکاب میں

- ۴۹ اعدا پر دانت پیس کے تاسے ہوئے رواں اور استیں پڑھا کے اترائی کہکشاں
چٹکا کے ماہ لوکی سرد ہی کر آسماں چلائے ہاتھ جوڑ کے "یا شاہ دو جہاں"
گر ہاں کہیں حضور مخالفت کو مار لیجے
وہ سب کے سب سوار ہی ابھی سر اتار لیں
۵۰ بر میں نبی کا جامہ معتبر شام ہے پر غرق عطر خون شہیداں وہ جام ہے
جوڑا شہانہ اور گلابی عمامہ ہے طرہ شہید ہونے کا اقرار نام ہے
مثل رفیق شملوں کے گوشے چھٹے ہوئے
گھر کی طرح امیدوں کی گلشن لٹے ہوئے
۵۱ آنکھوں سے عین رعب علی آشکار ہے سایہ چمک کا سرمہ دنیا دار ہے
گلو نہ کر بلا کی زمین کا غبار ہے چہرہ دم اخیر گل نو بہار ہے
یوں خوش چلے ہیں باغ شہادت کی دید کو
جیسے نبی کے سامنے جاتے تھے عید کو
۵۲ طاؤس باغ نور ہے، اسپ شہ زمین پر مور چھل ہلاتی ہے نور شہید کی کرن
سر پر ہما کے بال کی کلغی ہے بوسرزن گنڈا گلے میں حفظ خدا کا منیا گلن
ٹھنڈی زمیں پر دھوپ کی اب روشنی ہوئی
چمکے ہلال نعل کے، اور چاندنی ہوئی
۵۳ دن بھر گیا ہے نور شہ دیں پناہ سے دل ظالموں کا خوف سے رخ گرواہ سے
کان الحذر کے شور سے، لب واہ واہ سے لب واہ واہ سے تو زبان آہ آہ سے
یہ ڈر ہے ظالموں کو سخن سے ہلال کے
پھرتے ہیں منہ میں کان سے پیوہ نکال کے
۵۴ جادو سے زور الگ ہے، دھما سے اثر جدا پتھر سے نعل دور، سدق سے گھر جدا
آہر سے نافر، نطق سے ہے مشک تر جدا روہ سے کوا، شیر سے ہے شور و شر جدا
پا بس ادب امام کا سب کو ضرور ہے
شیشے سے باوہ، باوہ سے اب نشہ دور ہے

۵۵ ہر صفت میں ہے پکارا جناب حسین اے
ہاں بارو ہر شب بارہ جناب حسین اے
دل سے گیا قرار جناب حسین اے
حیدر کے ورثہ دار، جناب حسین اے
لو، آنکھ چار لاکھ کی چھپکاتے آتے ہیں
بجلی کو ذوالفقار کی چمکاتے آتے ہیں

۵۶ دکھ ہے اک شجاع بڑھا فوج شام سے
لڑاں تھی روح سام کی جس کی حسام سے
پر دین کو گریز نہ تھی اس کے دام سے
گردان روم کان پڑتے تھے نام سے
ہر عیب کفر و معنی ہمزوہ دلیر تھا

۵۷ منہ پر چھلم پڑی تھی کہ برقع میں شیر تھا
اک پریشانی کا گلے میں پڑا ہوا
قبضہ طلائی تیغ رواں پر چڑھا ہوا
نقرہ سمند، شیروں سے کشتی پڑا ہوا
چار آئینے سے شہر بدن تھا حصار میں
اندھیرا اس کی ڈھال سے تھا روزگاری

۵۸ ترکش میں تھے وہ نیش کہ دل پریش تھے دلیر
گر زنگراں وہ پیش، زبردست جس سے زیر
پھل تیغ کا وہ زہر کہ پانی نہ مانگے شیر
خنجر وہ برق فکر کہ گرنے لگے نہ زیر
قبضے پہ ایک ہاتھ دھرے ایک باگ پر
یوں آیا نور حق پہ، دھواں جیسے آگ پر

۵۹ کافر نے تو بڑوں کے لیے نام لائے
چلائی ذوالفقار علیؑ "یا علیؑ مدو"
پھر شوم بد بڑھا تو ملی لعنت ابند
دینار کی طرح نے بھی دی نار کی سند
دیکھا جو آفتاب نے اس بے دریغ کو
آفت اُسے، اور آب دی آقا کی تیغ کو

۸۰ بچنے لگے جلا جلا وقرناہ شد و مد
حربے بھی، حملے بھی کیئے اس نے بچو دک
نیز سے کی زد، ٹھنک کی زد تیغ کی زد
مردانہ وار شہ نے کیے وار سارے رو
پھر آنکھ سے جو آنکھ ملائی حسینؑ نے
نار کا نار، ملائی حسینؑ نے

۸۱ ہمت شقی کی چھڑ کے رن بھاگنے لگی
روہ کی آنکھ بن کے ہرن بھاگنے لگی
منہ سے زبان، مثال سخن بھاگنے لگی
جاں قطع کر کے رشتہ تن بھاگنے لگی
چھپٹے جو آپ رنگ پریدہ ٹھہر گیا
سر پر جو ذوالفقار چڑھی منہ اُتر گیا

۸۲ بیٹھی یہ خود پر تو وہ سر میں سما گیا
سر گردن نجس میں بیخ خود آ گیا
گردن چھپی جو سینے میں، دل تھنک گیا
بھاری تھا بوجھ مونسے کر تیغ کھا گیا
آنے میں خود سر کے سر موم جو بل پڑا
مانند آبلہ کہت پاسے نکل پڑا

۸۳ ریش اس کا ذوالجناح کی ٹیکر جو کھا گیا
گھوما وہ یوں کہ چرخ بھی پکڑ میں آ گیا
کائے جو پاؤں تیغ نے، آرام پا گیا
اڑ کر قدم جدا گیا اور سر جدا گیا
رہوار کے کٹے قدم و سر تو کیا ہوا
ناری کی خاک اڑانے کی خاطر ہوا ہوا

۸۴ رستم اچھل کے قبر سے بولا، ہنر یہ ہے
جہات و جد میں تھے کہ تیغ ظفر یہ ہے
فرمایا حق نے کیوں نہ ہو، کس کا پسر یہ ہے
ہاں، میری قاطعہ کے شکم کا اثر یہ ہے
مولا چھلکے سپاہ پر ہوش و حواس سے
جو ہر کی طرح صفت پہ گری صفت ہراس سے

۸۵ اک اک سے ذوالفقار نے کی صلح جنگ میں
مغفرت سے تھی زہہ میں تو پا کھڑے تنگ میں
حقیقت تھی چار آئینہ میں، پھل خدنگ میں
پانی کی طرح مل گئی ہر ایک رنگ میں!
ڈاٹ اک طرف کو ڈوب گئے پڑتے تنگ
قطرہ تھا آب تیغ مگر تھا گلے تنگ

۸۶ حرم و ہوا کی طرح سروں سے نکل گئی
آرام کی طرح بگروں سے نکل گئی
دکھلا کے اپنا بل کروں سے نکل گئی
چار آئینوں سے اور سپروں سے نکل گئی
بے جہشے کا کاشنا تیغوں کی خون نہ تھی!
کاٹی جو اس نے ڈھال تو پھولوں میں بوڑھی

۴۵ ہر صفت میں ہے پکار، جناب حسین اے ہاں بارو ہر شہیار، جناب حسین اے
دل سے گیا قرار، جناب حسین اے جیدڑ کے ورثہ دار، جناب حسین اے
لہ، آنکھ چار لاکھ کی چھپکاتے آتے ہیں
بجلی کو ذوالفقار کی چمکاتے آتے ہیں

۴۶ رکھتا ہے اک شجاع بڑھا فوج شام سے لڑاں تھی روح سام کی جس کی حسام سے
پر ویز کو گریز نہ تھی اس کے دام سے گردان روم کان پکڑتے تھے نام سے
جز عیب کفر، محض ہنز وہ دلیر تھا

۴۷ منہ پر جھلم پڑی تھی کہ بڑ بقیع میں شیر تھا
اک پرتلا زری کا گلے میں پڑا ہوا قبضہ طلائی تیغ رواں پر چڑھا ہوا
نقرہ سندا، شیروں سے کشتی پڑا ہوا نیزہ وہ جس کی زد پہ نہ رستم کھڑا ہوا
چار آئینے سے شہ بدن تھا حصار میں
اندھیر اس کی ڈھال سے تھا روزگاریں

۴۸ ترکش میں تھے وہ نیش کو دل ریش تھے دلیر گزر گراں وہ پیش، زبردست جس سے دلیر
پھل تیغ کا وہ زہر کہ پانی نہ مانگے شیر خنجر وہ برق قہر کہ گرنے لگے نہ دلیر
جنھنے پہ ایک ہاتھ دھرے ایک باگ پر
یوں آیا نور حق پہ، دھواں جیسے آگ پر

۴۹ کافر نے تو بترن کے لیے نام لاکند چلائی ذوالفقار علیؑ یا علیؑ مدو
پھر شوم بد بڑھا تو ملی کعبت ابد دینار کی طرح نے بھی دی ناز کا سند
دیکھا جو آفتاب نے اس بے دریغ کو
آفت اُسے، اور آب دی آفتا کی تیغ کو

۵۰ بچنے لگے جلا جلا وقر نابہ شد و مد حوبے بھی، حملے بھی کیے اس نے بچو لگ
نیزے سے کی زد، تختہ رنگ کی زد تیغ کین کی زد مردانہ وارثہ نے کیے وار سارے رو
پھر آنکھ سے جو آنکھ ملانی حسین نے

۸۱ ہمت تھی کی چھوڑ کے دن بھاگنے لگی روبر کی آنکھ بن کے ہرن بھاگنے لگی
منہ سے زبان، مثال سخن بھاگنے لگی جاں قطع کر کے رشتہ تن بھاگنے لگی
چھپتے جو آپ رنگ پریدہ ٹھہر گیا
سر پہ جو ذوالفقار چڑھی مٹہ اُتر گیا

۸۲ بیٹھی یہ خود پر تو وہ سر میں سما گیا سر گردن جس میں شیخ خود آ گیا
گردن چھپی جو سینے میں، دل تھرتھرا گیا بھاری تھا بوجھ موٹے کر تیغ کھا گیا
آنے میں خود سر کے سر مو جو بل پڑا
مانند آبلہ کفت پاسے نکل پڑا

۸۳ رخش اس کا ذوالجناح کی ٹکر جو کھا گیا گھوما وہ یوں کہ چرخ بھی پکڑ میں آ گیا
کائے جو پاؤں تیغ نے، آرام پا گیا اڑ کر قدم جدا گیا اور سر جدا گیا
رہوار کے کٹے قدم و سرتو کیا ہوا
ناری کی خاک اڑانے کی خاطر ہوا ہوا

۸۴ رستم اچیل کے قبر سے بولا، ہنر یہ ہے جہات و حد میں تھے کہ تیغ ظفر یہ ہے
فرمایا حق نے کیوں نہ ہو، کس کا پسر یہ ہے ہاں، میری قاطر کے شکم کا اثر یہ ہے
مولا جھکے سپاہ پر ہر شش و حواس سے
جو ہر کی طرح صفت پر گری صفت ہراں سے

۸۵ اک اک سے ذوالفقار نے کی صلح جنگ میں متعثر سے تھی زردہ میں تو پاکھر سے تنگی میں
صیقٹ تھی چار آئینہ میں، پھل ننگ میں پانی کی طرح بل گئی ہر ایک رنگ میں!
ڈاٹ اک طرف کو ڈوب گئے پر تلتے ننگ
قطرہ تھا آب تیغ مگر تھا گلے ننگ

۸۶ حرص و ہوا کی طرح سروں سے نکل گئی آرام کی طرح جگروں سے نکل گئی
دکھلا کے اپنا بل کروں سے نکل گئی چار آئینوں سے اور سپروں سے نکل گئی
یے جہتے کا کاٹنا تیغوں کی خون نہ تھی!
کاٹی جو اس نے ڈھال تو پھولوں میں بو نہ تھی

- ۸۷ بڑے فلک پر سیف علم ہے تو ہم نہیں سر بھی پکارے اس کا قدم ہے تو ہم نہیں
چلائی سانس تیغ کا دم ہے تو ہم نہیں ہر فرد نے کہا یہ قلم ہے تو ہم نہیں
منہ تھے کھلے پر خوف سے گویا نہ ہرتے تھے
اطفال بے زبان کی طرح زخم روتے تھے
- ۸۸ جب یہ ملی کر سے کر بند تھا جدا روح و بدن کے ربط کا پیوند تھا جدا
ماتہ درد عیش کا ہر بند تھا جدا محشر تھا یہ کہ باپ سے فرزند تھا جدا
کسی تیغ کے وہ منہ سے ہر بات آگ بھڑکی
زخمی کے لب سے آہ جو نکلی وہ دو ہوئی
- ۸۹ رستہ نہ تھا سروں پر پھری اور ہوا ہوئی تیری لمو میں، ڈوئی تری اور ہوا ہوئی
بدلی کی طرح مڑ کے گھری اور ہوا ہوئی بجلی گرائی خود بھی گری اور ہوا ہوئی
پانی پھرا گھٹانے یہ طوفان عیاں ہوا
"یا ارض ابلعی" سبق آسماں ہوا
- ۹۰ رن ایک سمت شروں میں شور عظیم تھا یہ کاٹ تھا کہ قبر خدائے علیم تھا
اس وقت جو خیال تھا دل میں دو نیم تھا لشکر میں حال حاضر و نائب یقیم تھا
ہنگام ضرب یاد عزیزوں میں جو ہوا
یہ زیر تیغ دو ہوا وہ گھر میں دو ہوا
- ۹۱ شامی کباب تھے یہ ہوئی جب شرفشاں اہل تار بن کے ہرن رن سے تھے رواں
مصری نہ بات کر سکے اور بڑے الاماں بت بن کے گبرہ گئے، پتھرائی پتلیاں
زردار زرد ہو کے گل اشرفی بنے
نہرائی خاک بن کے گل ارمی بنے
- ۹۲ باران آب تیغ سے ہستی کے گھر ہے تخم بدی شمر کا بچا، سب شجر ہے
بے مغزوں کے جباب کے ماتہ سر ہے سوتے تھے جڑ میں یہ وہ افلاک پر ہے
جز آب تیغ منہ میں نہ برسے تھے کبھی
کتنا نقاب برس کے نہ برسوں گا پھر کبھی

- ۹۳ اونچی ہوئی تو اوج فلک پر چلی گئی! ظلفت میں صاف مثل سکندر چلی گئی!
ماتہ نبض ہاتھ کے اندر چلی گئی! سینے میں ٹھہری دم لیا، باہر چلی گئی!
مکن نہیں کسی سے کمال اس نے جو کیا
اڑنے دیا نہ رنگ کو چہرے پر دو کیا
- ۹۴ برو کی طرح دماغوں میں آئی چلی گئی مثل ہوا سروں میں سائی چلی گئی
شعلے کی طرح آگ لگائی چلی گئی صرصر کی طرح باگ اٹھائی چلی گئی
سینے میں صاف آئی تھی اور صاف جاتی تھی
اندا دم کی آمد شد کا دکھائی تھی
- ۹۵ ہر وار پر تھا خلعت صل علی نصیب کیا خوش نصیب تیغ علی تھی، خوش نصیب
غل سن کے اپنی ضرب کا کتنی تھی یا نصیب ایسا نہ ہو کہ جاگ اٹھے فوج کا نصیب
جو جاگتا تھا کشتہ شمشیر ہو گیا
سونا نصیب کے لیے اکسیر ہو گیا
- ۹۶ خورشید کا چلن یہ چلی ہو کے مسربان تجزیل کی جو خود میں نوروز تھا عیاں
چمکے شب برات کے طالع بھی ناگماں کیا کیا جھڑے بھول، ہوئی جب شرفشاں
غل تھا کہ لاکھ بات کی یہ ایک بات ہے
قدرت ہے کبریا کی نہ دن سے نہ رات ہے
- ۹۷ کاٹنا پلک میں آنکھ کو پتلی میں نور کو پاؤں میں کج روی کو سروں میں غرور کو
سینے میں نبض و کینے کو دل میں فتور کو نیت میں معصیت کو طبیعت میں زور کو
ذات اک طرف متا دیا بالکل صفات کو
کیسی زباں، زباں میں یہ یہ کاٹ آئی بات کو
- ۹۸ پنی پنی کے خون جسم کا قوم بھول کے جو ہر نبی بر شکل و شو پھیل پر پھول کے
تن زرد ہو گئے سپر بد اصول کے غول اشقیاء کے غول بنے راہ بھول کے
پینچے مگر ٹھکانے پر امید و بیم میں
ہر طوطا میں بزرگوں کے، یعنی جیم میں

۹۹ محراب تیغ نے جو بریدہ گلو کبیا پھر قبیلے کی طرف کو نہ اعلانے روکیا
 جھک جھک کے ڈھونڈ ڈھونڈ کے خون ملاوکیا ہر دم اہوسے تیغ نے تازہ وضو کیا
 اٹھی تو سونے شاہ و خوش القاب پھر گئی
 کبیر پکارا قبیلے کو محراب پھر گئی

۱۰۰ ایک منہ کے چار منہ یہ کسی کے بنا گئی بیکٹائی کا غرور دلوں سے مٹا گئی
 رو کر کے تن کو نقشہ ثانی دکھا گئی توحید کو بر جُحبت قاطع بتا گئی
 کوئی ہے میری عزت سے دو، کوئی چاہے
 باقی رہا جو ایک وہ پروردگار ہے

۱۰۱ ناگر نڈاسنی کہ عبادت کا وقت ہے خنجر تلے قضا کی فضیلت کا وقت ہے
 شہیرا بس، نماز شہادت کا وقت ہے مانگو دعا، یہ بخشش اُمت کا وقت ہے
 اب تم ہو اور حضور ہی قیوم ہے حسینؑ
 یہ سر جھکا کے برے کہ محکوم ہے حسینؑ

۱۰۲ پھر جنگ پر نہ رغبت سلطان دیں رہی آگے بڑھی نہ تیغ جہاں تھی وہیں رہی
 کاٹے نہ حلق مثل گریباں قریں رہی ماتھے پر دھار صورت چین جیسی رہی
 زرخے سے شہ نے تیغ بہاڑی نکال لی
 امت کی ڈوبتی ہوئی کشتی سفیحاں لی

۱۰۳ پر آہ، یاں نیام میں آنا شام کا اور ٹوٹنا حسینؑ پر داں فرج شام کا
 پھلایا نام لے کے عمر، خاص و عام کا اسے مر جیا، یہ حمد کیا تم نے کام کا
 ہاں میرے رستو، نہ اماں دو حسینؑ کو
 گھوڑے سے بچھیوں پہ اٹھا تو حسینؑ کو

۱۰۴ اُمڈیں علیؑ کے لال پر فوجوں کی بدلیاں اور سر پہ کونڈے لگیں تیغوں کی بجلیاں
 وہ سامنے کے تیر وہ پہلو کی برچھیاں وہ اتنا کا صنعت، وہ گردش میں تیلیاں
 کیا وقت تھا کہ بھولے تھے سب کردگار کو
 ہم تم تھے یاد، خاطر کی یاد گار کو

۱۰۵ طاقت ہوئی بر طاق شہ دیں پستاہ کی حسرت سے سونے گنج شہیداں نگاہ کی
 مرطوط کے ذوالجنان نے دیکھا اور آہ کی رو کر حسینؑ برے ابو مرثیٰ رالا کی
 درد جگر کی کس سے طلب داد کیجیے
 بولا وہ بے زبان کچھ ارشاد کیجیے

۱۰۶ شفقت سے ہاتھ گھوڑے کی گردن میں ڈال کر بولے ہیں کچھ اٹھ سے آتا نہیں نظر
 گھوڑے تو بیل کے گنج شہیداں میں غور کر آرام کرتے ہیں علی اکبرؑ کے کدھر؟
 لے اسپ باو فارے دل کو قرار دے
 اس کا مصلاب تھے شہ و لذل سوارے

۱۰۷ گھوڑا قدم قدم سونے مقفل ہوا رواں یعنی نہ شہ کے زخموں کو ہر صد مرتبکاں
 اک فوجواں کی لاش پر ٹھہرا وہ بے زباں بوسو گھ کر حسینؑ پکارے، یہی ہے یاں
 بیٹھا جو ذوالجنان کہ آپ اتریں زین سے
 دو ہاتھ کا پتے ہرے نکلے زمین سے

۱۰۸ ہاتھوں کے سانڈ آئی یہ آواز ناگماں ہے ہے یہ گرسے زخم کلیجے میں آگماں
 اگر اتار تے ننہیں عباس ہیں کہاں آؤ ہمارے گود میں آؤ، نثار ماں
 مر کر بھی ہم جدا نہیں، پیارے کے ساتھ ہیں
 داری، یہ تیری پالنے والی کے ہاتھ ہیں

۱۰۹ کرتے تمہارے سیتی تھی ان سے بڑی فین سرور میں تیری آنکھ میں دیتی تھی نور عین
 منہ کی بلا میں لیتی تھی، آتا تھا دل کو چین اب ہیں یہ ہاتھ اور زما تم ہے اسے سین
 ہرورے تو حشر، لوٹا ہے اُمت نے گھرا
 پایا خدا کے عرش کا ہے اور سر مرا

۱۱۰ ان ہاتھوں کا ملا جو سہارا حسینؑ کو مرکب نے بے تکان اتار حسینؑ کو
 نیزہ سناں نے دوڑ کے مارا حسینؑ کو پھر تو رہا نہ ضبط کا یار حسینؑ کو
 جلتی زمین پر عرش کئی ساعت پڑے ہے
 جلاد گرد تیغوں کو کھینچے کھڑے رہے

۱۱۱ ہشیار ہو کے بیٹھے جو مولائے بیگیاں اک رخ پر زرد خاک تھی اک پر لہو رواں
تھی فوج کو یہ جلدی قتل شہر زمان گرتا تھا اک پہ ایک لیے خنجر و سنان
رائیں تمام خاک لگائے جیسے پر
بیٹھے تھیں در کے پاس برابر زمیں پر

۱۱۲ حیران تھیں کہ ہائے پر کیا ماجرے ہوئے پیارے ہوئے حسین سے بے اُسرے ہوئے
کاندھے پر ماں کے ہاتھ کیکنہ دھر ہوئے نکستی تھی دن کو آنکھوں میں آنسو پھر ہوئے
کستی تھی ہائے آناں میں بچپن میں لٹ گئی
کیسا یہ سال آیا کہ بابا سے چھٹ گئی

۱۱۳ آناں تھامے واری، بلاؤ حضور کو اب دل نہیں سنبھلتا، دکھاؤ حضور کو
پر وہ کہاں کا پیل کے لے آؤ حضور کو گھیرا ہے غلاموں نے، بچاؤ حضور کو
ہے کئی کو میرے پدر کی خبر نہیں
اب کی سدھائے ایسے کگھر کی خبر نہیں

۱۱۴ ناگاہ غل اٹھا کہ مبارک ہولے عمر سینے پر شاہ دیں کے چڑھا شہر بدنگر
راوی بیان کرتا ہے کا پناہ جگہ پہنچی جو بارگاہ حسینی میں یہ خبر
قتے گئے ز پروردہ نشینوں کو کل پڑی
اوراک مستظرف تر کھلے سر نکل پڑی

۱۱۵ مندرود، ہونٹ نیلے، زبان نیشک پشت نم رعنہ تھا اس جناب کرے سر سے تا قدم
جو گوشتوارے کانوں کے ہلتے صفحے دم بدم بندے جو تھے عیاں تیر باعث تھا ہے تم
نکلے تھے یوں کہ کچھ خبر دست و پا نہ تھی
موزہ نہ تھا، نقاب نہ تھی اور روانہ تھی

۱۱۶ رخ بدر تھا، پر فاقہ کشی سے گھٹا ہوا اور ماہ نو کی طرح گریباں پھٹا ہوا
بڑھتی تھی دن کو بیٹنے سے دل تھا ہٹا ہوا اور اک خیال چار طرف کو بٹا ہوا
تازہ لہو لگا تھا کسی کا جیسے پر
ہے ہے حسین کستی تھی گر کر زمین پر

۱۱۷ پر چھاسی نے کون ہر تم لے فلک وقار بولی، عزیز مرزہ، بہتر کی سوگوار
ماتم کی صفت سے آئی ہوں اٹھ کر میں دل نکلا دیکھوں یہاں دکھانا ہے کیا میرا کردگار
ماں وہ ہے جس کو چادرِ تپسیر آئی ہے

۱۱۸ بنت علی ہولہ، جعفر طیار کی بہو زینب ہے نام، عاشق شہیر نیک تر
پیلے پسر فدائیکے، اس وقت آبرو حاضر ہے سر بھی ان کے عوینی کا طہیں عدو
یثرب کی خاطر کے مسافر کو راہ دو
میرے حسین بھائی کو لوگو پناہ دو

۱۱۹ عش میں سے حسین نے زینب کے یہ کلام سینے پر شمر تھا، پر تڑپنے لگے امام
قافلے نے اُس قلق میں گلے پر دھری حسام رو کر کہا حسین نے بیدرد تیغ ختام
آخر تڑپے ستم سے نہیے میں کل پڑی
تقم جا، ارے غضب ہوا زینب نکل پڑی

۱۲۰ زینب پکاری، اُمرے ماں جائے بھائی جا! رستہ نہیں جو آگے بہن آئے بھائی جاں
تم واں تڑپ رہے ہو، میں یاں، ہائے بھائی جا کس سے کموں ہو تم کو بچا جائے بھائی جا
جو جو دکھا رہا ہے فلک دیکھتی ہوں میں
تلوار کی گلے پر چمک دیکھتی ہوں میں

۱۲۱ واں کا تھا صلح نبی زادے کا، عیسیٰ حضرت بہن کے دھیاں میں تھے مقطر جزیل
ہر ضرب پر پریر پوچھتے جاتے تھے شاہدیں زینب تو ذبح ہوتے مجھے دیکھتی نہیں
بے سزاتارے تیغ تو اب تھا مانا نہیں
پر یہ بتا کیکنہ کا تو سنا نہیں

۱۲۲ لوشیو، اب نہ پوچھو کہ قتل میں کیا ہوا تم بے امام ہو گئے، عشر بپا ہوا
ہفتاد مہر توں سے قلم ایک گلا ہوا بھائی بہن پہ پیاس کا صدر سوا ہوا
حضرت کو موت سے ذرنائے سخن ملی
جب سر جدا ہوا تو گلے سے بہن ملی

۱۲۳ رشید، اب نہ پوچھو کہ ہلتے ہیں مشرقین قاتل نے عین سحر سے میں کاٹا سر حسین
زینب کی بے قراری پر واجب شورشین ضعف بھرے مر گیا زہرا کا نور عین

آنکھوں میں ہے سیاہ فلک بھی زمین بھی
گھٹنے بھی شق ہیں، کھنیاں بھی اور جبین بھی

۱۲۴ بوسے سین سونگھ کے آئی ہے لاش پر پھیلا کے ہاتھ دکھتی ہے سینہ و دیگر
کاندھوں پر ہاتھ رکھتی ہے اور ڈھونڈھتی ہے کہ ملتا نہیں جو سرمو یہ کہتی ہے پیٹا کر

بینائی آنکھ کی گئی دل غم سے پھٹ گیا
اے خوں بھرے بدن ترا سر سے کہ کٹ گیا

۱۲۵ تاگر پر بڑھ کے خولی ملعون نے دی ندا زینب یہ دیکھو نیزے پر سر ہے حسین کا
سنا تھا یہ کہش ہوئی وہ کہہ کے وا آغا" بس اے دستبر کا پنتا ہے عرش ڈوا لکھا

صدر سے کہ بلا کی تریں تھر تھرتی ہے
اب فاطمہ، حسین کے لاشے پر آئی ہے

۱۲۶ اے میرے مرہان برادر حسین جان بیووں کے قدرواں، برادر حسین جان
ہے میرے مرے جوان برادر حسین جان اے میرے کم زبان برادر حسین جان

ڈھارس سین کے دل کو دم اضطراب دو
اکبر کی نوجوانی کا صدقہ جواب دو!

۱۲۷ اے قلعہ پتہ عزیمان بے پناہ اے ناخدائے کشتی پینبیر الہ
رائدوں کے وارث اور شہیدوں کے بادشاہ اُمت کے سرپرست، خلائق کے خیر خواہ

سب کو حضور بے کس ویلے یار کر گئے
شیعہ حقیر ہو گئے، سادات مر گئے

۱۲۸ بس اب تو ہے سکوت کا ہنگام اے دبیر ہوتا ہے نظم میں تجھے الام اے دبیر
بیجا ہے رنج گروش الام، اے دبیر سوئے نجف یہ کہہ سحر و شام اے دبیر

یا مرتضیٰ علی کرمت بے نہایت است
ہنگام دستگیری و وقت عنایت است

سہ اگر یہ بندہ پڑھا جلتے تو آگ کے تین بند مزید پڑھ جا سکتے ہیں۔ روز مرثیہ ختم ہوجاتا ہے۔

تحقیق متن

● قلمی نسخہ، میرزا قلی لسخہ جس کی تاریخ ۱۲۷۰ھ سے پہلے کی معلوم ہوتی ہے۔ اس کو دوسری
نظر سے گزرنے کے بعد درست کیا گیا ہے۔

● نسخہ نول کشور: جلد اول مرثیہ رد سیر طبع اول ۱۸۷۵ء صفحہ ۲۳۵
دو قمر ماتم، جلد ۱۲ ص ۱۰۲ طبع اول کھنوا ۱۸۹۷ء

بند ۲۰: معلوم ہوتا ہے مرزا صاحب نے اس مرثیے کو بار بار بار دیکھا ہے اور ہر مرتبہ ترمیم و تیسخ
ہوئی۔ نول کشور پریس کے نسخے اور دو قمر ماتم مقابلے سے ہمیں دو قلمی معاصر نسخوں کی روایت
مندی ہے، پھر خود ہمارے نسخے کا تقابلی مطالعہ یہ ہے۔

نول کشور نسخے میں، ہمارے متن کا پہلا بند ایک مطبعی غلطی کے علاوہ اختلاف سے خالی
ہے۔ چاپ خانے کی غلطی یہ ہے کہ پہلے مصرع کی ردیعت صحیح نہیں لکھی، مصرع یوں درج کیا ہے:

”کس کی زبان سے پیاس نے پائی یہ آبرو“

دو قمر ماتم میں پہلے بند کے مصرعوں پر کچھ اشارے لکھے ہیں پھر ان کے متبادل مصرعے یک جا
لکھ دیئے ہیں۔

کس کی زبان سے پیاس نے پائی ہے آبرو کس تشناب کے حصے میں آئی ہے آبرو
ایمان کس کی خاک پہ لائی ہے آبرو آنسو میں کس کے غم نے سمائی ہے آبرو

پیاسا سما ہے کون عزیزوں سے چھوٹ کر
دوتے ہیں یہ حساب کسے پھوٹ پھوٹ کر

آنکھوں میں کس گہر کی سمائی ہے آبرو آنسو کی کس کے غم نے بڑھائی ہے آبرو
ہم سب کو کس کے غم میں سدا شہیدوں کا شہین ہے دریا میں شور ہے کہ وہ پیاسا حسین ہے

کس پیاس کے قلق میں ہیں شورشین ہے
پوچھا جو نام پیاس پکاری حسین ہے

فول کشوری نسخے میں دوسرا بند یہ ہے :
 کس کی زباں سے پیاس نے پانی ہے آبرو ایمان کس کی خاک پہ لائی ہے آبرو !
 آنکھوں میں کس کے غم کی سمائی ہے آبرو آنکھوں کی کس کے غم نے بڑھائی ہے آبرو
 ہم سب کو کس کے غم میں سدا شور و شین ہے
 دریا میں شور ہے کہ وہ پیاسا حسین ہے
 قلمی نسخے میں مصرعوں کے بتانے نے تین بندوں کی صورت اختیار کی ہے۔

بند ۸ : فول کشور، دفتر ماتم، مصرع ۱ :
 ہنسنے لگے حسنؔ کہ نہ تکلیف کیجیے

فول کشور، دفتر ماتم، مصرع ۲ :
 کوزہ ہٹا کے بولے : بھلائے تو لیجیے !
 دفتر ماتم، مصرع ۳ :

صدر قے کیا یہ دودھ میں پی لوں تو پیجئے
 بند ۹ : فول کشور، دفتر ماتم، قلمی نسخہ، مصرع ۴ :

”ہنستے تھے مثل شجر، نہ پھولے نہ لہاتے تھے
 لیکن قلمی نسخے میں حاشیہ پر ایک مصرع بدل یہ لکھا ہے :

”ہنستے تھے کھل کھلا کے، نہ پھولے نہ لہاتے تھے“
 قلمی مرثیہ مصرع ۶ : ”چھٹک“ لکھ کر اس کے نیچے ”چمک“ لکھا ہے۔

بند ۱۰ : قلمی نسخہ، مصرع ۱، ۲ :

ما تھے سے جو پینے کے قطرے ڈھلک پڑے زہرا کے آنسو ساتھ عرق کے ٹپک پڑے
 پھران پر خط کھینچ کے ”نسخہ“ کے عنوان سے مذکورہ متن مصرعے لکھے ہیں، جو دونوں مطبوعہ
 نسخوں کے مطابق ہیں۔

بند ۱۱ : نسخہ فول کشور میں نہیں ہے۔ قلمی نسخے میں دوسرا مصرع حاشیہ پر یوں بھی لکھا ہے :

مزدیچھ کر حسینؔ کا رو بنے لگی بتولؔ

بند ۱۲ : دفتر ماتم، فول کشور، مصرع ۲ :

مجھ کو تو جو حسن ہے تمہارا وہی حسینؔ

بند ۱۳ : دفتر ماتم مصرع اول : ”دو ہانہی نے دودھ کے پیاسے تھے دونوں لال

فول کشور، دفتر ماتم، مصرع ۵ :

”حاضر ہوں میں اب ان کی ضیافت کے واسطے

بند ۱۴ : دفتر ماتم، فول کشور، مصرع ۴ :

پیدا ہوئے تو دودھ کو ترسے یہ، ہے غضبنا

بند ۱۵ : دفتر ماتم، مصرع ۱ : ”کیسا بتول زوئیں یہ دوڑے جو سونے جام“

دفتر ماتم، مصرع ۴ : ”کیا نزل پی ہوں گی قبر میں خاتون نیک نام

بند ۱۸ : فول کشور، دفتر ماتم، مصرع ۶ :

ان کا یہ کہنا پانی سے بے آس ہے حسینؔ

بند ۲۱ : دفتر ماتم، مصرع ۶ : ”نورا ٹھ گیا زمین سے پھر کیلہ ہے خاک ہے

بند ۲۲ : دفتر ماتم میں ہے۔ فول کشور نسخے اور قلمی نسخے میں موجود نہیں۔

بند ۲۶ : نسخہ فول کشور، مصرع ۴ :

لازم ہے بے مشاہدہ شور و بکا کریں

دفتر ماتم، مصرع ۶ : اس دیکھنے کو حیف ہے ہم دیکھتے نہیں

دفتر ماتم میں، مرزا صاحب نے نئے مطلع اور اس کی مناسبت سے سولہ بند لکھے ہیں اور

کاتب نے بے ربط لکھ دیا جس سے پورا مرثیہ غیر مرتب ہو گیا۔ یعنی دفتر ماتم میں صفحہ ۱۱۲ کا بند

نمبر ۶، ہے (زیر نظر ترتیب میں بند نمبر ۶۸)

بر میں بج کا جامہ عنبر شام ہے پر عرق عطر خون شہیدال وہ جام ہے

اس کے بعد مطلع اس سے مربوط بند :

اے ابر تر بتا گہرے بہا ہے کیا اے بحر فیض جاری رب العلاء ہے کیا

ہم نے اس اضافہ کو مسلسل و مربوط بنانے کے لیے دفتر ماتم کے بندوں کی ترتیب بدل دی ہے

یہ سولہ بند، نہ ہمارے قلمی نسخے میں ہیں نہ فول کشور کے مطبوعہ نسخے میں۔

بند ۲۷، تا ۴۲ : دفتر ماتم کی ترتیب میں نمبر ۲۷ سے ۹۲ تک ہے۔ قدرے اختلاف ہے۔

بند ۴۳ : قلمی نسخہ، فول کشور میں بیت مطابق متن ہے، لیکن دفتر ماتم کی بیت ہے :

بے آگ کے کباب کرے گا عذاب کو سر کر بنائے گا یہ گنہ کی شراب کو

بند ۴۴: دفتر ماتم میں یہ بند ایک مرتبہ نمبر ۲۸ پر درج ہے دوبارہ نمبر ۹۶ پر
بند ۴۵: دفتر ماتم میں بند ۲۹ اور ۹۷ ہے اور کوئی فرق نہیں ہے۔ تیسری مرتبہ بند ۳۱ پر چار مصرعے

فرا بدل کے بیت برقرار رکھی ہے اور اسے مطلع قرار دیا ہے۔

یا مصطفیٰ نظر طرف کربلا کرو! یا مرتضیٰ حمایت آلِ عباس کرو
یا فاطمہ حسین کے عم میں بکا کرو یا مجتبیٰ عزائے برادر پسا کرو

بچوں کی نوجوانوں کی قربانیاں ہوئیں

اور اب جدا حسین سے میدانیاں ہوئیں

بند ۴۶ و ۴۷: قلمی مرثیہ میں نہیں ہیں۔

بند ۴۸: نول کشور، مصرع ۲:

دو پل تھا دو دھجیں کے لیے ہو کے درد مند

قلمی نسخہ، مصرع ۳: (متن میں)

”پیا سا وہ زنج ہو گیا اب مثل گو سفند“

اور بن السطور ”وہ زنج ہوتا ہے اب“

بند ۴۹: نول کشور، مصرع ۴:

مارا دہن پہ تیر، بھرا زخم سے لباس

بند ۵۳: نسخہ نول کشور، دفتر ماتم مصرع ۱:

فرمایا، جاتے دو گے مدینے کو جائیں ہم

مصرع ۲: وہ بولے نیزے کس کے جگر پر لگائیں ہم

دفتر ماتم بیت:

فرمایا، دم دل میں کسی کے لیے نہیں بولے کہ ہے پر آل نبی کے لیے نہیں

پھر حاشیہ پر نسخہ بدل لکھا ہے:

مانا کوئی سخن نہ شبہ تشنہ کام کا تنہا پہ غول ٹوٹ پڑا اہل شام کا

دفتر ماتم میں یہ بند مکر ہے۔

بند ۵۴: دفتر ماتم، مصرع ۳:

اٹھ کر کیا ہوا کے فرشتے نے بھی سلام

نسخہ نول کشور، مصرع ۳:

اڑ کر کیا ہوا کے فرشتے نے بھی سلام

نول کشور و دفتر ماتم مصرع ۴:

برلا، جو حکم ہو تو اڑا دوں میں فوج شام

قلمی نسخہ میں مصرع ۲ کے حاشیہ پر لکھا ہے ”مٹو گل دریا“

بند ۵۵: قلمی نسخہ نول کشور، مصرع ۳:

”آتی ہے تم سبوں کی تو ہم پاس استیاج“

بند ۵۶: دفتر ماتم، مصرع ۳:

حرز جہاں، امان شریعت، پناہ دین“

بند ۵۷: نسخہ نول کشور و دفتر ماتم، مصرع ۲:

”مسند ہو یا کہ قبر ہو، بحیث خدا پر ہے“

بند ۵۸: قلمی مرثیہ، مصرع ۶:

ہر چہرہ فرد فرد کا تھا سب نگاہ میں

متن کا مصرع دونوں مطبوعہ نسخوں کے مطابق ہے۔

بند ۶۲: قلمی نسخہ اور دفتر ماتم، مصرع ۶:

”اہل نگہ کے تاریک کے نشان تھے“

متن مطابق نول کشور:

بند ۶۳: دفتر ماتم و نسخہ نول کشور، مصرع ۳:

تنہائی کا ہجوم جلو میں ہوا عیاں

دفتر ماتم مصرع ۴: مظلومیت پر سے بڑھی کھول کر نشان

قلمی مرثیہ اور نول کشور مظلومیت سبوں سے بڑھی کھول کر نشان

نسخہ نول کشور، دفتر ماتم و حاشیہ نسخہ قلمی کی بیت ہے:

فرمایا زو الجلال نے اپنے جلال سے ہونا سجدانہ فاطمہ زہرا کے لال سے

بند ۶۴: دفتر ماتم مصرع ۳، ۴ کی ترتیب بدل ہوئی ہے۔

بند ۶۷: نول کشور و دفتر ماتم، مصرع ۶:

”جیسے نبیؐ کے سامنے آتے تھے عید کو“

بند ۶۹: نزل کشور و دفتر ماتم و قلمی مرثیہ مصرع ۶:

”پھرتے ہیں منز میں کان سے پنہ نکال کے“

بند ۷۲: قلمی نسخہ نزل کشور مصرع ۳:

”ارکانِ روم کان پکڑتے تھے نام سے“

بند ۷۶: دفتر ماتم، مصرع ۳:

مردانہ وارشد نے کیسے واراں کے رو“

دفتر ماتم، مصرع ۶: بنیاد عرش و فرش ہلانی حسینؑ نے“

بند ۷۷: دفتر ماتم، نزل کشور و حاشیہ قلمی:

پائی نراہ رنگ بھی اڑ کر ٹھہر گیا

بند ۷۸: قلمی نسخہ بیت کی ردیف ”پڑے“ ہے متن مطابق نسخہ نزل کشور ہے۔

دفتر ماتم کی بیت ہے۔

بندوں کو کھیل قدرت حق کا نظر پڑا پاؤں سے خود موزے کو لے کر اتر پڑا

بند ۷۹: نسخہ نزل کشور، مصرع ۴:

اڑ کر قدم جدا گیا اور سر جدا گیا

بند ۸۰: نسخہ نزل کشور، مصرع ۲:

جنات و جہد میں تھے کہ تیغ دوسرے ہے

بند ۸۱: نسخہ نزل کشور، مصرع ۱:

ناگاہ ذوالفقار نے کی صلح جنگ میں

بند ۸۲: قلمی نسخے میں مصرع اول و دوم یہ ہے:

چمکی جو منہ پر، عقل سروں سے نکل گئی بے پرتو تھی پر سے کے پروں سے نکل گئی

اور حاشیہ پر مصرع بدل وہ لکھے ہیں جو ہم نے متن میں درج کیے ہیں نسخہ نزل کشور و دفتر

ماتم میں بھی یہ مصرعے اسی طرح چھپے ہیں۔

بیت میں بڑا اختلاف ہے۔ قلمی نسخے کے متن میں تو دونوں مصرعے اسی طرح جیسے میں نے

نقل کیے ہیں۔ لیکن آخری جملہ یہ بھی لکھا ہے ”تو پھولوں کی بو نہ تھی“ اسی کے ساتھ حاشیہ

پر مصرع بدل ہے ”بر ریش رکذا سے اس کی ڈھال کے پھولوں کی بو نہ تھی“

نسخہ نزل کشور و دفتر ماتم میں بھی چھٹا مصرع یہی ہے۔

بند ۸۴: نسخہ نزل کشور، مصرع ۲:

روح و بدن کے ربط کے پیوند تھا جدا

بند ۸۵: قلمی نسخے کے حاشیہ پر متبادل بیت یہ بھی ہے۔

لے مرتے تھے، از جیتے تھے، لیکن لے سکتے تھے بھیکے تھے مرغِ روح کے پر، اڑ سکتے تھے

بند ۸۷: مطبوعہ نسخوں میں یہ بند نہیں ہے، قلمی مرثیہ سے نقل ہے۔

بند ۸۸: دفتر ماتم میں یہ بند نہیں ہے۔ قلمی نسخہ، مصرع کا متبادل مصرع حاشیہ پر یوں درج ہے:

”باران ذوالفقار سے ہمتی کے گھر سے“

نسخہ نزل کشور مصرع ۲: مطابق متن ہے، لیکن قلمی نسخہ ہے۔

”تم بدی عمر کا بچا، سب شجر سے“

نسخہ نزل کشور، مصرع ۴:

”سوتے تھے بوز میں پر وہ افلاک پر سے“

قلمی نسخہ، مصرع ۵:

بڑا آب تیغ منہ میں گرے تھے نہ مگر کبھو

نسخہ نزل کشور میں ردیف ”کبھی“ ہے۔ ”کبھو“ مرثیہ کی قدامت کا ثبوت ہے جسے مرزا

صاحب نے بعد میں ترک کر دیا ہوگا۔

یہ بند مرزا صاحب کے مرثیہ زبانہ کے بیخبر خوار کو منتم سے بیان ہے ”کا بند نمبر ۶۲ ہے۔“

بند ۸۹: قلمی نسخہ نزل کشور، مصرع ۱:

جیسے اسی طرح اوج فلک پر چلی گئی

لیکن قلمی نسخے میں مصرع بدل ہے۔

اور سچی ہوئی تو اوج فلک پر چلی گئی

بیت کا حاشیہ ہے:

بیٹھی جو لپٹت سر سے زور سے دوچار تھی آنسو کی طرح دیدہ مردم کے باز تھی

بند ۹۰: صرف قلمی نسخے میں ہے، اور اس کے مصرع ۱۳، ۱۵، ۱۷ کے متبادل مصرعے بھی حاشیہ

پر لکھے ہیں۔ مثلاً مصرع ۳۰۳ جو ہمارے متن میں ہے۔ اصل میں وہ حاشیے پر درج ہیں متن کے مصرعے ہیں:

ماند شعلہ باگ اٹھائے چلے گئی اندھی کی طرح آگ لگائی، چلی گئی اور بیت کا حاشیہ ہے:

یہ تیغ دن میں سلت و حرمت دکھا گئی پھلکی سمجھ کے موت کو بے ذبح کھا گئی

نیز یہ بند، بند ۴۴ مرثیہ "بانو کے شیر خوار کو مغمم سے پیاسی ہے"

بند ۹۱: قلمی نسخہ نول کشور "سونا نصیب کے لیے اکثر ہو گیا"

بند ۹۲: نول کشور، مصرع ۱: خورشید کا چہن یہ چلی ہو کے نیم جاں

بند ۹۳: دفتر ماتم میں نہیں ہے نسخہ نول کشور میں پانچ بند پہلے لکھا ہے۔

بند ۹۵: قلمی نسخہ و دفتر ماتم، مصرع ۲

"پھر قبلے کی طرف بھی نہ اعلانے روکیا"

قلمی نسخہ، مصرع ۲ حاشیہ پر "چھپ چھپ کے"

نسخہ نول کشور۔

ہر دم لہو سے تیغ نے نازہ وضو کیا بھک بھک کے در در کے خون عدو کیا

بند ۹۶: دفتر ماتم مصرع ۲: دو کر کے تن کو نقش دوم یہ دکھا گئی

دفتر ماتم مصرع ۴: توحید کی بر حجت قاطع بنا گئی

نول کشور، مصرع ۴: توحید کی بر حجت قاطع بنا گئی

بند ۹۷: قلمی نسخہ و دفتر ماتم، مصرع ۴:

مانگو دعا، یہ حصہ امت کا وقت ہے

نسخہ نول کشور، مصرع ۵: "اب تم اور حضور ہی معبود ہے حسین"

۶ یہ سر جھکا کے بولے کہ موجود ہے حسین

بند ۹۸: قلمی نسخے کے حاشیہ اور دفتر ماتم کی بیت مطابق متن، لیکن قلمی نسخے کا متن اور نسخہ نور کشور کی بیت ہے:

تیغ رواں پہ قبضہ حکم خدا رہا . تسمہ گلے میں جس کے لگا تھا گارہا

دفتر ماتم کے حاشیہ پر نوٹ ہے کہ یہ بند، بند ۸۵ سے مربوط ہے۔

بند ۱۰۱: دفتر ماتم، مصرع ۲: "راکب کو ذوالجناح نے دیکھا اور آہ کی"

مصرع ۵: "مقتا ہے کون اپنی جو فسریا دیکھیے"

بند ۱۰۲: دفتر ماتم، مصرع ۱: شفقت سے ذوالجناح کی گردن پر رکھ کے سزا

قلمی نسخے میں پانچواں مصرع ہے:

عاشق کو ان کے برابر اتار دے

لیکن قلمی نسخے کے حاشیے، دفتر ماتم اور نسخہ نول کشور میں بیت کا پہلا مصرعہ یہ ہے:

اے اسپ با وفا مرے دل کو قرار دے

بند ۱۰۳: دفتر ماتم، مصرع ۳: "یعنی دکھیں نہ زخم تہی سرور زمان"

بند ۱۰۵: دفتر ماتم و نول کشور، مصرع ۱:

"کرتے تمہارے سیتی تھی اس سے بزیب وزین"

قلمی نسخہ و دفتر ماتم، مصرع ۲:

سرور بھی تیری آنکھوں میں دیتی تھی نورین

نول کشور، مصرع ۴: "ماتم سے یا حسین"

بند ۱۰۶: قلمی نسخہ، مصرع ۲: مرکب سے ہاتھوں ہاتھ اتارا حسین کو

بند ۱۱۱: قلمی نسخہ، مصرع ۶: "موزہ نہ تھا، نقاب نہ تھا اور درانہ تھی"

لیکن دفتر ماتم و نسخہ نول کشور میں "نقاب نہ تھی" دراصل ناسخ سے پہلے "نقاب" کی تذکیر و

تائید میں اختلاف تھا، ناسخ کے بعد اہل لکھنؤ نے مؤنث تسلیم کر لیا۔

بند ۱۱۳: نسخہ نول کشور، مصرع ۶:

"اب جس کو قتل کرتے ہو یہ میرا بھائی ہے"

دفتر ماتم، مصرع ۶: اب جس کو قتل کرتے ہیں یہ میرا بھائی ہے

متن مطابق نسخہ قلمی۔

بند ۱۱۴: قلمی نسخہ، مصرع ۴: حاضر ہے سر بھی ان کے عرص کاٹ لے عدو

بند ۱۱۵: قلمی نسخہ، مصرع ۵: دھڑکا تھا جس کے آنے کا وہ اب نکل پڑی

قلمی نسخے کا حاشیہ، دفتر ماتم اور نسخہ نول کشور مطابق متن

بند ۱۱۶: نسخہ نول کشور و دفتر ماتم و حاشیہ نسخہ قلمی میں بیت یوں ہے:

ہے ہے تہلے سلق پر تیج جفا پھرے
مشکل کشا بھی آج خبر کو نہ آ پھرے
تن کی بیت قلمی نسخہ کے تن میں درج ہے۔

بند ۱۱: نسخہ نول کشور مصرع ۲:

حضرت بن کے دھیان میں تھے شذر و جزین
یہ بند اس مرثیہ میں بھی موجود ہے جس کا مطلع ہے۔

عصیاں کے عارضے سے جو دل ناتواں ہوا

بند ۱۱۸: یہ بند نسخہ نول کشور میں نمبر ۱۰ پر ہے اور ہمارے تن کا بند نمبر ۱۱ نسخہ نول کشور میں ۹۹ ہے۔ قلمی نسخے میں بند نمبر ۱۱ کے نیچے ترک میں لکھا ہے:

روشیعوا ب نہ پڑھو کہ ہلتے ہیں مشرقین

پھر بند ۱۱۸ اور ۱۱۹ پر نسخہ۔ نسخہ۔ درج ہے گویا، بند ۱۱۸ متروک ہے۔

بند ۱۱۹: قلمی نسخہ میں دوسرا مصرع ہے:

قاتل نے عین سجدے میں کاٹا سر حسینؑ

پھر اس مصرع کے نیچے متبادل مصرع لکھا ہے:

تم بے امام ہو گئے مارے گئے حسینؑ

یہ مصرع نسخہ نول کشور دفتر قائم میں ہے۔

زینب کے سال غیر یہ واجب شور و شین

”سال غیر یہ“ کے نیچے متبادل فقرہ لکھا ہے ”بے قراری پر“

بند ۱۲: نسخہ نول کشور مصرع ۳ ”کاندھے پر ہاتھ رکھتی ہے“

نول کشور دفتر قائم مصرع ۵ ”بیٹائی آنکھ میں نہیں“

بند ۱۲۱: نسخہ نول کشور دفتر قائم میں مرثیہ اس بند پر ختم اور یہی مقطع ہے لیکن قلمی نسخے میں یہ بند موجود نہیں اس میں تین بند اور ہیں جو مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہیں۔

بند ۱۲۳: مرزا صاحب کا مرثیہ ہے:

”عصیاں کے عارضے سے جو دل ناتواں ہوا“

مذکورہ بند اس مرثیہ کا بھی مقطع ہے۔

فرہنگ

۱- شیردار: دودھ دینے والی۔

۲- تحسین: آفرین۔

۳- مستقفا: تقاضہ: مطالبہ۔

۴- قوت: عوراک۔

۵- دفعتاً: اچانک۔ ضرورت شری کی وجہ سے مرزا صاحب اس کا اعلیٰ صوتی طریقے پر لکھتے ہیں۔

۶- عنذلیب: کیلی۔ بندہ: حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج کی ایک منزل جس پر پہنچ جبریل علیہ السلام رک گئے تھے۔ عنذلیب بندہ: کنایہ ہے جبریل علیہ السلام سے۔

۷- سبوح: تسبیح۔

۸- برات: نجات۔

۹- وزو مرگ: موت۔

۱۰- حاجب: دربان۔

۱۱- بچھڑ: انگیٹھی۔

۱۲- شیر: بڑا سیارہ۔ شیر اکبر، سورج۔ شیر اصغر، چاند۔

۱۳- سرگشت: قسمت، قسمت کا لکھا۔

۱۴- فشار: قبر کا مرنے والے کو دبانا۔ بھیچنا۔

۱۵- مرؤم: مرد کی جمع لوگ۔

۱۶- عصیاں کی شراب کو سرگرد بنائے گا: بخش کو پاک، گنہگار کو معاف کر دے گا، شراب اگر خاص

عمل کے ذریعے سرگرد بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

۱۷- مستغنی المزاج: فطرتاً ہی نیاز آدمی۔

۱۸- بطن: تہ کے معنی، پہناں۔

- ۱۹- أَنْزِعَ الْبَطِينِ: حضرت علی علیہ السلام کا لقب۔ دہر۔
 ۲۰- عُرْوَةُ الْبَطِينِ: روشن پیشانی والے گھوڑا۔ قَابِدُ عُرْوَةِ الْبَطِينِ: عمدہ، روشن، پیشانی والے گھوڑے
 سوار شہسواروں کے رہنما و قائد۔ حضرت علی علیہ السلام کا لقب۔
 ۲۱- زَكَرِيَّا یا عَلِيٌّ سلام ایک نبی تھے جو اپنی قوم کی اذیتوں سے بچنے کے لیے ایک درخت میں پناہ
 لینے گئے، قدرت خدا سے درخت کا شکم کھلا اور حضرت زکریا کے داخل ہوتے ہی وہ تابندہ ہو
 گیا۔ مگر دشمن نے اس درخت کو اس طرح کاٹا کہ زکریا علیہ السلام بھی دویم ہو گئے۔
 ۲۲- بُرْش: بوش، بھیر پور حملہ۔ عَوْلُ كَاوُثٍ پڑنا۔ بُرْش۔ كَاوُث۔ تیزی، دوڑوں، لفظوں میں
 جھجیس ہے۔
 ۲۳- سَلَخٌ: کھال کھینچنا، چاند کے مہینے کی آخری دو تار خیں۔
 ۲۴- عُرْوَةٌ كَرْنَا: چاند کا ٹکنا۔ سَلَخٌ اور عُرْوَةٌ، ہلال، آسمان میں مراعاة النظر ہے۔ اور فقط عُرْوَةٌ و
سَلَخٌ میں تضاد و تقابل۔
 ۲۵- سَجَلٌ ہونا: تحریر ہونا۔
 ۲۶- سَجَلَةٌ: ایک برج کا نام
 ۲۷- غَاثِيَةٌ بردار: غلام، شاہی سواری کی پرستش سے کسواری کے ساتھ چلنے والا خادم۔
 غاٹیبہ وہ کپڑا جو آراستہ گھوڑے کی رپ پر ڈال جاتا ہے کہ وہ گرد سے محفوظ رہے۔ گرد پوشی۔
 ۲۸- سُرُورِيٌّ: سواری کے اوپر۔
 ۲۹- عَنْبِيَةٌ، شَامَةٌ: عنبر کی خوشبو۔
 ۳۰- طَرَّةٌ: کلنی۔ وہ نشان جو بچھڑی پر لگتے ہیں۔ امتیازی نشان۔
 ۳۱- شَكْلَةٌ: عمامے کا وہ سرا جو گردن کی طرف یا کپٹی کی طرف لٹکتا ہے۔
 ۳۲- مَوْزَجِيٌّ: مور کے پروں کا چکھا۔ ایک خوبصورت آلہ جس کے اوپر قیمتی بالوں یا مور کے پروں
 کا گچھا لگا کر، امیروں کے پر ہلاتے ہیں (کھیاں دور رکھنے والی شے)۔
 ۳۳- جِدَالٌ: بحث، جنگ۔
 ۳۴- بَيْحَةٌ: روٹی۔
 ۳۵- كُرْدَاوٌ: اگر دو کی جمع پہلوان۔

- ۳۶- جَحْلَمٌ: خود سے لگی ہوئی جالی کی نقاب، فولادی نقاب، جو چہرے کی سخاقت کے لیے منہ
 پڑ ڈال جاتی تھی۔
 ۳۷- بُرْشٌ: تلوار لٹکانے کا قسم۔ ڈاب۔
 ۳۸- نَقْرَةٌ، سَمْنَدٌ: سفید رنگ کا گھوڑا۔
 ۳۹- لَا تَعُدُّ: بے شمار، بہت زیادہ۔
 ۴۰- بَهْلَاوِيٌّ: جانچ۔ ایک قسم کا باجا، جسے ہاتھوں سے بچاتے ہیں۔
 ۴۱- مُشْفَعٌ: لوہے کی ٹوپی، ایک جنگی ٹوپی۔ خود۔
 ۴۲- طَابٌ: پیام۔ پرتلا۔
 ۴۳- كِرْبَنْدٌ: پیٹی۔
 ۴۴- ثَرِيٌّ: پار ہوئی، تیر گئی۔
 ۴۵- يَا أَرْضُ الْبَلْعِي: اے زمین نگل جا، پی جا۔ (قرآن مجید)
 ۴۶- كَبِيْرٌ: آتش پرست، کافر۔
 ۴۷- كَلْبٌ ارتمی: آزمینتوں کی مٹی۔ أَرْضٌ: عیسائی۔ نصرانی۔
 ۴۸- مُخْوِلٌ: سورج کا دورہ مکمل کر کے، برج حمل میں داخل ہونا۔
 ۴۹- طَالِحٌ: بچے کی پیدائش کے وقت نجومی ساعت۔ اس بند میں خوردشید، چلن، تحویل، نوروز،
 شب بارات، طالع، دن رات، باہم متعدد مناسبتیں رکھنے والے الفاظ ہیں)۔
 ۵۰- ذُكُوٌّ: جونک۔ ردفتز نام کے حاشیہ پر یہی معنی چھپے ہیں)۔
 ۵۱- نَهْرُ وَاوٍ: قبرستان۔
 ۵۲- مَجْتَبِئٌ، طَالِحٌ: حریت کے دعوے کو ختم کر دینے والی دلیل مضبوطی۔
 ۵۳- اِمْدِيٌّ: گھبر کر آئیں۔ چھا گئیں۔
 ۵۴- شَرُّ دَوْلَةٍ سوار: حضرت علی علیہ السلام۔
 ۵۵- سَنَانٌ: سنان ابن انس، وہ شخص جس نے امام علیہ السلام کو نیزہ مارا تھا۔
 ۵۶- مَوْزَةٌ: جوتا، تلوسے اور پنچے کو چھپانے والا موزہ۔
 ۵۷- بِجَادٍ تطہیر: وہ چادر عصمت و طہارت جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی،

مرثیہ نمبر ۱۲

قدرت کے حوصلے کا تجمل حسین ہے

۸۸ بند

بیان شہادت امام حسین علیہ السلام

- تعارف و تبصرہ
- مرثیہ
- تحقیق متن
- فرہنگ الفاظ

حضرت فاطمہ زہرا، حضرت امام حسن و حضرت امام حسینؑ جمع ہوئے تھے اور اثنائاً
 یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیراً“
 (سورۃ الاحزاب کی ۳۳ ویں آیت نازل ہوئی جس میں پنجتن پاک کو عصمت کاملہ کی سند دی گئی
 تھی۔ (ترجمہ) بلاشبہ اللہ نے ارادہ کیا کہ اہل بیت تم سے رجس رہنم کی نجاست کو دور
 کر دے اور تمہیں وہ طہارت دے جو پاکیزگی کا حق ہے۔

۵۸- واخا (۱۵) : ہائے بجائی۔



مرثیہ پر نظر

مرثیہ کی اٹھان اور مصرعوں کا آہنگ دیکھ کر شبہ ہوتا ہے، جیسے کسی آج کے شاعر نے لکھا ہے:
مثلاً پہلا بند، خاص طور پر یہ بیت:

خوش ہر کے خاک میں چین اپنا ملا دیا ایمان کر حسینؑ نے مر کر جلا دیا
بندوں کا کیا حساب ہے اور کیا شمار ہے
حیدر کا لال یا ویر پروردگار ہے

اور یہ بند دیکھیے:

ایراں ہے جس کا عشق، وہ ایراں حسینؑ ہے قرآن ہے رطل جس کی، وہ قرآن حسینؑ ہے
قائب ہیں انبیائے سلف، جہاں حسینؑ ہے مریضیعت سب میں، سلیمان حسینؑ ہے

ایماں کے قافلے کو جو دیکھا جہان میں

یوسفؑ بھی خضر کو نہ ملے کاروان میں

ایمان جس کا پھل ہے وہ طوبیٰ حسینؑ ہے کوڑھے جس کا قطرہ وہ دہیا حسینؑ ہے
بیزار سب جہاں ہے، مہیسا حسینؑ ہے خالق کے بعد، بندوں میں یکتا حسینؑ ہے

یکتا یہ بندہ صبر و شکیبائی میں ہوا

جس کا کوئی شریک نہ تنہائی میں ہوا

یہ ندرت فکر اور زور بیان اس مرثیہ میں بہت نمایاں ہے۔ تنقیدی نظر سے دیکھیے اور مرثیہ پر نظر سے مطالعہ کر جائیے۔ آپ مرثیہ کو سادگی سے آراستہ اور شاعرانہ خوبیوں سے پیراستہ پائیں گے۔ صنعتوں کا التزام، محاسن لفظی و معنوی کا اہتمام نہ ہونے کے باوجود دیر کا یہ کمال بڑی بے ساختگی سے نمایاں ہوتا ہے۔

مرثیہ و بین کی کسک اور درد انگریزی وقت خیزی کی تاثیر بھی پوری قوت سے محسوس ہوتی ہے۔

مرثیہ اپنے اجزاء کی وجہ سے پھیلاؤ پیا پیتا ہے، شاعر اپنی فنی قوت اظہار کی خاطر فکر و خیال کے پہلو نکالتا ہے۔ خطیب جس قدر شیوا بیان ہوتا ہے اسی نسبت سے اس کی تقریر میں پہلو داری ہوتی ہے۔ ارباب کو جتنی صراحت ہوتی ہے اس کی عبارت میں اسی قدر پھیلاؤ ہوتا ہے۔ پھر شاعر و خطیب کی ذاتی حیثیت و محبوبیت بھی مجمع اور سامعین کا مطالبہ بدل دیتی ہے۔ اچھا شاعر اپنے سامعین اور قدر دانوں کو مطمئن کرتے کے لیے نظم لکھتا ہے۔ مجمع میں اپنا کلام سناتا ہے۔ دگ اتریتے ہیں کچھ لوگ اس نظم یا مرثیہ کو دوبارہ سننے کے لیے پھر مجلس کرتے ہیں۔ اور شاعر وہ کلام دوبارہ پڑھتا ہے۔ چونکہ چھوٹی بڑی مجلسیں بکثرت ہوتی تھیں اور اپنے دور میں مرزا صاحب ہر جگہ نہیں پڑھ سکتے تھے، اس لیے چھوٹے ڈاکر مرزا صاحب کا مرثیہ ان سے لے کر پڑھتے تھے، شاعر کے ذہن نے اور زبان کے بدلنے سے تاثیر کا بدلنا بھی ضروری ہے۔ مرزا صاحب دو سو بند پڑھتے تھے، دگ دل جمعی سے سنتے تھے، دوسرے مرثیہ خوان کے لیے مشکل تھا کہ وہ مجمع کو اتنی دیر تک روک سکے لہذا وہ مرثیہ کو مختصر کرتے تھے، اس اختصار میں اجزا سے بولتا اور فکر بے ربط ہوجاتی تھی۔

مرزا دبیر نے اپنے دوستوں اور قدر دانوں کی خاطر ایک ہفتہ اختیار کی اور مرثیہ میں اتنے موڑ رکھے کہ پڑھنے والا جہاں سے چاہے مرثیہ شروع کر دے اور جتنے وقت میں چاہے مرثیہ ختم کر دے اس طرح طویل مرثیہ کو مختصر کرنے کا طریقہ وضع ہو گیا، وہ مرثیہ میں متعدد مطالع کے موجد ہیں ایک ایک مرثیہ میں چار چار پارچے مطلع لکھے اور زیر نظر مرثیہ تو اٹھارہ مطلعوں پر مشتمل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی صاحب مجلس کی مناسبت سے مختصر پڑھنا چاہے تو ابتدائی بند حسب موقع کم کر دے اور سترہ بند تک مطلعے نہ پڑھے تو اڑھتھ بند باقی رہتے ہیں اور اگر آخری دو بند بھی نہ پڑھے تو چھیاٹھ بند کم و بیش پون گھنٹے میں پڑھ سکتے ہیں۔

مرزا صاحب نے اس ہفتہ کے علاوہ ایک نئی بات یہ کہ ہے کہ آخر میں ایک بند عربی میں اور دوسرا ہند اس کے ترجمے میں لکھا ہے، عربی کا بند کسی کی فرمائش سے لکھا ہے یا اظہار قدرت کے طور پر؟ انہوں نے مستقل عربی میں مشق سخن کے بغیر لکھا ہے یا اس زبان میں طبع آزمائی کر چکے تھے۔ ہر دست اس سے بحث نہیں۔ لیکن اس سے ایک تو مرزا صاحب کی دسترس کا حال معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے اس نظر کی داود بنا پڑتی ہے کہ یہ دونوں بند مرثیہ کے جزو لاینفک نہیں بنائے۔ چنانچہ ان کی اشاعت دفتر نام میں تو ہرئی مگر اس کی روایت ہمارے قلمی مرثیہ تک نہیں پہنچی۔

دفتر نام میں مرثیہ کے آخر میں دو بند تکمیل کے ہیں۔ پہلا بند ہمارے قلمی نسخے میں نہیں ہے۔ قلمی مرثیہ بیاسی بندوں پر مشتمل ہے اور دفتر نام کی ساتویں جلد میں اٹھاسی بند ہیں۔ نول کثرت کے شائع کردہ مجموعے میں یہ مرثیہ موجود نہیں ہے۔ میں نے مطبوعہ اور قلمی مرثیہ کا تقابلی مطالعہ کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے۔

۱- دفتر نام جس مخطوطے کے پیش نظر چھاپا گیا ہے وہ قدیم نسخہ تھا اور میرا نسخہ اس کے بعد کا مخطوطہ ہے
۲- مرزا صاحب نے اس مرثیہ پر کم از کم تین مرتبہ نظر کی ہے، ابتدائی فکر کا نقش چھاپا ہے اور اسی پر بعض بند کو رکھے جنہیں بلا غور فکر اسی طرح تین میں لکھ لیا گیا۔
۳- نظر ثانی شدہ مرثیہ پر پھر غور کیا گیا اور وہ متن تیار ہوا جس سے نقل تیار ہوئی ہے جسے میں نے زیر نظر متن کی بنیاد قرار دیا ہے۔

۴- میرا نسخہ جس مطلع سے شروع ہوتا ہے، دفتر نام میں وہ ساتواں مطلع ہے۔
(مطلعوں کی تفصیل بہت و تحقیق میں دیکھیے)

۵- دفتر نام میں بنیادی نسخے کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ میرا نسخہ اگرچہ بہت خوش خط نہیں مگر عام خطی نسخوں کے برخلاف اچھے خاصے تفصیلات کا حامل ہے۔

(الف) خط واضح ہے۔ املا غلط، کاتب لفظیں چھوڑنے، یا مکرر لکھنے کا عادی ہے۔

(ب) سرورق پر ۸۴ بند تحریر ہے جب کہ مرثیہ میں ۸۲ بند لکھے ہیں۔

(ج) بند نمبر ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۶۱ پر "لا" درج ہے یعنی مرثیہ خواں، یا خود کاتب مجلس پڑھتے ہوئے ان بندوں کو چھوڑ سکتا ہے۔

(د) دس ورق، ہر ورق میں چار بند، صفحہ ۸ تا ۱۱، اور صفحہ ۱۳ و ۱۵ پر پانچ بند، صفحہ ۲۰ تین بند۔ سائز کا پی کا ہے۔

(ه) کاتب کا نام اکبر علی ہے ان کی قابلیت کے لیے ترقیہ کی عبارت و املا ملاحظہ ہو:

"تمت تمام شد بوقت دو پاس روز باقی مندرہ تمامی یافت۔"

خط بد فطرت عالمی اکبر علی تحریر بتاریخ بست و پنج محرم الحرام ۱۲۶۳ ہجری

کسی دوسرے قلم سے ۳ کو ۵ بنانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن ۳ کا عدد صاف پڑھا جاتا ہے

(و) سرورق پر مندرجہ ذیل تحریر ہے:

از "تصنیفات جناب مرزا پیر صاحب ہمدرد چیدہ مدح جناب سبط اکبر گفتمہ اندا
قدرت کے حوصلے کا تجمل حسین ہی

بند ۸۴

اور بالائی گوشے میں "مقابلہ نمودہ شد"

اسی گوشے کے دائرہ ہی طرف لکھا ہے: "قیمت ۲۲ از اصغر علی، مالک شجاعت علی"
(۲۵ محرم ۱۲۷۲ھ یعنی ۲۵ ستمبر ۱۸۵۶ء میں مرزا صاحب کی عمر پچیس سال تھی اور لکھنؤ کی
شاہی تہم ہو کر کمپنی کا راج قائم ہو چکا تھا۔

اس طرح یہ مرثیہ غدر سے پہلے کا تو بلاشبہ ثابت ہو گیا، لیکن مرثیے کا اسلوب بتاتا ہے
کہ شاید یہ مرثیہ اس سے پندرہ بیس برس پہلے کی تصنیف ہو۔



مرثیہ

قدرت کے حوصلے کا تجمل حسین ہے

بند ۸۵

بیان شہادت امام حسین علیہ السلام

۱ قدرت کے حوصلے کا تجمل حسین ہے سب جزو میں مقابلے میں کل حسین ہے
بوجس کی باغ خلد ہے وہ گل حسین ہے گل جس کا عشق حق ہے وہ بلبل حسین ہے

خوش ہو کے خاک میں چمن اپنا ملا دیا

ایمان کو حسین نے مرکز جلا دیا

۲ آیات ہفت ہیکل گردوں حسین ہے مطلع قرآن کا چٹا ہوا مضمون حسین ہے
بحر علوم کا دریا مکنوں حسین ہے یوسف ہے شہر مصر کا موزوں حسین ہے

روشن ہے سب پر، ورد ہے یہ یفضل و پیر کو

جوش ہے ان کا نام صغیر و کبیر کو

۳ قدرت کے آفتاب کا مطلع حسین ہے مطلع انوار انبیا کا مرقع حسین ہے
خلق و سخا و حلم کا مجمع حسین ہے شکل میں خاص و عام کا مرجع حسین ہے

بندوں کا کیا حساب ہے اور کیا شمار ہے

حیدر کلال، یا ویر پروردگار ہے

۴ ہر مدرسے میں مصحف ناطق حسین ہے مطلع گویا زبان مجتہد صادق حسین ہے
معتوق خلق و عاشق خالق حسین ہے صلح علی درود کے لائق حسین ہے

حیدر کی روح، فاطمہ کی جان جانے

حق یہ ہے بس حسین کو ایمان جانے

- ۵ ایوان ہے جس کا عرش وہ سلطان حسین ہے مطلع قرآن ہے رسل جس کی وہ قرآن حسین ہے
قائب ہیں انبیاء و سلف، جان حسین ہے مزر ضعیف سب ہیں، سیکماں حسین ہے
ایمان کے قافلے کو حرد بچھا جان میں
یوسف بھی حضرت کو نہ ملا کاروان میں
۶ حزر گلوئے مصحف بزدان حسین ہے مطلع تعویذ حبت خالق سبحان حسین ہے
انگشتری ہے شرع، ایماں حسین ہے شیعہ ہیں خضر، چشمہ حیران حسین ہے
یہ اکبر ہے خضر علیہ الصلوٰۃ کی
خضر اک طرف، حیات ہے، آب حیا کی
۷ ایماں ہے کوہ طور، تجلی حسین ہے مطلع شرع نبی کی حد تعالیٰ حسین ہے
پیشی کے دل کا صبر و تسلی حسین ہے محراب تیغ شمر، مصلیٰ حسین ہے
یوں فرض دین شیعہ میں محبت انا ہے
جس طرح سے نمازیں واجب سلام ہے
۸ تیسچ دانہ ہای امامت حسین ہے مطلع نام خدا، اذان و اقامت حسین ہے
قال نجات روز قیامت حسین ہے اعجاز و وحی و فضل و کرامت حسین ہے
یوں امر و نہی آپ کے دل سے گوارہ ہے
مغرب جس طرح عمل استخارہ ہے
۹ عطر گل ریاض امامت حسین ہے مطلع فضل بہار بارغ شہادت حسین ہے
مجموعہ حدیثہ قدرت حسین ہے رضوان سلام، مالک جنت حسین ہے
نام نبی بڑھا خلعت بوتراب سے
جیسے فزوں ہر برے گلاب آفتاب سے
۱۰ پشت و پناہ بثر لب و طبا حسین ہے مطلع مختار دین و مالک دنیا حسین ہے
در نجف میں گوہر کیتا حسین ہے برج شرف میں تیز زہرا حسین ہے
صرف طواف لاش، فرشتوں کی فوج ہے
کے کما جہ جہ خوار و عابد سے

- ۱۱ ایمان جس کا پھل ہے وہ طوبیٰ حسین ہے مطلع کوثر ہے جس کا قطرہ وہ دریا حسین ہے
بیمار سب جہاں ہے میجا حسین ہے خالق کے بعد بندوں میں کیتا حسین ہے
یکتا یہ بندہ صبر و شکیبائی میں ہوا
جس کا کوئی شریک نہ تنہائی میں ہوا
۱۲ دریا دلی میں ساتی کوثر حسین ہے مطلع تشنہ لبی میں غمہ سکندر حسین ہے
نہ کشتی پہر کالنگر حسین ہے گرداب آبرو کا شناور حسین ہے
مجر کو قسم ہے تشنہ لبان فرات کی
طوفان حشر میں ہے یہ کشتی نجات کی
۱۳ حق کاربان شناس دشمن رس حسین ہے مطلع ایجاد سے مراد خدا، بس حسین ہے
شیخ حرم کعبہ اقدس حسین ہے رویا نہ کوئی جس کو وہ بیکس حسین ہے
دسویں کو سر سے چھوٹ کے چلم کون ملا
مدفن ملا، پر آہ انا غسل و کفن ملا
۱۴ دارالقرار صبر و تحمل حسین ہے مطلع بیت الامات فقر و توکل حسین ہے
گنجینہ شکوہ و تحمل حسین ہے حقا امید گاہ جزو کل حسین ہے
برتر ہے ادج عرش سے پایا حسین کا
افضال ذوالجلال ہے سایا حسین کا
۱۵ کوہ شکوہ صبر و تحمل حسین ہے مطلع باغ و بہار فقر و توکل حسین ہے
درج بیاضن جاہ و تحمل حسین ہے شیرازہ حیات جزو کل حسین ہے
اس کا شرف نبی ہے، نبی کا شرف ہے پر
کیتا ہے آبرو میں کہ در نجف ہے یہ
۱۶ کشور کشتائے مغرب و مشرق حسین ہے مطلع منقح گنج حکمت خالق حسین ہے
طفلی سے ذوالجلال کا عاشق حسین ہے شاہد ہے صبح قتل کہ صادق حسین ہے
زینب کی قید، رحلت اکبر قبول کی
کی نذر حق تمام کمانی بتول کی

- ۱۷ گلگلوں قبائے آلِ حمید حسینؑ ہے مطلع صاحب عزائے اکبر و اصغر حسینؑ ہے
محو رضائے خالق اکبر حسینؑ ہے اللہ پر فدایم لشکر حسینؑ ہے
نے طبل نے سپاہ نہ باقی مسلم رکھا
دل پیش نیزہ، سر تہ تیغ دو دم رکھا
- ۱۸ بے فوج و بے علم جو امام حسینؑ ہوا مطلع رخصت حرم سے قبلہ دنیا و دیں ہوا
قرآن نور زیب دو رحیل میں ہوا غل پڑ گیا کہ طور پر مڑے کبھی ہوا
دیکھو ذرا عروج علیؑ کے نشان کا
جیسے نے پھر ارادہ کیا آسمان کا
- ۱۹ اس و بدبے سے دن کو چلا ستیڈ بیور شوکت جلو میں، فتح قریب اور شکست دور
پرتو فلک ہوا جو رخ شاہ دیں کا نور ہر نقش پاز میں پر بنا صاف چشم حور
دیکھا گیا نہ غلبہ نور جناب کو
عینک کی احتیاج ہوئی آفتاب کو
- ۲۰ نور خدا کا نور جو نہیں جلوہ گر ہوا صحرا میں نخل طور وہیں ہر شجر ہوا
اکسیر خاک ہو گئی ہر ذرہ زر ہوا ہر سنگ ریزہ غیرت لعل و گمر ہوا
دیکھو فلک کے پردے سے اختر نکل پڑے
غرفوں سے حور خلد کھلے سر نکل پڑے
- ۲۱ پہنچا یہ کارخانوں میں فرمان کسریا جائے نسیم خلد کرے راہ کو صفا
ہاں رعد سے کو کو کڑھل فتح کے بجا تدرت کی چوب برق کے نقارہ پر لگا
دن میں گذر ہے اکبر وئے کائنات کا
پھڑکاؤ اب خضر کرے آپ حیات کا
- ۲۲ قرآنِ مہر فرشی زری سر بسر بچھائے صراف چرخ، درہم انجم ابھی ٹکٹے
جب اپنی وعدہ گاہ پر میرا حسینؑ آئے رضوان کلید بہشت جہاں تدرے کے جائے
ہاں جاؤ سب جلو میں شہر مشرقین کی
زور کار، نظام سر میر جسم کا

- ۲۳ بولا فلک قر سے کہ حاصل ثواب کر سخن القدم سراپنا فدا لے رکاب کر
چلا یا روز، فخر نہ آئے آفتاب کر طالع ہے مہر برج نبیؑ، تو حجاب کر
رز سے میں ہے زین، فلک تھڑھڑاتے ہیں
غل ہے کہ اب حسینؑ زمانے سے جاتے ہیں
- ۲۴ برپا ہے آمد شبہ والا کی دھوم دھام حاضر مستحان فلک ہیں بہ احتشام
باندھے پر اکھڑے ہیں ملائک پئے سلام جنات کا، نجوم ہے پریوں کا اثر دھام
میکال تھامے گوشہ داناں حسینؑ کا
پلکوں سے جیر شیل گنٹس راں حسینؑ کا
- ۲۵ ہے گرد شہ کے لشکر افضال کسریا پابوس ہر قدم پر ظفر مثل نقش پا
اقبال و نوح ہاتھ میں تھامے ہوئے عصا زہرا صدایہ دیتی تھی سروی تک الفدا
کیوں واری تم تو اپنے گلے کو کٹاتے ہو؟
زہرا کی ٹیٹیوں کو کسے سوچنے جاتے ہو؟
- ۲۶ حجت کے ختم کرنے کو وہ حجت خدا آیا قریب ظالموں کے اور یہ کہا
بتلاؤ ظالمو، تمہیں اب آرزو ہے کیا وہ تم ہوا اور یہ تم ہیں، وہ تیغیں ہیں، یہ گلا
پر سوجو، ظلم کرتے ہو کسی تشنہ کام پر
اپنے نبیؑ کے لال پر، اپنے امام پر؟
- ۲۷ کیوں کر کہوں کہ تم مجھے پہچانتے نہیں سب جانتے ہیں مجھ کو تمہیں جانتے نہیں؟
تیروں سے یوں کسی کا جگر پھلتے نہیں میں تم کو منگ کرتا ہوں، تم جانتے نہیں
سماں سے اپنے نر جھلا بھین لیتے ہیں؟
پانی تصور وار کو بھی اپنے دیتے ہیں
- ۲۸ تم نے اگر بلایا ہے تو قیر چاہیے گر آپ سے میں آیا ہوں تعزیر چاہیے
لو، کاٹ راگر سر شبتیر چاہیے شابت بھی کرنا پر مری تقضیر چاہیے
پانی پلاؤ، ابن امیر عرب ہوں میں!
اب تشنہ لب نہ سمجھو مجھے جہاں لب ہوں میں!

۲۹ عالم مرطبیط، مطیع خدا ہوں میرے نانا کی شکل ہادی ہر دوسرا ہوں میں
بابا کی طرح خلق کا مشکل کشا ہوں میں سید ہوں میں، امام ہوں میں پیشوا ہوں میں

مخدوم خلق و خادم رب جلیل ہوں!
میں وارث میرے وزیر و خلیفہ ہوں!

۳۰ در بخت ہوں، شاہ بخت کا خلف ہوں میں قطب زمیں و نیر برج شرف ہوں میں
مگر اوجینا ہیں جس کے گزروہ مند ہوں میں تم ہوسرے یزید، خدا کی طرف ہوں میں
اس کا پسر ہوں جس نے تمہوں کو سر کیا
اس کا قرہ ہوں جس نے کہ شق القمر کیا!

۳۱ واقعہ ہوں حال غیب بالکل میں تشنب ب جو دل میں ہے تمہارے وہ مجھ پر عیاں گے
تم گھر میں اہل بیت کے جاؤ گے بے ادب مسند رسول حق کی جلاؤ گے ہے غضب
زینب کے سر سے چادر زہرا اتارو گے؟
ہے، تلپنے میری سبکدہ کو مارو گے؟

۳۲ چاہیں تو ہم زمیں کو ابھی آسمان کریں! اعجاز انبیائے سلف کے عیاں کریں
یہی صفت زواں تیرے جاں میں جاں کریں مثل خلیل ناک کو بارخ جناں کریں
موسے کی طرح ساحروں کو پست کرتے ہیں
ہم اژدہا عصا کو، سردست کرتے ہیں

۳۳ تم میں سے کس شجاع کو ہے مجھ سے ہم سری فاقہ ہے کس یتیم کا میراث مادری
تم میں سے کون راگب دوش چیمبری تم میں سے کون جو ہر شمشیر ہی حیدری
نانا نے کس کے دوش پر معراج پانی ہے
مسجد میں کس کے باپ نے تلوار کھائی ہے

۳۴ غصے سے گز جیسے پر ہماری شکن پڑے تو سر پر سرا بدن پر بدن، رن پر رن پڑے
رن سے بھی بے گز کیے کچھ نہ بن پڑے روکیں سپر جو منہ پر تو سورج گہن پڑے
گردوں گرسے پڑھا ہیں اگر آستین کو
ہم آستین کی طرح الٹ دیں زمین کو

۲۵ ابن علی ہوں سبط رسالت پناہ ہوں حیدر کا آفتاب ہوں زہرا کا ماہ ہوں
بے کس ہوں، بے دیار ہوں اور بے پناہ ہوں بے رحمتا مجھ پر رحم کرو بے گناہ ہوں
حق کے غضب سے خاطر کی آہ سے ڈرو
سید کو قتل کرتے ہو، اللہ سے ڈرو!

۲۶ چشم نبی و حیدر زہرا کا نور ہوں سردار ہوں، پیغمبر ہوں اور بے دیار ہوں
نزدیک حق ہوں باطل و عصیان سے دور ہوں کیوں مجھ کو قتل کرتے ہو؟ میں بے تصور ہوں
نے آب نے غذا نہ کوئی حایا قیام کے
کیوں منصفو، یہی ہے عنیافت امام کی

۳۷ منظور میرا قتل ہے، بہر حصول جاہ؟ یہ اپنے دل سے دور رکھو تم، خدا گواہ
گر میں ہوا تباہ تو تم بھی ہوئے تباہ دنیا میں زرد رو ہوئے، بھنبی میں رو سیاہ
نے دین ہی ملے گا نہ دنیا ہی پاؤ گے
واللہ بے حساب جہنم میں جاؤ گے

۳۸ لو اب بھی باز آؤ نہ خدا سقر میں جاؤ تھوڑا مجھے ستایا ہے؛ بس بس نواب تاؤ
بجلی گرسے گی، تیغ نہ منظم پر اٹھاؤ برسے گا خون فلک سے نہ میرا ہو بہاؤ
ہر شیار، خاک طلق ہے زہرا جبین پر
نینھوڑا ہے سر شکنے کو گردوں زمین پر

۳۹ مجھ کو نہ مال چاہیئے نہ ملک نے سپاہ حاشا، نہ شوق طبل و علم ہے نہ صحبت جاہ
بس ایک آرزو ہے یہ میری خدا گواہ دروازہ بند کر کے کروں طاعت اللہ
جاؤ بٹ میں دیا کروں قبیر بتول پر
قرآن پڑھا کروں میں مزار رسول پر

۴۰ یہ امر سہل ہے تمہیں دشوار ہوں اگر رخصت دو ہند کی نہ کرو اب فساد و شر
لے تو تم عرب میں نہ جاؤں گا عمر بھر یہ سب ہے اسی لیے کہ نہ زینب ہونگے سر
واں بھی نہ بنیوں میں جیاسے میں جاؤں گا
کھو کر جوان پس کر کے منہ دکھاؤں گا

۴۱ جاؤں گا ک گھڑی کو مدینے کے درمیاں
صغور ہے، ام سلمہؓ ہے، ام البنین ہے
ہمراہ اپنے لوں گا انھیں بھی میں خستہ جاں
جب ہم نہیں تو ان کا ٹھکانا وہاں کہاں
چھوڑا وطن کو، گھر کو، عزیزوں کی قبر کو
دیکھو ہمارے صبر کو اور اپنے جبر کو

۴۲ مکہ، مدینہ، شام مبارک یزید کو
ملک عرب تمام مبارک یزید کو
یشرب کا انتظام مبارک یزید کو
بے کسی ہوا امام، مبارک یزید کو
گنڈا سو گنڈا کچھ نہ کسی سے کموں گائیں!
جنگل میں شل حضرت اکیلا رہوں گا میں!

۴۳ ہمارا ہی حرم بھی نہ ہو گے تمہیں قبول
زینبؓ کو دوں مجاوری تربت بتول م
باؤ کو میں بٹھا دوں سر مرقد رسول
تنہا کسی طرف کو نکل جاؤں میں مول
تا دار اقر با مر سے شل بتول ہیں!
تم ان کو بخش دینا کہ آل رسول ہیں

۴۴ ناگہ ندایہ آئی، کسے چھوڑ جاؤ گے؟
ہجیا، کسے مجاور زہرا بناؤ گے؟
آفت میں وارثی سے مری ماتھا اٹھاؤ گے؟
میں اپنی جان دوں گی جو یہ تم بناؤ گے
اچھا چلو تو یاں سے مزار رسول پر
انصاف اس کا ہو گے گا قبر بتول پر

۴۵ اب تو میں صدقے جاؤں مجھے ساتھ لیجیے
یہ حال قبر فاطمہؓ پر عرض کیجیے
گر وہ کہیں تو خیر مجھے چھوڑ دیجیے
سے تو قسم بچھڑے جو بنت علیؓ ایسے
ہو گی وہ اور بہن جو جدا ہو کر رہے گی
زینبؓ تو بیارے بھائی پر قرباں رہے گی

۴۶ تھا ماتھا تم نے ہاتھ مرا ناپ کے حضور
حضرت کو شرم ہاتھ پکڑنے کی ہے ضرور
کیوں چھوڑنے لگے مجھے حضرت، مرا حضور؟
ہمراہ ہوں میں جاسیے نزدیک یا کہ دور
ہاں یہ حضور ہے کہ قرار جگو گیا
اکبر کو میں نے پالا تھا سو آج مر گیا

۴۷ پانی پلانا تم کو سمجھتے ہیں جو گناہ
وہ ہم کو نفس دیویں گے لے شاہ وہی پناہ؛
مڑ کر کہا حسینؑ نے سچ ہے خدا گواہ
بھینا نہ مضطرب ہو کہ رزاق ہے اللہ
حجّت کے ختم کرنے کو ایسے کلام ہیں
حجّت بھی اب تمام ہے ہم بھی تمام ہیں

۴۸ بھینا پناہ دیتا ہے اس خستہ تن کو کون
جاتا ہے قتل گاہ سے پھر کر وطن کو کون
بے کسی ہیں مانتا ہے ہمارے سخن کو کون
غربت میں چھوڑ دیتا ہے اپنی بہن کو کون
بھیتے جی اسے بہن تو برادر کے ساتھ ہے
مرنے کے بعد بھی تو مرے سر کے ساتھ ہے

۴۹ آنکھیں ملا ملا کے یہ کہنے لگے عدو
سچ کہہ حسینؑ! ہم ہوتے برباد یا کہ تو
بے جا ہے اب یہ صلح و مدارا کی گفتگو
اکبرؓ کے بعد ہے نہیں جینے کی آرزو
بستی کی راہ دیں، نہ بیاباں کی راہ دیں
بیعت بھی اب کرو تو نہ تم کو پناہ دیں

۵۰ مظلومیت سے شاہ نے دیکھا سوئے فلک
آئی ندایہ ہاتھ غیبی کی ایک بیک
اذن جہاد چاہتے ہو ہم سے یا ملک
عاجز نہیں، سچوں یہ ہو غالب ابد ملک
ہم سمجھے قبضہ چومتے ہو ذوالفقار کا
دکھلاؤ زور قدرت پروردگار کا

۵۱ یہ سن کے اپنے جامے سے باہر نظر ہوئی
گو یا جہاد نیام سے تیغ دوسر ہوئی
جرم کرو فوج دیکھ کے ریورز بر ہوئی
قبضے سے قبض روں سپاہ عمر ہوئی
حاشا، سنے نہ دیکھے یہ جو ہر محسّم میں
کہتے تھے سب کہ تیغ ابھی ہے نیام میں

۵۲ شرنے کہا رز کے خدا خیر اب کرے
یہ شعلہ وہ ہے جس کا بہنم ادب کرے
قتلہ پکارا دیکھے یہ کیا غضب کرے
اغلب تقادین کفر سے بندہ طلب کرے
موج نسیم تیغ کا یہ غلغلہ ہوا
لشکر سمٹ کے پانی کا اک بلبہ ہوا

۵۳ مالک تھی دوزبانوں کی تیغ شدہ انام جوہر کلام اس کا تھا پر تیغ کا کلام
جوہر نہ کیے صاحب تیغ تھی حسام از بر تھی ہرزبان پر سیفی اسے تمام
مولانے دشمنوں پہ جو اس کو سلم کیا
تیغ دو دم نے جوہر سیفی کو دم کیا

۵۴ رہ ہمار صحن پر رخ بریں دیکھنے لگا اور دم سے نبض گاؤں میں دیکھنے لگا
اوج سر سپاہ یوں دیکھنے لگا اور مڑ کے مرضی شہریں دیکھنے لگا
تن کر چلا جزور بدن تو لٹتا ہوا
اگے نقیب حشر چلا بوتا ہوا

۵۵ پھر تو قدم قدم پر قیامت بپا ہوئی بہر گریز گاؤں میں باد پا ہوئی!
ہو کر رواں پہاڑوں کی خلقت ہوا ہوئی ساکن مثال کوہ ہوا جا بجا ہوئی
اٹھانہ تھا غبار وہ گھوڑے کا گشت سے
اڑنے کو پر زمین نے کھوئے تھے دشت سے

۵۶ ظاہر میں تیغ ایک تھی پر صورتیں ہزار دریا میں موج، باغ میں بو، کوہ میں شرار
گہ قاف میں بصورت سیرخ آشکار گہ مثل کمکشاں وہ فلک کے گلے کا ہار
زیر زمین بہار کے طالع جگا دیئے
گاؤں زمین کی شاخ میں دو پھل لگا دیئے

۵۷ کتنا تھا بسک گنبد دیوار آسمان جھک جھک گئی تھی سقیت ضیا بار آسمان
وہ تیغ دن میں بن گئی معمار آسمان کشتوں سے باندھا پتھر دیوار آسمان
وہ تیغ خاص تھی کمر بوڑھا کی!
کفار کیسے، کفر کی مٹی خراب کی!

۵۸ قاروں کا درہم یعنی تھی وہ شعلہ زن گاہے فلوس ماہی ظلمت پر سکتہ زن
مشرق میں مثل مہر چھپی گروہ صفت شکن مغرب سے ماہ نو کی طرح نکلی دفعہ تین
ہو کر وہ تنگ تنگی دشت جہاں سے
رہتی تھی غرب و شرق و جنوب و شمال سے

۵۹ تیغ دوسرے تن سے سروں کو اڑا دیا تیغوں کو کاٹنا اور سپروں کو اڑا دیا
عقائد مغربی کے پروں کو اڑا دیا دل کھول کھول کر جگروں کو اڑا دیا
ہاتھوں سے خائزوں کے کمانیں نکال گئیں
کیسی کمانیں، جسم سے جانیں نکل گئیں

۶۰ آئی جو خود پر تو مع سر کیا شکاف کاٹا جو سر تو سینے سے درا کی تاب نہ ات
آئی جرنات تلک تو کیا اسپ کو بھی صاف پہنچی زمین پر تو وہ بولی کہ بس معاف،
نزدیک تھا جدا جرت یہ شعلہ تاب ہو
گاؤں زمین حلال ہو، مچھلی کباب ہو

۶۱ کفار دن سے ڈوبے سب نہر کو گئے تیغوں کی آبرو بھی مخالفت ڈبو گئے
چھپ کر دلیر تیغ کے نزدیک جو گئے دو چار۔ پانچ، دس گئے وہی ایس ہو گئے
وہیں بھی دم نہ لیتی تھیں غیر از سفر کہیں
ڈر خانہ پیچھے آتی ہو تیغ دوسر کہیں

۶۲ ناگندایر آئی کہ وعدہ وفا کرو بس، اے حسین بس، نہ زیادہ وفا کرو
لے تاج حشر، آج سرا پنا فدا کرو آباد بنم خلوت رب العلاء کرو
اے ہو قتل کرنے کو یا قتل ہونے کو
دن میں بڑول آتی ہے لاشے پر رونے کو

۶۳ یہ سنتے ہی لرز گیا خورشید مصطفیٰ تلوار کی نام میں اور شکر تھی کیا
تنہا پر ہر طرف سے بڑھا لشکر جفا جزا اقدار حسین نہ کچھ اور تھی صدا
جربے تھے چار لاکھ کے اک نیم جان پر
بس ہر گھڑی تھی موت کی لذت زبان پر

۶۴ سر کھی زبان حسین جو سب کو دکھاتے تھے واں جبرئیل آنکھوں سے دریا بہاتے تھے
یاں نیزہ کھا کے گھوڑے پر نہ تھر تھرتے تھے والے حلالان عرش بریں کانپ جاتے تھے
جنت میں تھا یہ حال رسولان نیک سما
یے تیغ کٹ رہا تھا کلیجہ ہر ایک کا

- ۶۵ سب کو قتل تھا، پر ملک الموت نامور بیٹھے تھے زیر سایہ طوبی جھکائے سر لکھا ہے لایوں نے کہ طویٹے ہے وہ شجر مرقوم جس کے برگ پر ہے نام بہر بشر اقتادہ جس کے نام کا وہ برگ پاتے ہیں بس قبض روح کو ملک الموت آتے ہیں
- ۶۶ پر صبح قتل سے نہ حواس ان کے تھے بجا کہ سکتے، گاہ غش، گسے نالہ، گسے بکا رن میں ٹوٹ رہا تھا گلستان مرتضیٰ طوبی کے گر رہے تھے یہاں برگ پر ضیا اکبر کے نام کا کوئی اصغر کے نام کا کیا نام مٹ رہا تھا رسول انام کا
- ۶۷ لکھا ہے ایک برگ تھا طوبی کا ناچ سر خوشبو میں عطر، رنگ میں گل، نور میں قمر ناگاہ وقت عصر گرا وہ بھی ٹوٹ کر الفت سے اس کی ساتھ جھکا کرنے کو شجر آئی نندا کہ حیدر صفدر کا نام لو ہاں اے فرشتو، دوڑ کے طوبی کو ختام لو
- ۶۸ احوال ہو گیا ملک الموت کا تباہ اس برگ کو اٹھا کے جوگی نام پر نگاہ دیکھا، حسین ابن علیؑ فدیر اللہ مندلی کو پٹک کے کہا "وا محمد اہ" ہے ہے، مرا خوزادہ، مرا ابن فاطمہ لو پختن کا ہوتا ہے دنیا میں خاتمہ
- ۶۹ وہ برگ لے کے خلد میں آئے برہنہ سر قصر علیؑ میں ڈھونڈھا علیؑ کو ادھر ادھر دیکھا، پڑا ہوا ہے عمامہ زمین پر ناگاہ ایک حوزیہ چلائی پیٹ کر کیا جانے کیوں زمین کے فرشتے پکائے ہیں سرنگے کر بلا کو ابھی وہ سدھائے ہیں
- ۷۰ یہ سن کے قتل گاہ سے روتا ہوا چلا پہنچا غضب کے وقت سر دشت کرلا غش تھے علیؑ، گلے پر رکھے پیارے گلا اور ابرویاں رگڑتا تھا زہرا کا لاڈلہ زانو سر حسینؑ کے نیچے علیؑ کا تھا اور سینہ حسینؑ پر زانو شقی کا تھا

- ۷۱ دیکھا گیا ملک سے نہ حال شہر زماں رو کر نکلا جیب سے گلہ ستر جہاں کی عرض یہ علیؑ سے کر لے شاہ دو جہاں ہے اذن، قبض میں کروں روح نبیؐ سے بل منہ پھیر کر علیؑ نے کہا اختیار ہے پر اپنی والدہ کا انھیں انتظار ہے
- ۷۲ یہ ذکر تھا کہ دشت سے چلائی فاطمہؑ شیبہ، السلام علیک، آئی فاطمہؑ سن کر تمھاری عزت و تنہائی، فاطمہؑ بھائی کو، نانا جان کو بھی، لائی فاطمہؑ غیسے کے در پر دیر سے آنسو بہاتی تھی غش تھی سکیں اس کو گلے سے لگاتی تھی
- ۷۳ آئی تھی آرزو میں کہ دیدار دیکھوں گی کیا جانتی تھی حلق پہ تلوار دیکھوں گی اک رنگ دل کو سینے پر اسوار دیکھوں گی سید کے گرد زعفران کفار دیکھوں گی ہے ہے، یہ ظلم خاک میں ان کو ملاؤں میں اور اب کہ تو عمرش کا پایا ہلاؤں میں
- ۷۴ بیٹا، تمہارے دل پہ کو کیا گذرتی ہے گھبرا ہے ہو سانس نہیں کیا ٹھرتی ہے زینبؑ بھی جاں بلیت، سکیں بھی مرتی ہے تم سنتے ہو جو فاطمہؑ یہ بین کرتی ہے سر پہینتی ہوں ہاتھ مرا آکے ختام لو قابو میں ہو زبان تو اماں کا نام لو
- ۷۵ بولے علیؑ، کہ صبر کر لے مادر حسینؑ اب تا، بھڑ ہے تری قسمت میں شوروشین منظور اب حسینؑ کی تکلیف ہے کہ بین اس نے کہا گواہ ہے مجھ کو شہر قین میں نے سوال بعد نمازوں کے جب کیا آرام چین بچنے کا اپنے طلب کیا
- ۷۶ رو کر کہا علیؑ نے کر لے نبت مصطفیٰؑ اب غور کر حسینؑ کی تکلیف پر ذرا سینے پر اس کے دیر سے بیٹھا ہے بچیا نے قبض روح کی ملک الموت کو دھنا مرنے میں اس کو چین ہے، ایذا ہے سینے میں اب درد ہے بہت مرے بیٹے کے سینے میں

۷۷ سرپیٹ کر یہ اس نے کہا، اے ابوالحسن تم کہہ دو میرے منہ سے نہ نکلے گا یہ سخن
کیا عذر ہو جو مرعنی معبود ذوالفقہ پر کھڑے کھڑے ہے مے پیچھے کاسب بدن

یوں قبضہ عضو سے روح حسین ہو

زخموں میں جتنا درد ہے اتنا ہی چین ہو

۷۸ آواز غیب آئی کہ ہرگز نہ ہو طول محکوم اس کا ہے ملک الموت اے بتول
اس کے غلاموں کی ہمیں ایذا نہیں قبول قدرت کے پرستان کا کل ایک سچ پھول
عزت بڑھے گی سب سے ترے نورین کی
ہم آپ قبضہ روح کریں گے حسین کی

۷۹ زہرا یہ بین کرتی تھی رورو کے نازدار اور چل رہی تھی اس کے جگر چھری کی ڈھار
حاشا! نہ قبضہ روح کی ایذا تھی زینہار پر تیغ تھی یہ کندہ کہ رکعتی تھی بار بار
کلتے ہیں سر کے بنت نبی کو غمش آگیا
بائیں پر تفتیٰ کر نبی کو غمش آگیا

۸۰ غمش سے جو آئی ہوش میں پھر مادر حسین دیکھا تڑپ رہا ہے تن اطہر حسین
نے رخت، نے قیامت، کلاہ سر حسین نکلی ہے لے کے بی بیوں کو خواہر حسین
آغوش میں لیا وہ بدن لوٹنا ہوا!
پوچھا علیؑ سے سر سے پیچھے کا کیا ہوا؟

۸۱ رو کر کہا علیؑ نے کہ تیرے سر کا سر؛ وہ شمر، زلفیں پکڑے بیسے جانتے اصر
سرپیٹ کر حسین کی مادر نے کی نظر چلائی کس طرف ہے، کہاں ہے، کدھ کدھ
کیوں کر نکلیں دوڑ کے لوں دست و پائیں
یا مرتضیٰ علیؑ! مجھے کچھ سوچتا نہیں

۸۲ یہ کہہ کے بین کرنے لگی بنت مصطفیٰ ہے ہے، مرا حسین، مرا لال، مدلقا
بس لے دیر خستہ کہ ہے شدت بکا درگاہ ذوالجلال میں رورو کے کرا دھا
جب تک فلک ہیں عرش معلکے کے سائیں
شیر رہیں پیمبر و زہرا کے سائے میں

۸۳ قَدْ قَالَتْ ابْتُولُ لَكَ، روحنا فداك
وَيْلٌ لِّعَائِلٍ قَطَعَ الرَّاسَ مِنْ قَفَاكَ
يَا لَيْتَنِي شَدَّكَ وَلَمَّا أَذْرِمَا أَحْتَرَاكَ
أَشْكُو إِلَى أَبِي وَآلِي اللَّهِ، مِنْ جَفَاكَ

یہی کہی ابوتک یا دلدادگی اللیل و النهار
گالہ زین من عنک حزیناً بلا اختیار

ترجمہ

۸۴ روح بتول کہتی تھی: میں تجھ پر ہوں فدا لے وائے، اس پر جس نے ترا سر جدا کیا
لے کاش میں نہ دیکھتی یہ حادثہ ترا شکوہ کروں گی پیش خدا، اور مصطفیٰ
بابا تمھارے تم کو شب و روز روتے ہیں
باران کی طرح اشک رواں ان کے ہوتے ہیں

۸۵ تھے عین اضطراب، یہ خیر النساء کے بین بے ہوش تھے ملائکہ لاشے کے جانین
بس لے دیر کہہ یہ یہاں سے بشوروشین "بَلِّغْ تَحِيَّتِي وَسَلَامِي عَلَى الْحُسَيْنِ"
اور عرض کر کہ گنج تو لا عطا کرو
جاگیر کر بلائے معلا عطا کرو

تنت تمام شد، دوپاس روز باقی ماندہ تمامی یافت - خط بد نمط عاصی اکبر علی -
تحریر فی تاریخ بست و پنجم محرم الحرام ۱۲۷۲ ہجری



تحقیق متن

۱۔ قلمی مرثیہ، مخطوطہ اکبر علی، ۲۵ محرم ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء

۲۔ دفتر مآتم، جلد ہفتم، طبع دوم، مطبع شاہی لکھنؤ، ۱۹۱۲ء، ص ۸۹

بند ۱: دفتر مآتم میں اٹھارہ بندوں پر مطلع لکھا ہوا ہے اور یہ مطلع مندرجہ ذیل ترتیب سے چھپے ہیں:

- ۱۔ حزرِ گلے مصحف یزدان حسینؑ ہے
 - ۲۔ ایوان ہے جس کا عرش وہ سلطانِ کین ہے
 - ۳۔ پشت و پناہ بیثرب و بطحا حسینؑ ہے
 - ۴۔ ایمان جس کا پھل ہے وہ طوبیٰ حسینؑ ہے
 - اس بند کا پانچواں مصرع ہے: "سقا ربے مثال شکیبائی میں ہوا"
 - ۵۔ دارالقرار صبر و تحمل حسینؑ ہے
 - ۶۔ کوہ شکوہ صبر و تحمل حسینؑ ہے
 - ۷۔ قدرت کے حوصلے کا تحمل حسینؑ ہے
 - ۸۔ کشور کشائے مغرب و مشرق حسینؑ ہے
 - ۹۔ ہر در سے میں مصحف ناطق حسینؑ ہے
 - ۱۰۔ قدرت کے آفتاب کا مطلع حسینؑ ہے
 - ۱۱۔ آیات ہفت ہیکل گردوں حسینؑ ہے
 - ۱۲۔ ایمان ہے کوہ طور تجلی حسینؑ ہے
 - ۱۳۔ دریا دلی میں ساقی کوثر حسینؑ ہے
- ہمارے قلمی نسخے میں "یہ کشتی" ہے اور دفتر مآتم میں "نہ کشتی" جو صحیح ہے۔
- ۱۴۔ حق کا زباں شناس و سخن رس حسینؑ ہے

حرف میں معمولی سا اختلاف ہے۔

"مدفن ملا، پر، آہ! نہ غسل و کفن ملا"

- ۱۵۔ نیسج دانہ ہائے امامت حسینؑ ہے قلمی مرثیہ کا بند نمبر ۸
 - ۱۶۔ عطر گل ریاض امامت حسینؑ ہے قلمی مرثیہ کا بند نمبر ۹
 - ۱۷۔ گلگون قبائے آلِ سید حسینؑ ہے۔ قلمی مرثیہ ۱۷ اس کی بیت دفتر مآتم میں ہے:
- حق عشقِ حق کا روز شہادت ادا کیا ستر دوقن کو تین پہر میں فدا کیا
- ۱۸۔ جب عازم جہاد امام میں ہوا قلمی مرثیہ بند ۱۸ بے فوج و بے علم جو امام میں ہوا
- بند ۲: دفتر مآتم کا بند ۱۱، مصرع ۲

"یوسف ہے نثر مطلع موزوں حسینؑ ہے"

بند ۱۶ دفتر مآتم کا پہلا بند ہے۔ قلمی نسخہ مصرع ۶

"خضر اک طرف، حیات آپ حیات کی" دفتر مآتم سے تصحیح کی ہے۔

بند ۱۶ دفتر مآتم اور قلمی مرثیہ میں مصرع ۳

"پچھلے کے دل کی صبر و تسلی حسینؑ ہے"

بند ۱۲: قلمی نسخہ مصرع ۳ "یہ کشتی سپہر کا سنگر حسینؑ ہے" متن مطابق دفتر مآتم

بند ۱۳: دفتر مآتم مصرع ۲ "رویا جسے نہ کوئی وجہ ہے کس حسینؑ ہے"

دفتر مآتم، مصرع ۶ مطابق متن و قلمی نسخہ:

مدفن ملا، پر، آہ، نہ غسل و کفن ملا"

بند ۱۵: دفتر مآتم، مصرع ۲ "بارخ بہار فقر و توکل، حسینؑ ہے"

بند ۱۷: دفتر مآتم کی بیت ہے:

حق عشقِ حق کا روز شہادت ادا کیا

ستر دوقن کو تین پہر میں فدا کیا

دیکھا سوار جو خلیف بوزاب کو چو ما ادب سے روح امیں نے نقاب کو

بند ۲۰: دفتر مآتم کی بیت ہے:

دیکھا گیا نہ جلوہ نور جناب کو سینک کی احتیاج ہوئی آفتاب کو

بند ۲۱: قلمی نسخہ، مصرع ۴، "قدرت کی چرب برق نقارہ پر لگا" تصحیح دفتر ماتم سے کی ہے۔
بند ۲۲: دفتر ماتم، بیت:

"دیران ہے زمین، فلک مقرر کرتے ہیں"

بند ۲۳: دفتر ماتم، مصرع ۲ "حاضر سبحان فلک بہر اہتمام"

مصرع ۶ "روح القدس پروں سے گس لاجین کا"

قلمی نسخے کے کاتب نے "مخامے" کا املا "مخانبے" لکھا۔

بند ۲۴: دفتر ماتم، مصرع ۲ "آیا حضور ظالموں کے اور یہ کہا"

مصرع ۳

کیوں ظالم، کون تھیں اب آرزو ہے کیا؟ وہ تم ہو، یہ حسین، وہ تیغیں ہیں، یہ گلا

بند ۲۵: قلمی نسخہ، مصرع ۳ "نیزوں سے یوں کی کا بدن چھانتے نہیں"

تمن کا مصرع دفتر ماتم کے مطابق ہے۔

قلمی نسخے کے کاتب نے "میں" کو "مع" لکھا ہے

"مع تم کو منع کرتا ہوں"

دفتر ماتم، مصرع ۱، ۶ "پانی قصور وار کو بھی لوگ دیتے ہیں"

بند ۲۸: دفتر ماتم، مصرع ۳

موجود ہے۔ اگر سربلیر چاہیے پر تم کو خوف مانک تقدیر چاہیے

بند ۲۹: دفتر ماتم، مصرع ۳ "نور و دنیا ہیں جس کے گروہ صدف ہوں میں"

قلمی نسخہ میں "یہ اوصیا ہیں جس کے گروہ صدف ہوں میں"

دفتر ماتم، مصرع ۵ "اس کا پسر ہوں جس نے کہ غزروں کو سر کیا"

بند ۳۱: دفتر ماتم، مصرع ۴، ۵

مسند نجا کی آج جلاؤ گے، ہے غضب

ہے تمہارے میری سیکندہ کے مارو گے زینب کے سر سے جاوڑ زینب انارو گے

بند ۳۳: دفتر ماتم، مصرع ۳

ہے تم میں کون راگب دوشن پیمبیدی ہے تم میں کون، جو ہر شمشیر حیدری

بند ۳۴: دفتر ماتم، مصرع ۲ "پھر سر پہ سر، بدن پر بدن، دن پر دن پڑے"
دفتر ماتم میں بند ۳۴ سے پہلے ایک بند زائد ہے، جس کا مفہوم چوں کہ بند ۳۵ میں موجود ہے اس لیے ہم نے اسے متن میں نہیں لکھا، وہ بند ہے۔

میں خالص حق ہوں، قبلہ ہر خاص و عام ہوں حاجت روائے خلق ہوں، شاہ انام ہوں

احمد کا میں نشان ہوں، ہیڈ کا نام ہوں مختار سلسبیل ہوں اور نشہ کام ہوں

پشت و پناہ و مشرب رسالت پناہ ہوں

میں، ناخدا لے کشتی دین الہ ہوں

بند ۳۶: دفتر ماتم، مصرع ۲ "سردار ہوں، نیور ہوں ابن غیور ہوں"

مصرع ۵ "تا آب، ناقدانہ کوئی جا قیام کی"

قلمی نسخہ، مصرع ۵ "نہ کوئی جا مقام کی"

بند ۳۹: دفتر ماتم، بیت:

جاوڑ میں دیا کروں قبر رسول پر قرآن پڑھوں ہمیشہ مزار بتول پر

بند ۴۰: دفتر ماتم، مصرع ۳ "لے لوقم، عرب میں نہ آؤں گا عمر بھر"

مصرع ۵ "وہاں بھی میں بستوں میں جیسا ہے نہ جاؤں گا"

بند ۴۱: قلمی نسخہ، مصرع ۲ "جب ہم نہیں تو ان کا ٹھکانا بھلا کہاں"

بند ۴۲: دفتر ماتم میں تیسرا مصرع دوسرا، اور دوسرا مصرع تیسرا ہے۔

بند ۴۳: قلمی نسخے میں مصرع ۲ اور ۳ کا قافیہ یوں ہے:

زینب کو دوں مجاوری تربت رسول م

بانو کو میں بٹھاؤں سر مرقد بتول!

لیکن دفتر ماتم تم کے مطابق ہے جو درود برے بندگی روشنی میں درست ہے۔ نیز دفتر ماتم کی بیت ہے:

فاتحے سے مر نہ جائیں، خیران کی بیچو!

تم نفس پختن کے عزیزوں کو بیچو!

اس کے بعد ایک بند اور درج ہے:-

تم سب کے زعم میں ہوں فقط میں قصور وار یہ سب ہیں یہ قصور ہمیں ہر کے رشتہ دار

زینب علی الخوص بہن میری غم گسار مانند فاطمہ ہے سدا صائم التبار
 زبور نہ زرا نہ گوہر ویا قوت دیجیو
 کچھ ندراس کے ہمد کی پے قوت دیجیو
 بند ۲۲: دفتر نام، مصرع ۱ "ناگہ صدایہ آئی: کسے چھوڑ جاؤ گے"
 پھر تیسرے چوتھے مصرعے کی ترتیب مختلف ہونے کے علاوہ تیسرے مصرعے کی صورت یہ ہے:
 ہے ہے، میں جان دون گی جو یہ پھر سناؤ گے

مصرع ۵۱ "اچھا، چلو یہاں سے مزار رسول ۴ پر
 بند ۲۶: دفتر نام، مصرع ۳ "میں ہوں جلو میں، جہاں سے نزدیک یا کہ دور"
 مصرع ۴ "کیوں مجھ کو چھوڑنے لگے حضرت، مرقصور"
 بند ۲۷: دفتر نام، پانی پلانا ہم کو سمجھتے ہیں جو گناہ
 وہ خمس ہم کو دیوں گے لے شاہ دیں پناہ
 قلمی نسخہ "بہنا" دفتر نام "بھینا"

دفتر نام، مصرع ۵ "ان سے ثبوت حق کے لیے یہ کلام ہیں"
 بند ۲۸: دفتر نام میں یوں ہے:

آفت میں چھوڑتا ہے اکیلا بہن کو کون اب گھر ہے قبر، جاتا ہے زینب، وطن کو کون؟
 بھینا اماں دیتا ہے اس خستہ تن کو کون؟ سنتا ہے بے کسی میں ہمارے سخن کو کون؟

ناخروم کے ترسے میں زینب گھرے گی تو
 بھائی کے سر کے ساتھ کھلے ہر پھرے گی تو

بند ۲۹: قلمی نسخہ، مصرع ۳ "بے جا ہے اب صلح و مدارا کی گفتگو"

دفتر نام، مصرع ۴ "اکبر کے بعد تم کو ہے جینے کی آرزو"

قلمی نسخہ، مصرع ۵ "بستی کی راہ دیں، اندھینے کی راہ دیں"

بند ۵۰: دفتر نام، مصرع ۲ "سخن کی طرف سے آئی یہ آواز یک بیک"

بند ۵۱: دفتر نام، مصرع ۲ "یعنی جہاں نیام سے تیغ دوسر ہوئی"

بند ۵۲: دفتر نام، مصرع ۲ "یہ وہ شر ہے جس کا جہنم ادب کرے"

بند ۵۳: دفتر نام، مصرع ۵ "تن کر بڑھا جو زور بدن تو تن ہوا"
 بند ۵۵: دفتر نام، مصرع ۵ "اٹھانہ بھانے بار وہ تو سن کی گشت سے"
 بند ۵۶: دفتر نام، مصرع ۱ "پیکر تو دوست تھے تیغ کے پر صورتیں ہزار"
 بند ۵۷: دفتر نام، مصرع ۳ "یہ تیغ زن میں بن گئی معمار آسمان"
 بند ۵۸: دفتر نام، مصرع ۱ "قارون کا درم لعلی، اگر وہ شعلہ تن"
 مصرع ۳ "مشرق میں مثل ماہ چھپی، گروہ صفت ٹمکن"
 مصرع ۵ "ہو ہو کے تنگ تنگی دشت ہمدال سے"
 بند ۵۹: دفتر نام، مصرع ۵ "قبضے سے تماطیوں کی کائیں نکل گئیں"
 بند ۶۰: دفتر نام:

پہنچی جو خود پر تو بڑا ایک قلم شکاف سر سے بڑھی تو سینے میں در آئی تابناک
 گداری جزا سے تو کیا اسپ کو بھی صاف اتری زمین پر تو زمیں برنی، بس صاف

قلمی نسخہ، مصرع ۶ "گاؤں میں ہلال ہو، مچھلی کباب ہو"

بند ۶۱: دفتر نام، مصرع ۱ "سب دن سے ڈوبنے کے لیے نہر پر گئے"

مصرع ۳ "چھٹا کر دیر تیغ کے نزدیک جو گئے"

بند ۶۲: دفتر نام، مصرع ۲ "اسے تاجدار شہرا سرا پنا فدا کرو"

قلمی نسخہ، مصرع ۶ "زہرا کو بھیجتا ہوں میں لاشے پر رونے کو"

بند ۶۳: دفتر نام، مصرع ۲ "تلوار روکتے ہی بڑھے وال سے اشقیاء"

۳ خلعت میں ہر طرف سے گھرا نور کبریا"

۴ "بڑا اقتدا حسین نہ تھی دن میں کچھ صدا"

بند ۶۴: دفتر نام کی ترتیب یہ ہے مصرع ۳، ۲، ۱، ۲

بند ۶۵: دفتر نام میں ایک بند مطلع کا نازند ہے، اور ایک قلم چمن مصطفیٰ ہوا
 برباد جب مرفح خمیر النساء ہوا سبط نبی پر زلف اہل جفا ہوا
 پھر اقتدا حسین کا غل جا بجا ہوا

خنجر قلن کا فاطمہ کے دل پہ پھر گیا
 زہرا کا چاند ظلم کے بادل میں گھر گیا

سب کو قتل تھا اور ملک الموت نام در بیٹھے تھے زیر سایہ طوبیٰ برہنہ سر
لکھا ہے راویوں نے کہ طوبیٰ ہے وہ شجر ہر برگ پر جس کے رقم نام ہر شجر

اقتادہ جس کے نام کا وہ برگ پاتے ہیں

پھر قبض روح کو ملک الموت آتے ہیں

بند ۶۶: دفتر نام، مصرع ۳ "رن میں ترکٹ رہا تھا گلستان مصطفیٰ ۲۱"

بند ۶۸: دفتر نام، مصرع ۱ "حال اس گھڑی ہوا ملک الموت کا تباہ

مصرع ۶ "ہو تباہ ہے بچہ ن کارمانے میں خاتمہ"

بند ۶۹: دفتر نام، مصرع ۲ "ڈھنڈلا علیٰ کو قصر علیٰ میں ادھر ادھر

مصرع ۳ "پر چھا تو ایک حور یہ چپٹائی پیٹ کر

بند ۷۰: دفتر نام، مصرع ۱ "سر پیٹتا ہوا وہ سر قتل گر چلا

بند ۷۱: دفتر نام، مصرع ۲، ۳

کی عرض مرقعی سے کہ لے شاہ دو جہاں ہے اذن قبض میں کروں جانِ نبی کی جہاں

قلمی نسخہ مصرع ۶ "پر اپنی والدہ کا اٹھیں اختیار ہے"

بند ۷۲: دفتر نام، مصرع ۱، ۳ اور بیت۔

پیارے کے نانا جان کو بھی لائی، خاطر ۲

ٹھہری تھی رن میں ایک تن پاش پاش پر بابا گرے تھے کانپ کے اکبر لاش پر

بند ۷۳: دفتر نام، مصرع ۶ "واری، کو تو عرض کا پایہ ہلاؤں میں"

بند ۷۴: دفتر نام، مصرع ۲ "گھبرا ہے ہوا سانس نہیں کیا ٹھہرتی ہے"

مصرع ۳ "تم سننے ہو یہ خاطر جو بین کرتا ہے"

مصرع ۵ "سر پیٹتی ہوں اٹھ کے مرے ہاتھ تمام لو"

بند ۷۵: دفتر نام، مصرع ۲ "مختر تک ہے اب تری نعمت میں شورشین"

مصرع ۶ "آرام و چین بچے کا اپنے طلب کیا"

بند ۷۶: دفتر نام میں بند ۷۹ اور بند ۸۰ پر "نسخہ" — "نسخہ" درج ہے۔

پہلا بند ہے ۷۹

فرمایا مرقعی نے کہ لے بنت مصطفیٰ

گر چاہتی ہے راحت مظلوم کر بلا

وے قبض روح کی ملک الموت کو رضا

ایذا میں ہے حسین ترا ناز میں ترا

تن کا پتا ہے حد سے اور رنگ ناز سے

اک دم بہت حسین کے سینے میں درد ہے

دوسرا بند ۸۰، ہمارے قلمی نسخے سے ملتا جلتا ہے:

فرمایا مرقعی نے کہ لے بنت مصطفیٰ

اب غور کر، حسین کی تکلیف پر ذرا

سینے پر اس کے دیر سے بیٹھا ہے یہ جیا

وے قبض روح کی ملک الموت کو رضا

راحت ہے اس کو رنے میں ایذا ہے جینے میں

اب درد ہے بہت ترے بیٹے کے سینے میں

بند ۷۷: دفتر نام، مصرع ۱ "راستی تو وہ ہوئی، پر کہا: یا البر الحسین"

مصرع ۳ "کیا عذر ہے، جو عرضی معبود ذوا المنن"

بند ۷۸: دفتر نام، مصرع ۵ "عزت بڑی ہے سب سے ترے نورین کی"

بند ۷۹: دفتر نام، مصرع ۱ "زہرا تو سن رہی تھی یہ فرمان کر دگار"

دفتر نام کی بیت ہے:

کھٹے میں سر کے بیٹھنجی کو بخش آگیا

بائیں پر خاطر کو علیٰ کو بخش آگیا

بند ۸۰: دفتر نام، مصرع ۳ جو دفتر نام میں مصرع ۴ ہے۔

بند ۸۱: دفتر نام، مصرع ۱ "بورے علیٰ کو سر ترے بچے کا کاٹ کر

بیت:

اب تو کلب جوش ہوا جاتا ہے، یا علیٰ

آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آتا ہے، یا علیٰ

بند ۸۲، ۸۳، ۸۴: دفتر نام سے نقل ہے۔ قلمی نسخے میں نہیں ہے۔

بند ۸۵: دفتر نام

تھے بین اضطراب یہ خیر النساء کے بین

اب اسے دیر کہ یہ مہا سے بشر و شین

حور و ملک تڑپتے تھے لاشے کے جانین

بکلتہ تحقیق و سلامی الی الحسین

فرہنگ

- ۱- ہفت سبیل: وہ سات دعائیں جو ہفتہ کے ہر دن کو باری باری پڑھی جاتی ہیں، نیز "سبیل" جسم ہفت سبیل - سات آسمان۔
- ۲- درگمنوں: قیمتی موتی۔
- ۳- جوش: زور۔ دو چھوٹی اور بڑی دعائیں جو در بلا اور حفاظت کے لیے پڑھی جاتی ہیں۔ نیز حفاظت کے لیے گلے میں بھی ڈالتے ہیں۔
- ۴- مرقع: تصویر۔ تصویروں کا مجموعہ۔
- ۵- مزینج: وہ شخص جس کی فرماں برداری کی جگہ جس سے حکم پڑھے جائیں۔ مرکز۔
- ۶- مصحف ناطق: بولتا قرآن، امرا و امام۔
- ۷- مخبر صادق: صحیح خبر دینے والا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب۔
- ۸- مور: چینیٹی۔ مور و سیمان کا واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت سیمان اپنے لشکر کے ساتھ کسی میدان سے گذر رہے تھے ایک چینیٹی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ سب بھاگ جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سیمان کی فوج پھل توڑے۔ حضرت سیمان نے اس چینیٹی کو اٹھا کر اپنے ہاتھ پر اٹھالیا۔ اس طرح ایک ناتواں مخلوق ایک عظیم بادشاہ اور نبی کے ہاتھ پر معراج پاگئی اور حضرت سیمان نے اس کی عزت افزائی کر کے بتایا کہ اللہ کے نبی ادنیٰ کو ادنیٰ نہیں سمجھتے۔ اگر کسی ادنیٰ میں صلاحیت ہو تو اسے بلندیاں عطا کرتے ہیں۔
- ۹- قلعی: بندی۔
- ۱۰- ارونی: حکم و ممانعت۔ ۱- احکام خداوندی۔ مرغوب: پسندیدہ، محبوب۔ تکمل استخارہ: اللہ سے کسی کام کے شروع کرنے میں خیر و بہتری طلب کرنا۔
- ۱۱- حدیقہ: باغ، ریاض، رضوان: دار و عذر جنت۔
- ۱۲- کثر: بدلتا، بدلتا، کعبہ اور اس کا طحہ علاقہ جو پتھر پلا ہے۔ پتھر زہرا: چمکتا سورج۔

- ۱۳- درگشتی سپر: فراساؤں کو نوکشتیاں قرار دیا ہے۔ سپر: آسمان۔
- ۱۴- بیت الآثات: اصل سرمایہ رکھنے کی جگہ۔ گنجینہ: خزانہ۔ سخا: بچ اور حق یہ ہے۔ بلاشبہ۔
- ۱۵- افضال: فضل و انعام خداوندی۔
- ۱۶- مفتاح: کنجی۔ کلید۔
- ۱۷- قرآن: خادم۔ فرس فروش کا انتظام کرنے والا۔ عراف: سونے چاندی کا کاروبار کرنے والا۔
- ۱۸- سخن اقدم: کسی معزز آدمی کی آمد کا تذکرہ۔
- ۱۹- مسحان: تسبیح پڑھنے والے۔ فرشتے۔
- ۲۰- گس رال: وہ خادم جو امیروں کے قریب موہل لے کر کھڑا ہوتا اور کھیاں قریب نہیں آنے دیتا۔
- ۲۱- پابری ہونا: قدم چرنا۔
- ۲۲- رومی نیک العذا: میری جان تم پر قربان۔
- ۲۳- حجت: دلیل۔ خدا کی طرف سے مقرر کردہ نبی یا امام۔
- ۲۴- مسیح: حضرت عیسیٰؑ۔ فریح: حضرت اسماعیلؑ۔ خلیل: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب۔
- ۲۵- تہ اوصیاء: وہ تہ امام بن کے بارے میں یکے بعد دیگرے وصیت کی گئی ہے، یعنی امام زین العابدینؑ و امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم و امام علی رضا و امام محمد تقی و امام علی نقی و امام حسن عسکری و امام ہدیٰ آخر الزمان علیہم السلام۔
- ۲۶- ہم: جنگ، غزوہ۔ عشق اقر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ آپ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔
- ۲۷- سقر: جہنم۔
- ۲۸- ساروب: جھاڑو۔
- ۲۹- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضوان اللہ علیہا زویر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو محرم ۶۱ھ میں زندہ تھیں۔ امام البنین: زویر حضرت علی علیہ السلام مادر حضرت عباس علم دار، یہ سب خواتین مدینہ میں تھیں۔
- ۳۰- قس: سالانہ منافع اور سالانہ بچت وغیرہ کا پانچواں حصہ راہ خدا میں نکالنا۔ جس کا نصف

حصہ خدا و رسول و امام کا ہے اور نصف حصہ سادات کا۔

۲۱۔ گمدارہ صلح۔ ملاقات۔ رعایت کرنا۔

۲۲۔ ہاقت : آواز دینے والا۔ عالم غیب سے بولنے اور آواز دینے والا فرشتہ۔

۲۳۔ سحام : تلوار۔

۲۴۔ تغیر : قابو میں کرنا۔ صاحبِ تسخیر : وہ عامل جو ریاضت و جہاد کشتی کے ذریعے جن اور پری کو قابو میں کرے۔

۲۵۔ باڈیا : تیزی سے بھاگنے والا۔ (تیز رفتار گھوڑا)

۳۶۔ دوراہ : دورہ کرنے والا۔ گنبد دوار : آسمان۔ سقف : چھت، سقفِ ضیاء : بارہ روشنی دینے والی چھت۔ چاند تاروں کا آسمان۔

۳۷۔ دُرُجیم بعلی : ایک قدیم سکے چاندی کا روپیہ۔ فلوس : ماہی : مچھلی کی جلد پر گول گول چھلکے۔ (درہم، فلوس، سکہ۔ متناسب الفاظ جمع کر کے حسن پیدا کیا ہے)۔

۳۸۔ دُفَعْتَن : دُفَعْتَن کا یہ املا، شعری ضرورت کی بنا پر اختیار کیا ہے۔ اور یہاں قافیہ ہے "شعلہ زن" "سکڑن" "صفت شکن" لہذا "دُفَعْتَن" لکھا ہے۔

۳۹۔ عقائے مغرب : ایک خیالی پرندہ، نظر آنے والا طویل و عریض پرندہ۔

۴۰۔ اقتلوا حسین : حسینؑ کو قتل کرو۔

۴۱۔ سکتہ : ایک بیماری جس میں آدمی کی حس و حرکت جاتی رہتی اور مریض مردہ معلوم ہوتا ہے۔ سانس آتی ہے اور بس۔

۴۲۔ خوزادہ : (خدا زادہ = خود = مخفف خدا) آقا کا فرزند۔ شہزادہ۔

۴۳۔ دورالمن : آسمان و انعام کا مالک۔ خدا۔

۴۴۔ یلغ تجتبی و سلا علی الحسنین : امام حسینؑ کے حضور میں میرا سلام و آداب پہنچا دو۔

۴۵۔ تولاً : محبت اہل بیت۔

مرثیہ نمبر ۱۳

زنداں کی طرف ہند تخیل سے رواں ہے

۱۰۲ بند

احوال قید شام

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فرہنگ الفاظ

مرثیہ پر نظر

”زندوں کی طرف ہند تاجل سے رواں ہے“ مطلع کا پہلا مصرع ہے اور مطلع ہی سے موضوع اور واقعہ کا عنوان سمجھ میں آ جاتا ہے۔ ہند کا قید خانہ شام میں آنا عبدالمیں ودیر کا عام موضوع ہے۔ کتے ہیں کہ یزید کے حرم سرا میں ہند نامی ایک خاتون تھی جو مدتوں مدینہ میں رہی اور اہل بیت کے گھر میں خدمت گزار کی کا شرف پا چکی تھی۔ امام حسین علیہ السلام کا مدینہ سے مکہ اور مکے سے عراق آنا زبان زد تھا۔ کر بلا کا واقعہ ہوا تو ہند کھٹکی اسے تفصیل سے تو کچھ نہ معلوم ہو سکا مگر مدینہ۔ باغی۔ قتل۔ سر کا آنا۔ قیدیوں کا پابند زنداں ہونا۔ گھر میں چرچا تھا، ہند نے ان قیدیوں کو دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ اور ایک دن وہ کنیزوں، خواہوں اور محافظ عورتوں کے ساتھ محل سرا سے قید خانے تک آئی۔ قید خانے کا محلہ یزید کے نوکر بلکہ خود ہند کی کنیزی بھی چاہتی تھیں کہ ملکہ کسی طرح قیدیوں کو نہ دیکھے ان سے ہمدردی نہ کرے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

ادھر حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو اطلاع ہو گئی وہ متفکر ہوئی کہ جس خادماً نے اس گھرانے کو عالم اعزاز اور احترام میں دیکھا تھا، جن لوگوں کا شیوہ بھوکوں کو شکم پیر کرنا، بیہوشوں کی سرسختی کرنا، قیدیوں کو ربانی بخشا تھا آج وہی عورت ان کو قیدیوں کی حالت میں دیکھی گی تو کیا ہو گا۔ یہ سب باتیں خالص شاعرانہ خیال اور تخلیقی فکر سے نظم کی گئی ہیں۔

مرزا صاحب نے آرائش سخن کے لیے، امیرانہ زنانی سواری اور شام ہی حرم سرا کے ٹھاٹ باٹ، اس کے مقابل میں معزز تباہ حال عورتوں کے تفسیلات و جذبات کی عکاسی اور تشبیلی رویہ اور بیان کرنے میں ماہرانہ مصوری سے کام لیا ہے۔ مرثیہ کی مجموعی ہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً یہ مرثیہ، سوز خوانی کے لیے لکھا گیا تھا، پھر اسے تحت اللفظ میں پڑھنے کے لیے اشعار نظر ثانی کی اور ”سراپا“ کا اضافہ کر کے کم و بیش تیس بند یعنی نوے اشعار کا اضافہ کیا، اس طرح یہ مرثیہ مختصر و طویل مرثیہ کی تکنیک سے تیار ہوا یعنی ”سراپا“ کے تیس بند (از بند ۱۰ بند ۲۰) نکال دیتے جائیں تو بہتر ”بند کا“ ”بنیہ“ ”مرثیہ بن جاتا“ ۔۔۔۔۔ مہراث خوانی کے لیے کافی ہے۔ ٹھاٹ کی عیاس پڑھنا ہر کسی میں بند ملا لیے جائیں۔

”سراپا“ یعنی، چہرہ (پیشانی، بھوئی، آنکھ، ناک، لب، رخسار، ڈاڑھی، ٹھڈی، دانت، گردن، سینہ غرض) تمام اعضا کی تعریف، انیسویں صدی کے نصف اول سے کچھ پہلے مرثیے میں بڑے کے طور پر داخل ہوئی۔

لکھنؤ کے شاہی ٹھاٹھ باٹ، اور قصیدے کے رواج، تکلفات امارت کے قیام و رواج نے اس وقت جڑیں بکڑی تھیں، اس لیے بیان واقعات کا لمبو بدل گیا، رزم و بزم کا بیان ہو یا حروف و حکایت کی زبان، شاعر ہمیشہ اپنے وقت کے لمبے میں بات کرتا ہے، ماسول کے تقاضوں اور لمبے کے آہنگ نے ہر صنف سخن کو متاثر کیا، مرثیہ میں اس کا تاثر، غالباً چہرے سے بین تک مکمل طور پر نمایاں ہے۔ بہر حال دبیر کے شباب فن اور ان کی شاعری کے پندرہ بیس سال بعد ”سراپا“ مرثیہ کی تکنیک میں جزو بن کر داخل ہوا، اب اس ”سراپا“ میں رنگارنگ ایجادیں ہوتی ہیں جس کی لطافت اپنے طویل فنی پس منظر میں قابل دید و داد ہے۔ اس تنوع میں ایک نادر زاویہ اس مرثیہ میں ہے۔ سراپا عام طور سے کسی زندہ شخص کا لکھا جاتا تھا، پورے وجود، متحرک ذات کو موضوع بنایا جاتا تھا۔ مرزا صاحب نے اس مرثیہ میں امام حسین علیہ السلام کے سر بییدہ کے اعضاء کی تصویر کشی کی ہے۔ سر و رخسار، چشم و ابرو، بینی و ذقن، خد و خال کی مدح کے بعد گردن کی تعریف کرتے ہوئے خیال آیا کہ

اک گردن انور جو قلم ہوگی ہے دو جا
اب ذکر اہمی کو دہن دو ہوے گویا
کچھ نقص نہیں عین کمال اب بھی ہے پیدا
ہر اک ہے عبادت کی تمامی میں دیتا

اس نصف نے بالکل شرف سجدہ لیے ہیں
اس نصف نے قرآن کئی ختم کیے ہیں

آدھا مرثیہ، بند ۵۰ سے خصوصی طور پر سنجی گفتگو، ڈرے سے، محتاط اور آبرومند ماحول میں دکھائی ہے، عورتوں کی دلیری، آزمائش میں حوصلہ مندی، مشکلات میں نمرانی جہت کے ساتھ مقابلہ کی طاقت، اپنے ماضی پر فخر اور حال پر عاجزی اور شکست کے اظہار سے پہلو تھی۔ احتجاج اور صبر و شکر کا تذکرہ، ارلائے کا تصور اور اہل مجلس کو تڑپا دینے کی کیفیت، زبان کی سادگی اور بیان کی اثر آفرینی مرثیہ کے پسینے کے امتیازی پہلو ہے۔

تازہ ہے تمامی یہ سخن، تازہ ہے تمہید

(۲)

مرزا دبیر نے ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۵ء سے مرثیہ گوئی کا آغاز کیا، حیات دبیر ج ۱ ص ۲۲، اگر یہ روایت صحیح ہے تو میرا قلمی نسخہ مرزا صاحب کی ستائیس سالہ شاعری کی نشان دہی کرتا ہے۔ صفر، ۱۲۵ھ/۱۸۴۱ء کا مخطوط قطعہ طور پر تو یہ نہیں بتاتا کہ مرثیہ اسی سال کی تصنیف ہے۔ البتہ اس سے زمانہ تصنیف کی تقریبی حد بندی ضرور ہو جاتی ہے۔ میرا قلمی نسخہ اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اولاً تو تحریر مرزا کی تقریباً ۲۹ برس کی عمر سے تعلق رکھتی ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ زمانہ دبیر کی شہری جوانی کا زمانہ ہے۔ تیسرے مخطوطے کی عبارتیں بتاتی ہیں کہ مرثیہ کسی اچھے نسخے سے نقل کیا گیا، کاتب عطا حسین بدخط ہونے کے باوجود بڑی حد تک صحیح نہیں ہیں، اس نسخے میں جو عبارتیں جس طرح لکھی تھیں اسی طرح نقل کر دی ہے۔ مصرع پر مصرع، بیت کے آخر میں بیت، لفظ کے اوپر لفظ مرزا صاحب کی ترمیم و تبادلہ شعر و لفظ ہے۔ مرثیہ کے نصف سے کی کتابت محبوب علی نے کی۔ ان کا خط اچھا اور املا صحیح ہے۔ مرثیہ کے مرثیہ تصنیف اور آخر میں کچھ اہم تفاسیل ہیں۔ مثلاً سورتی کی عبارت ہے:

نوازش علی دوستخط

مرثیہ تصنیف میاں دبیر سلمہ اللہ تعالیٰ

صحیح نمودہ شد

مرثیہ

زندہ کی طرف ہند تجل سے رواں ہے

المالک هذا الجزع عبد الضعیف الراحمی

(الی) اللہ عطا حسین اللہ باریک لی وری (۹) اللاد

بحرمة النبی مع (وآلہ) الاحقاد۔

الملك عطا حسين خان عفی عنه وعن والديه

بند ۷۵

زندوں کی طرف ہند تجل سے رواں ہے

ورق ۱۲- الف کی عبارت ہے۔

تنت تمام شد خط خام نصف بندہ حقیر سرا یا تفصیر محبوب علی و نصف خط و خط خاص
خان صاحب خداوند نعمت عطا حسین خان دام اقبالہ شروع نمودہ شد از چہار گھڑی
شب گذشتہ و تمام شد بوقت چہار گھڑی شب باقی ماندہ بروز شنبہ بوقت صبح در ماہ
صفر المظفر ۱۲۵۴ ہجرت (نوی صلعم
ہر کہ خواند و ساطح دارم! زانکہ من بندہ گنہ گارم تم تم تم مم

تمام شد صحو

ای کریمی کہ از حرار

والند کلاہ سر عالم ہوا حر

جلد ملا معصومہ کار و مال ملا

پھر ترجمے خط میں دو رباعیان تحریر ہیں۔

سرور قی پر تعداد بندہ، لکھ کر کاٹ دی ہے اس کے بعد ۵، لکھا لیکن دراصل
اس نسخے کے متن و حواشی پر لکھے ہوئے بندہ اشتر ہیں۔

مرثیہ چار پانچ گھنٹے میں دو آدمیوں نے نقل کیا ہے اس لیے خط رواں اور
جلدی نقل کرنے کے آثار سے آراستہ ہے۔

۱۲۵۴

مرثیہ:

زندوں کی طرف ہند تجل سے رواں ہے

۱۰۲ بند

قید شام کا حال

ہند کی قید میں آمد

۱ زندوں کی طرف ہند تجل سے رواں ہے پر جو قدم اٹھتا ہے و دایع دل و جان ہے
نے صبر سے نہ کوشش ہے نہ تاب و دل ہے دل وقف کر دے، زباں صرف قہاں ہے

یہ نذر عزم، نعمت جگر لے کے چلی ہے

واں تھن کی جا دایع حسین ابن علی ہے

۲ گریاں شہ شاہ پہ ہیں دیکھنے والے آگے تو سواری کے بڑھے جاتے تھے نالے
ہے خبری گوشہ دامن کو سنبھالے اور رحمت بدن پنچیر ماتم کے حوالے

کہ فرش پہ ہے زلزلہ، کہ عرش بریں پر

آہیں جو فلک پر ہیں تو آنسو ہیں زمیں پر

۳ دل مثل بخیاں بنوی جلتا ہے ہر بار مانند گریبان جسم سینہ ہے افکار
اور صورت زخم شہداء چشم ہے خوں بار بالوں سے پریشانی سادات نمودار

زندوں کی طرف آہ مسلسل جو رواں ہے

ہر کام پر سجاد کی زنجیر عیاں ہے

۴ ہر اشک کے قطرے میں ہے خم، چشمہ زوزم اندیشہ مصاحب ہے، دم سرو ہے ہمد
شب ہے پر عیاں صبح قیامت کا ہے عالم ہے شام کی کشور میں یہ پہلی شب ماتم

کتنی تھی کہ کوٹے ہوئے قیدی وہ کدھر ہیں؟

زندوں سے مذاقی تھی زہرا کی۔ ادھر ہیں

- ۵ دل فرخندہ جگر تختہ لب حال پر یہ قال اللہ مرے خیر سے ہو خاطر کمال
ہر چند امیرانہ ہے سب حشمت و اسلال آشفقتہ فقیروں کی طرح دل کا ہے احوال
اُغلب ہے اگر قتل شہدیں کا یقین ہو
یوں تھا کہ یہ یہ تڑپے کہ پوچھتے زمین ہو
- ۶ دلت ہے خواصوں کی کہ چادر کو سنبھالو یہ راستہ ہے چہرے کو بالوں میں چھپالو
وہ کہتی ہے: اب ذکر نہ پر دے کا نکالو چادر کے عوض خاک مرے بالوں پہ ڈالو
کیوں کرتے زمانہ اسے ان حالوں سے دیکھے
جو خواب میں زہر کو کھلے بالوں سے دیکھے
- ۷ باندھے ہوئے دامن کو کینڑی کئی ہشیار بڑھ بڑھ کے تیر لاتی ہیں زندان کی ہر اکبار
کہتی ہیں کہ لے بی بی، قیامت کے ہیں آثار ہے ہے انورے بے موت یہ زندان کے گرفتار
در بند ہے دم رکنا ہے بے ہوش پڑے ہیں
تلواریں نکالے ہوئے دربان کھڑے ہیں
- ۸ بیرونِ حجاب کئی سر نیزوں پر ہیں، آہ کوئی ہے ستارہ، کوئی نور شید، کوئی ماہ
روتی ہیں جو بیوی، تو وہ تھراتے ہیں، وا اللہ گھر چھ چلو، تم دیکھو نہ یہ صدمہ جاں کاہ
جب "ہائے سینا" کوئی منظر مر کے گی
لے تو بہ، تمہیں سننے کی کیا تاب رہے گی
- ۹ پہنچی در زندان کے برابر جو سواری سے تب ہند کے قدموں پر گریں لڑائیاں ساری
بولیں کہ ردا اوڑھ لو، ہم آپ پر واری کل ہم پر نہ حاکم کا غضب ہو کہیں طاری
در بان تمہیں دیکھ کے کیا دل میں کہیں گے
ہم چشموں کے بی بی پر سدا طعنے نہیں گے
- ۱۰ پہنچی در زندان پر جو بانالہ و افتال تقظیم سواری کو اٹھے دور سے دربان
کیا دیکھتی ہے ہند کہ پیش در زندان نیزوں پہ علم ہیں کئی سرخوں میں غلطان
کہنے لگی: اللہ یہ کیا قدرت رب ہے
شہادہ کرمہ، شہادہ کرمہ، شہادہ کرمہ

- ۱۱ ناگاہ نظر آیا وہاں اک سرانور دیکھا اسے اور یاد حسین آئے برابر
اک زمین بلند اور ہو گر عرش کا منبر تر خطبہ اوج اک کا پڑھے قدرت داؤر
سر سے کر گل تازہ بستان شفاعت
اس سر کی قسم کھاتا ہے سامان شفاعت
- ۱۲ توفیقِ خدا عقل کو کرتی ہے اب آگاہ کلمہ صفحہ تقریر پر تصویر سر شاہ
دیکھا جو اسے ہند نے کیا شان تھی کیا جاہ شہمت پہ تو ہر واہ، اور اس حال پہ ہر آہ،
دیکھو سر بے تن کی ذرا شوکت و شان کو
بے تیغ کے شعلہ میں دکھانا ہوں جہاں کو
- ۱۳ نیزے پر پلکیں ہے سر زینبے امامت افتادہ سے دن میں قد بالائے امامت
چہرہ ہے گل باغِ منتائے امامت جلد برہم مصحفِ طغرائے امامت
تشبیہ کوئی مصحفِ رخ کے نہیں قابل
بسم اللہ اگر شمس و قمر ہو میں مقابل
- ۱۴ نیزے سے نہیں اوج سر شاہ دو عالم ادنیٰ ہے مقام اس کا سر عرشِ معظّم
ہاں نیزے کو نشاے شرف اک قدر آدم اب تحت سیلماں کا ہے یہ قبلہ اعظم
تسلیم طلب نیزہ ہے مومنے کے عصا سے
تعلیم کا مشتاق ہے یہ عرشِ خدا سے
- ۱۵ بس لائق حق مصحفِ عارفی کی ثنا ہے اپنے لیے "سبحانک لا علم لنا ہے
لب آیت شیرین "نباتاً حسناً" ہے پر تشنہ دھانی بھی چہاں بعد فنا سے
کس حسن سے سوکھے ہوئے ہونٹوں میں زبان
نور شید کنارِ دو مہر نو میں عیاں ہے
- ۱۶ تفسیر دو عارفی ہے حدِ شرع سے افزود اک خاک سے آلودہ سے اک نور سے آلود
لوگ طلب بھی یا بس بھی ہے قرآن میں موجود اک نقطے سے ہے شہرہ فکرن مصحفِ مہرود
وہ نقطہ بیان کے لیے محتاج دہن ہے
یاں نقطہ گویا دہن شاہِ زمین ہے

- ۱۷ جس بنیاد پر خورشید چہا چہا کی پائے تو پنجہ مژگان شاعی سے اٹھائے
پھر میلِ طلا تارِ شاعی کو بنائے اور چشمِ قرین وہ سدا سر مہ لگائے
شامل جو نہ ہو روشنی اس قدرتِ رب کی
آفاق میں پھر صبح نہ ہوئے کسی شب کی
- ۱۸ گنہگار میں ہوتا نہ جمالِ شہِ ابرار پڑھتے نہ درود آئیے کو دیکھ کے دیدار
دوا نکھیں ہمیں حق نے جو دی ہے یہ سارا اک لفظ میں اس رخ کی زیارت کریں دوبار
کیا نام خدا پر تو عارضی کی چمک ہے
سہرزدہ نسب نامہ خورشیدِ فلک ہے
- ۱۹ دیکھو تو یہ گیسو ہیں ویا قدرتِ داور دکھلائے ہیں کو ترسے جدا موجود کو ترس
رخِ چہرہ جیواں ہیں یہ ہیں حضور کے رہبر پر تو اسی کا کل کا ہے بھریل کا شہیر
ہے جس جوں نام یہاں بالِ ہما کا
گیسو نہیں، سایہ ہے چپ و راست خدا کا
- ۲۰ پر آہ عدو کو نہیں خوفِ اُحدی ہے نیزے سے انھیں بازو ہے کیا یہ خردی ہے
کی ہے وہ بدی جس میں عذابِ ابدی ہے لوتارِ شاعی کو گرہ نیزے سے دی ہے
گیسو کی طرح گرد و قدا ہوتی ہے زہرا
سلجھاتی ہے ان زلفوں کو اور روتی ہے زہرا
- ۲۱ کتنی ہے حسینا مجھے آوازِ سنا دو ٹوٹا ہو کوئی تار جو زلفوں کا بتا دو
بالِ اپنے تہہ عرش میں کھولوں جو رونا دو آتی ہے ہمارے کراہت کو دعا دو
کب زلف کے بندھے سے برائی نہ لگ جائے
امت کی شفاعت کا نہ عقده کوئی رہ جائے
- ۲۲ کیا قبیلہ ابرو کا شرف پیکوں سے ہے واہ رُوب کا سونے قبلہ ہے قبلہ سونے اشد
دیکھا ہے ہلالِ نجم ابرو کا کہیں چاہے؟ ہے شرم سے ہلے کے گریباں میں رخِ ماہ
قربان میں نقاشیِ ربِ دو جہاں پر
کھتا سر اور کدہ نکا کدہ

- ۲۳ مضمونِ مژدہ کے لیے تازہ یہ تھا ہے یہ بندِ قبائے بجز لطفِ خدا ہے
لیکن یہ مژدہ ہے جو سیرِ پوش تو کیا ہے نورِ نظرِ شاہِ شہیداں کی عشا ہے
ہیں اشکِ فشاں آنکھیں غمِ نورِ نظر میں
پیرا بن آبی ہے ہر اک بحر کے بریں
- ۲۴ مدحِ الفت یعنی زریا سے ہے دلِ شاد تو حیدِ جنابِ اُحدی بندوں نے کی یاد
جو ایک الفت کا وہی اک خالقِ ایجاد ہر قلت و کثرت میں یہ اک داخلِ امداد
کوئین کی بنیاد میں یہ ایک الفت ہے
کل ایجادِ ایجاد میں یہ ایک الفت ہے
- ۲۵ خطا شہیرِ مصحفِ شاہِ دوسرا ہے کون اس کے ورا نقشِ دلِ خیر وری ہے
قرآن پر ہاتھ اپنا یہ قدرت نے دھرا ہے کھاتی ہے تم احسن ازل سے یہ بھرا ہے
عارضی پر دلیلِ شرف اس خط کی قوی ہے
ہم پہلو سے قرآن یہ حدیثِ نبوی ہے
- ۲۶ ہے یہ خط زریا کہ امامت کا جریدہ یہ نسخہ درماں ہے پئے درد رسیدہ
عارضی کی جتنی سے یہ مضمون ہے چیدہ لوطور کی آتش پر ہوا سبزہ دمیدہ
خوشبو وہ ہے جس سے کجبلِ مشکِ خطا ہے
یہ خطِ شفاعت پئے اربابِ خطا ہے
- ۲۷ حسنِ در و دنیاں کی میں تعلیق کروں کیا ہے لفظِ شکِ حتمِ صدف میں درِ یکتا
اصل ان کی حضور ایک گہر کی نہیں اصلا ہاں ترجمہ ہر دانہ ٹوٹو کا ہے لا لا
حسنِ لب و دنیاں پر عطار دنگواں ہے
پہ درج میں تسبیحِ در کا ہکشاں ہے
- ۲۸ وصفتِ لب و دنیاں میں سخنِ بیخ ہوں کیا ہم تو لبی جو وقار ان کا تو سامان نہیں باہم
میزان تو ہو برگِ گل اور سنگِ شبنم پر اس میں بھی عسیاں کا خیال آتا ہے سیم
شبنم ہو تو ہو قدرتِ ربِ اُزلی کی
میزان ہو تو برگِ گلِ اعجازِ علی کی

۲۹ یہ لب ہیں کہ دو مصرع دیوان قدس ہیں
قرآن خموشی کے ویا زبرد برائے
دونوں کے اشارے یہ سوائے اہل نظر ہیں
دولال میں زہر کے بس اور وہی گزریں

مردہ جو دم نزع پکارے شہر دیں کو

بخشیں دم جیسے ۲۰ یہ دم باز پس کو

۳۰ ہے قابل کوثر صفت چاہ زرخشاں !!
پانی ہوا خجلت سے یہاں پشیمرد حیراں
گنجائش یہ سفا ہے کب اس چاہیں اپراں
سزنا بقدم روح بنے یوسف کنعان

اس چاہ کی ہے چاہ دل خیر بشر میں

اس چاہ سے جو نکلا گرا قعر سقر میں

۳۱ اب بد خجرت گردن میں خمیدہ ہے سرا
اک نصف ہم سر سے ہے اک نصف بدن پر
قد شمع ہرم، شعلہ ہے یہ گردن انور
لو قدرت حق شعلہ ہے اودھتے برابر

گردن ہے ویلا مطلع انوار و منیا ہے

ہے نور کا مطلع مگر اب قطع ہوا ہے

۳۲ اک گردن انور جو قلم ہو گی ہے دو جا
کچھ نقص نہیں عین کمال اب بھی ہے پیدا
اب ذکر الہی کو دہن دو ہوئے گویا
ہر اک ہے عبادت کی تمامی میں مینیا

اُس نصفت نے بالکل شرف بجدہ لیے ہیں

اس نصفت نے قرآن کئی ختم کیے ہیں

۳۳ اس شان سے جو ہند نے سر شاہ کا دیکھا
بے ساختہ گھبرائے کہا "ہائے حسینا"
چلا میں کینز میں، تمہیں کچھ نہیں ہے، یہ کیا؟
لو آگے بڑھو بی بی، یہ سر بیٹینا کیا؟

کیا یہ پسر احمد مختار کا سر ہے؟

یہ توڑے شہر کے گنہ گار کا سر ہے۔

۳۴ مصروف ہے بخشش میں سر شاہ خوش انجام
شب نور کی تقسیم سے ہے صبح کے ہم نام
کھولے ہوئے دامن کو زمین طالب انعام
بھرتا ہے فقیر فلک اک چلو سے نوجام

حاضر مع اطفال کو اک ہے قمر بھی

شب لے سچی بولینا تھا آتی ہے سحر بھی

۲۵ ایسا تو زمانے میں غضب ہو گا بھلا کیا
امت نے گلا گانا ہر فرزند نبی م کا
وہ بولی، کہ باور تو مجھے بھی نہیں، اگلا
شہیر کے نقشے سے بہت ملتا ہے نقشہ

استخا میں یہ آوارہ وطن ہرے کا کیسا

سر کی تو یہ حسرت ہے، بدن ہرے کا کیسا

۳۶ ناگاہ یہ اک لوندی نے آواز دی، درو
لے بی بی! یہ سر چھوٹے سے بچے کا تو بچھو
ہے ہے نہ پھیرا ہو گا ابھی گھٹینوں یہ تو
جھوٹے ہی میں سر کاٹ کے لے لے میں بڈھو

بچوں کی طرح دودھ اگل کر جو مواب

سو، بانچھوں سے بہ بہہ کے گلے پر وہ جہا ہے

۳۷ کوئی سر اکر پر نظر کر کے پکارے
بی بی! یہ پیسیر تو نہیں، میں تر سے واری
ہم شکل نبی کتنی ہے خلقت اسے ساری
آگے تو دینے میں سکونت تھی تمہاری

پہچانو تو ہم شکل نبی ہے کہ نبی ہے

یہ اور کوئی ہے کہ رسول عربی ہے

۳۸ اک کتنی ہوئی آئی کہ یہ حادثہ کیا ہے!
اک سر پہ میں قربان گئی سہرا بندھا ہے
قنوت زالط جائے، اٹھ کر نے کی جہا ہے
یہ آرسی مصحف کی گھڑی قتل ہوا ہے

اغلب ہے کہ مروے کو ملا ہو نہ کفن بھی

ہوئے گی انھیں قیدیوں میں اس کی دلہن بھی

۳۹ کیں ہند نے بند انھیں کہ یا را نہیں اصلا
اور حکم دیا: ہاں، در زندان کو کروا
دربان پکارے کہ ہے انکار میں کیا
پر آپ کی تکلیف کا ہے دھیان سرا یا

کل دیکھو بلوا کے محل میں انھیں دن کو

ہم باندھ کے اک رسی میں لے آئیں گے ان کو

۴۰ زندان میں قدم رنج کریں آپ در تہا
حاضر در دولت ہی پہ کل ہوں گے گنہ گار
در کھولنے میں ہیبت حاکم سے ہے انکار
ایسا نہ ہو، کم ان میں سے ہو کوئی گرفتار

جب فوج نے خلعت لیے ہی ملک لیے ہی

تب اتنے اسیر اور یہ سر لا کے دیئے ہی

۴۱ تب ہند نے آکر یہ کیا اُن سے بہانا
اس فتح کے ہونے کے لیے میں نے ہے مانا
خود ہاکے اسیروں کو کھلاؤں گی میں کھانا
وہ برسے کہ ساشا، نہ کھلانا نہ کھلانا

ہم شہر سے پوچھ آئیں، ذرا آپ ٹھہرائیں
حاکم کو ہے منظور کہ یہ فاقوں سے مر جائیں

۴۲ اس نے کہا: اللہ یہ ایسے ہی گنہ گار! انقصہ کہ آئی در زنداں پہ وہ ناچار
دشک کفتِ انوس و کلید آہ شر بار
دربانوں نے دروازہ کشادہ کیا اک بار

واں ہند کا دروازے کے باہر ہی قدم تھا
یاں خاطر کی بیٹیوں کے دم میں نرم تھا

۴۳ عاید سے یہ فرمانے لگی دستر ز ہرا
لو ہند تو آہنچی، میں اب کیا کروں بیٹا؟
ذلت کا تو ہے سامنا اور موت میں عرصا
بے رحموں کے قابو میں ہی کچھ پس نہیں اپنا

مانگو یہ دعا نائب شاہ دو جہاں ہو

واں داخلہ ہو ہند کا یاں روح رواں ہو

۴۴ لے کاش زمیں شق ہو بدن میرا سما جائے
زینب پکھی اور کی آئی ہوئی آجائے
اب تک تو میں غم کھاتی تھی اب غم مجھے کھائے
بھائی کہاں جا دو جو مرے سر پہ اڑھا جائے

افراط ہے اب ذلت جاں کاہ کی مجھ پر

کیوں بکلی نہیں گرتی مری آہ کی مجھ پر

۴۵ آنکھوں کے تلے پھرتی ہے وہ شمر کی تلوار
گروں پر نہیں پھرتی کہ ہو فیصلہ کار
برچھی دلِ اکبر کی بھی یاد آتی ہے ہر بار
ہوتی نہیں پر حقیقت کیجئے سے کبھی پار

ذلت ہے، بھارت ہے، اسیروں کا ہے جہاں

جو بھائی کو کھو کر جیسے اس کی یہ سزا ہے

۴۶ جب ہند کی آمد ہوئی زندانِ ستم میں مطلع بیوں کو غم تازہ ہوا پیاروں کے غم میں
زینب نے کہا یادِ شہنشاہِ اُمم میں جلد آؤ، ہمیں مرقی ہے جینا کوئی دم میں

وارث کوئی جزو ذلت خدا سر پہ نہیں ہے

.....

۴۷ یہ کہتی تھی اور روتی تھی بدستِ شہ مرداں
واں لڑائیوں سے ہند کی کہتے لگے درباں
رہا کے اسیروں کی تلاشی کسی عنوان
ہو کارڈ و شمشیر کسی پاس نہ پنہاں

جو مرد ہو باہر اسے زنداں سے نکالو

بچوں کو بھی گودی سے اسیروں کی اٹھا لو

۴۸ داخل ہو میں زنداں میں کینزی تو یہ دیکھا
اک صاحبِ ازار ہے بن پانی تڑپتا
اور لپٹا ہوا روتا ہے اک ننھا سا بچا
کتاہے کہ ہے ہے برسے باہر سے بلایا

بیمار سے بولا بھی نہیں جاتا عطش میں

پر ہونٹوں سے پانی کی صدا آتی ہے غش میں

۴۹ پھر بڑھ کے کیے رہنے اسیروں کے نظام سے
دیکھا کہ ہیں سر بیڑیوں پر شرم کے ماہے
بولیں کہ سنو صاحبو! کہتے ہیں پکا سے
"ہو کارڈ و شمشیر نہ کوئی پاس تمہارے سے"

گر ہند کے روٹی کو نخل ہونے کا لوگو

تو ذبح یہ سب قافلہ کل ہونے کا لوگو

۵۰ طیش آ گیا فتنہ کو پکاری یہ لرز کر
کچھ خیر ہے ہم پاس کہاں کارڈ و شمشیر؟
ہاں وارثوں کے حصے میں آئی یہ مقرر
پاس اپنے فقط طوق و سلاسل کا ہے زیور

ہوتی جو چھری پھیرتے ہم خلق پر اپنے

اشراف ہیں دکھلاتے تریوں نکلے سر اپنے

۵۱ آواز سے فتنہ کی گیا ہند کا آرام!
اغلب تھا کہ ہو داخل زنداں وہ خوش انجام
پر دوڑ کے جلدی سے کینزوں نے لیا انجام
اور بولیں کہ مردانہ ہے، جانے کانیں کام

ناخرموں میں تم کو جو سن پائے گا حاکم!

کل صبح ہمیں وارڈ پر کچھوٹے گا حاکم

۵۲ دروازے کے نزدیک اک شخص کا بستر
بستر کہاں لیٹا ہوا ہے خاک کے اوپر
دو طوق ہیں، دو بیڑیاں اور اک تن لافز
ننھا سا پسر رو رہا ہے اُس سے پوٹ کر

کیا اس کو کہیں جس کو نہ کچھ اپنی خیر ہو

بے اس کے اٹھے آپ کا کس طرح گذر ہو

۵۳ دربان پکارے، اُسے ہم کو تو بتاؤ کیا معنی، اگر غش میں ہے تو کچھ بچ کے لاؤ
 اک کینے لگا، شمر کو اس وقت بلاؤ بیروں کا تڑپنا زانِ حاکم کو دکھاؤ
 اُسے گا اگر شمر تو ڈر جائے گا بیمار
 باہر ابھی زنداں سے چلا اُسے گا بیمار

۵۴ اس مشورے کا آہ ہوا جب کہ قرینہ کی یاد دھڑکنے لگا تب بیروں کا سینہ
 مقتل میں ہلا لاشہ سلطانِ مدینہ اور دوزخ کے عابد کے گلے لپٹی سیکہ
 کہتی تھی کہ ماں بہنیں کہاں اور کہاں میں!
 اب تو برسے بھائی جہاں جاویں گئے ہاں میں

۵۵ کہتی تھی کبھی زندیوں سے ہند کی رو رو تم کو بھی ترس ہم پر نہیں آتا ہے لوگو!
 طاقت ہے کسے چلنے کی لے جاؤ گی کس کو؟ بھیا کے سر سے سوئے ہوئے پاؤں تو دیکھو
 لڑنے ہمیں پہلے غڈ و لوٹ چکے ہیں
 مقتل میں بھی دو بھائی کے چھوٹ چکے ہیں

۵۶ کیوں شمر کو بلواتی ہو، کاہے کو بلاؤ مطلب ہے تلنے سے تمہیں، ہم کو رستاؤ
 وہ دُور سے لگائے گا، تمہیں دُور سے لگاؤ پر عاصم و ناظر سے خدا، بھول نہ جاؤ
 کس طرح گوارا نہ کریں ظلم و ستم کو
 کیا بیٹے ہیں بابا جو بچا لیریں گے ہم کو

۵۷ ہے کس کی حمایت جو کریں دکھ سے کنارا کس نے نہیں گھر کا ہمیں، کس نے نہیں مارا
 ہم سنتے تھے، آیا تمہیں کچھ دھیان ہمارا ہے دم تو یہ ظلم غضب ہر گام تمہارا
 گرجھ کو طمانچہ کوئی ہیما ت لگے گا
 کیوں دیکھنے والو، تمہیں کیا بات لگے گا

۵۸ گہ عابد بے کس کی وہ زنجیر ہلاقی! تلکے کبھی سہلاقی، یہ بھائی کو سہلاقی
 بھیا اٹھو، دھڑکنے سے ہے بھیناموئی جاتی حاکم کے محل کی ہیں میاں بیبیاں آتی
 میں طوق سنبھالے ہوئے ہوں اٹھو سنبھال کر
 باہر ہی کہیں یسٹ رہو خاک پہ چل کر

۵۹ حاکم کے مکانوں پر ہے کیا زور تمہارا وہ سب کو نکلوا دے تو ہے کس کا اسیارا
 آلا ہے ابھی پشت کا ہرزخم تمہارا ہے قمر جو اب شمر نہیں نے تمہیں مارا
 پھراتی بھی تو قیر نہ ہیما ت رہے گی
 جب شمر اٹھاوے گا تو کیا بات رہے گی

۶۰ اُس دم سر زنجیر کو میں ہاتھ میں لوں گی اور طوق اٹھائے ہوئے کا ندھے پر چلوں گی
 شمر اُسے گا تو آتشِ فرقت میں جلوں گی تم جو گے کہیں اور کہیں میں ہاتھ طوں گی
 جب پیر تمہیں گھر کے گا گھبرا کے اٹھو گے
 تھرا کے گرو گے کبھی تھرا کے اٹھو گے

۶۱ اٹھنے لگے عابد سر زنجیر پھوٹ کے اور غش ہوئے پھر بازو سے شمر پکڑ کے
 رونے لگے دل صاحبِ تظہیر پکڑ کے درباں بڑھے غصے سے شمر پکڑ کے
 اٹھ کر کہا عابد نے شفا ہوئے ہر مرد جاؤں
 جلدی کو بھینا میں کہاں بیٹھوں، کدھر جاؤں

۶۲ اک گام اٹھایا تھا کہ پھرتی ہوا طاری تب جوڑ کے ہاتھ اپنے سینہ پر پکاری
 دوسرا جو بھیا کو اٹھایا کئی باری تفسیر نہ اُن کی ہے نہ تفسیر ہماری
 مختار ہو جو چاہا ہو وہ تعزیر دو ان کو
 اب ایسا غش آیا ہے کہ ہوش اُسے گا دن کو

۶۳ چلا کے کہا ہند نے ہے نہ رستاؤ اب نام نہ تو شمر کا، بس لیں نہ ڈراؤ
 دربار تو امیروں کو نہ تلواریں دکھاؤ میرے لیے بیمار کو تپ میں نہ رستاؤ
 آنکھیں نہیں کھلتیں، یہ بھلا دیکھے گا مجھ کو؟
 ہے ماں بہن اس کی بھی یہ کیا دیکھے گا مجھ کو!

۶۴ دروازے میں داخل ہوئی وہ عاشقِ مولا زندان کے اک دوزخ سے یہ سب رائیوں کو بچھا
 اک ہاتھ میں کبریٰ کے بندھا کنگنا تو پوچھا کیا تخت کی شب کو کچھ تقدیر سے لوٹا؟
 سہرا بندھا نیزے پر جو سرخون میں تر ہے
 تو اس کی دلہن ہے، وہ ترے دو لہلہ کا سر ہے!

- ۶۵ قسمت نے رنڈاپے کا نشان کچھ کر دکھایا
دو لھا کو ترے نیزے پر پروان چڑھایا
سر تو ہے یہاں، بولو کفن لاشے نے پایا؟
کیا لٹ کے ترے بیاہ میں یہ قافلہ آیا؟
وہ بال جھنڈوے ہی پڑے کانوں پہ جس کے
سر چھوٹی سی برھی پہ ہے فرزند کا کس کے؟
- ۶۶ کن کر یہ بیاں بانوے مضطر ہوئی مضطر
انگن تھا کہ رو کر کے "ہے ہے علی الصغر"
پر رہ گئی ہاتھوں سے کلیجے کو پیر کر
جبران ہوئی ہند کہ اب کیا کروں، داؤرا
سب کے لب انگھار پہ ہے مہر حیا کی
صورت تو امیروں کی ہے حالت فقرا کی
- ۶۷ ہر طرح کی حسرت مجھے بچتی ہے خدا نے
زنداں میں بھی حاکم نہ مجھے دیتا تھا آنے
پر حق کے سوا کون مرے درد کو جلدنے
مارا ہے مجھے "ہائے سینا" کی صدائے
صدمہ در زنداں پہ بھی تقدیر سے پایا
اک سر کو مشا پیر سے پیر سے پایا
- ۶۸ جس وقت سے اس نونی پیر سے کر کو ہے دیکھا
دل کتاب ہے، سر پیٹا کے گل جان پہ صبرا
شیر کی جانب سے زرد نہیں بے جا
تم نام وہی لیتی ہو، سر کا وہی لفتتا
بے قدر کیا عشق حسینؑ ابن علیؑ نے
میں آئی بیاں اور نہ کی بات کی نے
- ۶۹ تب دل میں یہ فرمانے لگی زینبؑ ناچار
بن بوسے ترے بات نہیں بننے کی زینبؑ
نھیوڑائے لگے سر کو، یہ کی ہند سے گفتار
گرم ہو غنی، ہم بھی سدا کے نہیں نادار
اب لٹ گئے ہیں آگے گل بھی تھا، ستم بھی
آفاق میں تھے وارث و والی کبھی ہم بھی
- ۷۰ بی بی ہیں کہ خلق سمجھو نہ خدا را
اک دن تھا کہ جرائی جہاں اپنا تھا سارا
لیتا نہیں یاں کوئی سلام آج ہمارا
سو ترک سخن ہم نے کیا سب سے گوارا
گر اہل دولت و اموال میں خوش ہیں
ہم خاک نشین اپنے پھٹے حال میں خوش ہیں

- ۷۱ یہ در بندری کا کئی دن سے ہے قرینہ
عقبا میں مکان خلد ہے، دنیا میں مدینہ
ہم صاحب ایماں ہیں، کسی سے نہیں کینہ
حاکم نے ترے بھرو یا اندوہ سے سینہ
پچھل پہ پتی ہے تو رانڈوں پہ جنا ہے
جو وقت پیمبر تھا سو وہ ہم پہ پڑا ہے
- ۷۲ پاس آگے کہا ہند نے: گردن تو اٹھاؤ
کیا کہتی ہو، پھر تو مجھے آواز سناؤ
بھڑے ہوئے بالوں کو تو چہرے سے ہٹاؤ
قربان ہو لوٹدی، نہ گنہ گار بسناؤ
حاکم سے ابھی جا کے رہائی کی قسم لوں
زینبؑ ہو تو کہہ دو، میں بلائیں لوں، قدم لوں
- ۷۳ آواز تو زینبؑ کی ہی ہے آپ کی، وَاللہ
زینبؑ نے کہا: تو یہ کہہ اے ہند حق آگاہ
ہے کہ کہاں زینبؑ کہاں میں پیاروں کوئی آہ
آہوش میں کس سے تو ملائی ہے، اے واہ
شاید تو بہت حضرت زینبؑ پہ خدا ہے
ہر لحظہ انھیں کی ترے کانوں میں صدا ہے
- ۷۴ زینبؑ مجھے کہتی ہے، اُدھائی ہے، اُدھائی
زنداں میں، اور حیدرؑ گزار کی جانی؟
زینبؑ کی کبھی اونڈی بھی ہے قید میں آئی
تو ان کی محبت ہو کے سخن لب پہ یہ لائی؟
کرتے ہیں مدد سب کی علیؑ رنج و سخن میں
سو بازو ہے زینبؑ وہ بندھے رکھتے رن میں؟
- ۷۵ شہیر کے سر کٹنے کا آیا تجھے باور؟
معصوم، گناہوں سے بڑی، سبط پیمبرؑ
زینبؑ کی امیر کی کا یقین ہو گیا کیوں کر؟
مرتاں، خواتین عرب، دختر حسب در؟
دردا، رسن اور زینبؑ ناچار کے ٹکنے
یوں زندھے ہیں دنیا میں گنہ گار کے ٹکنے؟
- ۷۶ شہیر کی تو عاشق و شہیدا ہے جو خواہر
پھر تا ہے تری آنکھ تلی نقشہ و سرور
یہ تو مرے بھائی کا ہے سر نوک رہناں پر
تو اس کو سمجھتی ہے سب سبط پیمبرؑ
اس رنج و درد کے بھی سامان بہت ہی
اک شکل کے اک نام کے انسان بہت ہی

۷۷ اس نے کہا: وہ کیسے کہ ہر دل کو تسلی اک نام کے مرتے ہیں بشر، یہ تو میں سمجھی
پر، فاطمہ زہرا کا حسین ایک ہے بی بی زینبؓ بھی ہے گل ایک محمدؐ کی نواسی

مانا ہے، سنوں خیر جو شاو و دوست را کی

خشنک ابھی میں جا کے کروں خیر نسا کی

۷۸ زینبؓ تو جھلا تم نہیں، آنر کو ہے کیا نام مطلب سے ہے مطلب مجھے، اس قصے سے کیا کام؟
اب اہل مدینہ کی خبر دو کہ ہو آرام کچھان کا کہو حال: سنا کچھ مرا پیغام

فرما چکی بر تم کہ مدینے میں مکاں ہے

سرسبز تو گلزار رسول دو جہاں ہے؟

۷۹ فرمایئے صحت سے تو ہیں سید ابراہا عباس تو ہیں خیر سے اے بے کنس ناچار؟
شبیخبر کا تو ہر گا اور اب ان پر سو پیاز؟ بیٹا کیا تھا رو بروے حیدر گزار

سنی ہوں کہ بھائی کے علم دار ہوئے ہیں

اب نام خدا جعفر طیار ہوئے ہیں

۸۰ یاد آیا مجھے خوب، کہو بانو ہے کیوں کر؟ اقبال کی ان کے میں تم کھاتی ہوں اکثر
شوہر تو ہے شبیخبر سا، بیٹا سلی اکبر یہ سبط پیغمبر ہے وہ ہم شکل پیغمبر

خود بیاتنے کو روح گئی خیر نسا کی

کسرائی سے کھلائی ہو شہر خدا کی

۸۱ اشد زیادہ کرے اب ان کے ہیں کے لال؟ حزن علی اکبر کا بہت شہرہ ہے فی الحال
بن بیبا ہے، یا بیبا کی ہے وہ خوش اقبال اٹھارواں ہے سال کہ انیسواں ہے سال

مشتاق ہوں ہم شکل رسولؐ عربی کی

اشد رکھے اس کو زیارت ہے تجی کی

۸۲ عابد جو بڑا بیبا ہے مان باپ کا محبوب سو فاطمہ زینبؓ سے ہے وہ محبوب
اب شادی اکبر ہے کہاں یا تو کو مطلوب یہ تو ہے بہت خوب، دو گن بھی ملی پر خوب

ہم شکل پیغمبر کا حرف سب کے جدا ہے

شبیخبر کا محبوب تو محبوب خدا ہے

۸۳ بیمار تھی سابق میں اب اچھی ہوئی صغرا کیوں بی بی سکینہ ہے کوئی دختر مولا؟
بیٹے پر سلاتے ہیں حسینؑ اس کو ہمیشا شبیخبر بھی، عباسؑ بھی اس کے ہی شیدا

لپٹی ہوئی رہتی ہے سدا شہ کے جگر سے

اشد رکھے اس کو چھڑائے نہ پدر سے

۸۴ ہاں، شادی کبری کا تو ہے بی بی بیان کر اسی بیباہ کا پر داغ حسنؑ سے گئے دل پر
بیٹے سے تو کٹ کٹ کے جگر آتا تھا باہر اور نام زوق نام اسے کتے تھے شبیخبر

کیوں بھی سلامت رہے اور ابن حسنؑ بھی

دنیا میں پھلے پھیرے یہ دولہا بھی دولہن بھی

۸۵ لڑا بھی جو درود اب مجھے زینبؓ کی خبر دو پچ ہے امری بی بی کے سپر جانڈ سے ہیں دو
زینبؓ سے کہا کرتے ہیں اکثر شہدہ نوش خو بیٹنا، یہ مرے بیٹے ہیں یہ بیبا ہوں گا ان کو

گڑھنے کی کسی کے نہ کوئی بات ہو زینبؓ

بو بیباہ بھی ان دونوں کا تو ساتھ ہو زینبؓ

۸۶ جب نام یہے ہند نے تفصیل سے سارے سب قیدیوں کے سامنے پھرنے لگے پیارے
اور بیٹے میں دم رکھنے کا ضبط کے ملے اک بار سب اشد کو، رو رو کے پکار سے

غش کی کہیں شدت تھی، کہیں بچی بندی تھی

سر بیڑی پر رکھے کوئی دم توڑ رہی تھی

۸۷ زینبؓ سے کہا ہندنے: بی بی یہ ہوا کیا؟ میں آپ ہی کو جانتی تھی دختر زہراؑ
زہرا کی قرابت کی تو سب نہیں ہے پیدا وہ بولی کہ بیویوں کے ٹپنے پر نہ تو جیا

زہراؑ کا جو کنبہ ابھی پوچھا گیا بی بی

آباد گھر اپنا اٹھیں یاد آ گیا بی بی!

۸۸ ہم ہیں وہی قیدی، وہی بے کسی وہی نادار زہراؑ کی قرابت کے لیے رتبہ ہے درکار
وہ کہنے لگی، ہائے غضب اب بھی ہے انکار اچھا نہ بتاؤ مجھے، ہو جاتا ہے اظہار

وہ سر جو مشابہ ہے حسینؑ ابن علیؑ سے

اب جو ہے یہ احوال میں پوچھوں گی اسی سے

- ۸۹ یہ کہہ کے پل منگنی طوت کرتی وہ زار وے زینبؓ بھی تڑپ کر سوسے دروازہ پکاری
لے سر مرے بھائی کے! یہ بھینا تڑپے ٹاری اب شرم ترے ہاتھ ہے زنداں میں ہماری
زینبؓ کو نہ خواہر نہ عزیز اپنی بتانا
میں واری، بتانا تو کبھیز اپنی بتانا
- ۹۰ نیزے کے تھے ہندیر سر سے ہوئی گویا لے قافلہ سالار شہبیل! مرا محجرا
تا بورت علی لے گئے تھے ان کے اپنا برحق تو اگر حیدر صفر کا ہے بیٹا
تو سوکھے ہوئے ہوٹوں کے اجاز رکھانے
زینبؓ کو بتادے مجھے زینبؓ کو بتادے
- ۹۱ بولا سر شہبیر، تا تکل تجھے کیا ہے حیدر کا میں بیٹا ہوں گواہ اس پر خدا ہے
زینبؓ کو اگر پوچھتی ہے تو یہ پتا ہے بھائی کا لہو بھینا کے ماتھے پر لگا ہے
رورو کے لہو ماتھے سے دھلوانے ہمارا
جا، قاطر کی بیٹی کو پر سادے ہمارا
- ۹۲ پردیکھ، خبر دار، امیری نہ جبتانا پھر مجھ سے بھی وہ روٹھے گی، مشکل ہے منانا
اللہ غضب ہوگا جو بے قدر اسے جانا مر جانے کی غیرت سے رونا بھی نہ اڑھانا
شرانے جو وہ ملنے میں، تجھ خستہ جگر سے
کہہ دیجیو پوچھ آئی ہوں شہبیر کے سر سے
- ۹۳ سن کر یہ ندا سرنکی، پھری بیٹی سر کو اور اتے ہی زینب کے قدم پر گری ہو دارو
یا ہر سے پکارا یہ سر سید خوش نو زینبؓ! مری غم خوار کو چھاتی سے لگاؤ
تم دو اسے پر سنا، نہیں پر سادے یہ رو کر
کم کرتی ہوا خلاق، بی بی قاطر ہو کر
- ۹۴ زینبؓ اٹھی ملنے کے لیے اور ہوئی گویا لوگو، کرو تعظیم اسے حضرت نے ہے جیجا
سر پیٹ کے وہ بولی کہ تعظیم مری کیا ہے ہے مری سیدانی، سنا حال تو اپنا
زینبؓ نے کہا: پیارے تھنا کر گئے بی بی!
سب لٹ گئے، سب چھٹ گئے، سب مر گئے بی بی!

- ۹۵ پھر انگلی سے بتلانے لگی سب کو وہ دکھیا یہ بازو ہے بی بی، یہ سیکھنے ہے یہ بکھرا
ناگاہ وہاں ہندنے اک بی بی کو دیکھا زنجی ہے جیس، نون سے آلودہ ہے چہر
کتنی ہے کوئی شرم سے، کتنا نہیں جانے
بھائی کی طرح ذبح کرے مجھ کو بھی ان کے
- ۹۶ عقیدت کہا ہندنے: یہ بی بی ہے کلثوم کلثوم کے صدقے ہوئی وہ عاشق بیگم
پوچھا جو لہو زخم کا تڑپا دل معنوم دو ٹکڑے ہی زاوی کا ماتھا ہوا معلوم
چلائی کہ سیدانی پر ہے ہے یہ جفا کی
اس اُمت بے رحم پر لعنت ہے خدا کی
- ۹۷ وہ بولی کہ تمہمت نہ کرامت پر خدا کا ذب نہیں کلثوم جو ہو کذب گورا
جب لوٹا میں مفتوح تھا مرے سر سے اتارا تب شرم نے نیرہ تھا مری پشت پر مارا
بتان نہ میں لوں گی مجھے خوف خدا ہے
ماتھا مر زنجی نہیں اُمت نے کیا ہے
- ۹۸ ہم کو در ساعا میں جب لائے ستم گر میں دیکھ رہی تھی سید فرزند پیمبر
تھا مرہ کے نیزے کے برابر سیرا کبر فرزند کے رخ پر نچراں تھا سیرا نور
لے جاتا تھا خاتم جدھر اس پیارے کے سر کو
سر بھائی کا پھر جاتا تھا نیزے پر اُدھر کو
- ۹۹ ان پنیوں کا پھرنا مجھے یاد ہے اللہ پر حیف، ہوا مرہ، جو اس بات سے آگاہ
لے کر سیرا کبر کو گیا دور وہ گمراہ نیزے پر تڑپ کر سر شہبیر نے کی آہ
آواز دی اکبر کو کہ جاتے ہو کہ دھر کو
مرا مڑ کے لگا دیکھنے وہ سر بھی ادھر کو
- ۱۰۰ دیکھا میں غربت سے سر شرم نے کوزر یعنی کونو ظالم سے، نہ لے جا سیرا کبر
سرنے یہ اشارا جو کیا ہو گیا خشر سرننگے نظر آگئے رانڈوں کو پیمبر
مجھ سے نہ سنبھالا گیا اُس دم جگر اپنا
سر پیٹ کے دے پٹکا کجاوے پر سیرا پنا

۱۰۱ اُس ضرب سے ماتھا مارا اور کھڑے ہوا ہے ان صدیوں سے ہے یہی نہیں مرقی، یہ کیا ہے
آقا زین العابدینؑ کی کہ یہ صبر کی جا ہے شہید کے رونے کو نہیں حق نے کہا ہے

دل سے ستم لشکر بے داد بھلا دو

شہید کو رو بیا کرو، امت کو دعا دو

۱۰۲ شاکر ہر دہیر آل بجا کی ہے یہ تائید تازہ ہے تمامی یہ سخن، تازہ ہے تمہید
دزدانِ مضامین پر نہ کر منح کی تاکید تو مجتہدِ نظم ہے فرج ان پر ہے تقید

گل چین ہے تو گلشنِ الہامِ خدا کا

مضمون سے نہ مضمون ہو تو اُر و شعر کا



رباعی مرزا سلامت علی دبیر

بزمِ مشربِ عالمین فقیر آیا ہے دربارِ جلیل میں حقیر آیا ہے
امداد، امداد یا ابا عبد اللہ تحصیل سعادت کو دبیر آیا ہے

رباعی دیگر دبیر

اعمال کو حرام کا ادھر مال ملا حوکو اسد اللہ کا ادھر لال ملا
واللہ کلاہ سر عالم ہوا حُر حُد ملا، معصومہ کار و مال ملا

صفر المظفر ۱۲۵۷ھ / ۱۸۸۱ء



تحقیق متن

- قلمی مرثیہ، مخزن کتب خانہ مرقی، مکتوبہ، صفر ۱۲۵۷ھ / اپریل ۱۸۸۱ء -
- دفتر ماتم، جلد ۱۱، طبع اول مطبع دیدار احمدی لکھنؤ۔

بند ۱: دفتر ماتم کا متن اور قلمی نسخے کا مصرع بدل ۱۔

اے مومنو زنداں کی طرف ہند رواں ہے

قلمی مرثیہ مصرع ۲ اور حاشیہ، دامن میں گلِ نعتِ بگرب پر فعال ہے

ہر چشم سے اک گنجِ درِ اشک عیاں ہے

حاشیہ قلمی مرثیہ مصرع ۵: یاں نذرِ حرمِ نعتِ بگرب کے چلی ہے

بین السطریں قلمی مرثیہ مصرع ۲ اور نعت "قبا"

بند ۱۰: قلمی مرثیہ پہلا مصرع "تب ہند نے چادر میں چھپایا سرِ عریاں" قلم زد کر کے جو مصرع لکھا ہے

دہی دفتر ماتم میں چھپا ہے۔ نیز قلمی مرثیہ کے حاشیہ پر بیت بدل کر لکھی ہے،

بولی ب حسرت سے یرشب کون ہی شبیکہ روشن کئی خورشید، کیا قدرت رب ہے

دفتر ماتم میں مندرجہ متن بیت بند نمبر ۲ میں بھی مکر ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اس بند کے بعد سراپا لکھ کر مرثیہ کو طویل بھی بنایا ہے۔

یہ اضافہ ہمارے قلمی مختصر مرثیہ میں نہیں ہے۔ اس طرح بند ۱۱ سے ۲۲ تک نیز ۲۳ تک نیز ۲۴

دفتر ماتم سے نقل ہے۔

بند ۱۱: مرزا صاحب نے سرانور امام حسین علیہ السلام کے خیر و خیال لکھ کر مرثیہ کے سراپا ایک حدت

دکھائی ہے، کٹے ہوئے سر کی صورت نگاری اور کہیں نظر نہیں آتی۔

بند ۲۶: قلمی مرثیہ چھٹا مصرع متن میں ہے،

"سو باچھوں سے بہر بہر کے گلے پر وہ بہا ہے"

اور حاشیہ پر قبا دل مصرع ہے: "باچھوں میں بھی اور تھے گلے پر وہ بہا ہے"

دفترتاقم کا مصرع تن کے مطابق ہے۔

بند ۳: دوسرا مصرع حاشیہ قلمی اور تن دفترتاقم:

”بی بی یہ پھیر تو نہ ہو کہ میں ترے واری“

بند ۴: مصرع ۲، دفترتاقم، ”حاضر در دولت ہی پہ ہوں گے یہ گنہ گار“

مصرع ۳ دفترتاقم، ”ایسا نہ ہو کہ ان میں سے ہو کوئی گرفتار“

بند ۳۲: مصرع ۱، قلمی مرثیہ کا حاشیہ اور دفترتاقم:

”پھر دیکھ کے عابد کی طرف بولی وہ دکھیا“

قلمی مرثیہ میں متبادل بیت حاشیہ پر یوں ہے:

اس جینے سے بیزار کہیں میں نہیں ہوتی ہند آتی ہے یونہی زمین میں نہیں ہوتی

نیز مصرع ۲ قلمی مرثیہ ”بے رحموں کے قابو میں ہیں کچھ بس نہیں پھلتا“

بند ۲۵: مصرع ۵ قلمی مرثیہ ”ذلت ہے حقارت ہے امیری ہے بلا ہے“ حاشیہ پر ”بلا ہے“ کے اوپر

”بغا ہے“ بھی لکھا ہے تن دفترتاقم کے مطابق ہے۔

قلمی مرثیہ کی بیت ہے:

نوبار گری بھائی کے لاشے پہ بھی رن میں یکبار بھلائی نہ ہوئی روح و بدن میں!

بند ۲۶: دفترتاقم میں نہیں ہے۔

بند ۲۹: قلمی مرثیہ مصرع ۱ ”بڑھ بڑھ کے کیے رب نے امیروں کے نظارے“

بند ۵۰: قلمی مرثیہ مصرع ۴ حاشیہ پر یوں بھی لکھا ہے:

”یاں بیڑیاں ہیں طوق ہیں“

دفترتاقم میں بیت کے مصرع پس و پیش ہیں۔

بند ۵۶: قلمی مرثیہ کے حاشیہ متبادل بیت یوں ہے:

خود صبر سے ہم درے کے کھانے کو اٹھیں گے

بابا نہیں بیٹی کے بچانے کو اٹھیں گے

دفترتاقم میں بیت کی صورت یہ ہے:

نوکہ، استغفار نے کوئی روداد سے باقی

ہاں نوٹوں کے ہاتھ کی بیدا ہے باقی

بند ۵۸: قلمی مرثیہ حاشیہ: ”تو نے کبھی سہلا کے یہ رو رو کے سنا“

بند ۶۰: دفترتاقم مصرع ۲: ”تم ہو گے کہیں اور میں کہیں ہاتھ طوں گی“

بند ۶۲: دفترتاقم مصرع ۳: میرے لیے بیمار کو تب میں نہ اٹھاؤ

اور تن کا مصرع ۳ دفترتاقم میں مصرع ۲ ہے۔

بیت کا پہلا مصرعہ قلمی مرثیہ میں ہے:

”ہے ماں بہنیں اس کے بھی یہ کیا دیکھنے کا چھو“

دفترتاقم سے تصحیح کی ہے۔

بند ۷۲: قلمی مرثیہ کے تن میں مصرع ۲ ہے:

”کیا کہتی ہو آواز مجھے پھر تو سناؤ“

حاشیہ پر متبادل مصرع لکھا ہے جو ہم نے تن میں لکھا ہے پھر اس پر ص کا نشان ہے۔

بند ۷۳: قلمی مرثیہ: ”آواز تو زینب کہی ہے“

قلمی مرثیہ مصرع ۳، ۲ میں قافیہ ”آہ“ ”آہ“ ہے۔

بند ۷۴: قلمی مرثیہ کے تن میں ہے:

”آجائے قیامت وہ سخن لب پہ تولائی“

ہم نے حاشیہ کا متبادل مصرع اپنے تن نقل کیا ہے۔

بند ۷۵: قلمی مرثیہ مصرع ۵: ”تشریش کے گم کرنے کو سامان بہت ہیں“ اس بند کے اوپر مصرع

متبادل لکھا ہے جسے ہم نے تن میں درج کیا ہے۔

غلام حسین دگلیر نے اسی بات کو یوں لکھا ہے:

زینب نے یوں جواب دیا ہو کے اشکار دنیا میں ایک شکل کی مخلوق ہیں ہزار

دیکھیے دگلیر کا مرثیہ: ”جس دم ہوا شہید ستم شاہ کر بلا“ (جلد اول ص ۱۳۲۲)

بند ۷۸: قلمی مرثیہ میں اصل بیت یہ ہے:

آخر کو دینے ہی میں صاحب کا بھی گھر ہے رونق پہ تو دربار شاہ جن و بشر ہے

اس کے نیچے مقابلے میں مندرجہ تن بیت تحریر ہے۔

بند ۸۲: دفترتاقم میں ہے، قلمی مرثیہ میں نہیں ہے۔

بند ۸۶: قلمی مرثیہ مصرع ۴: "یک بار سب اللہ کو رو رو کے پکارے"

دفتر ماتم کی بیت:

وہ درد اٹھا دل میں کہ غش ہونے لگے سب
بخیروں پر سر رکھ دیتے اور رونے لگے سب
بند ۸۷: مصرع ۵ قلمی مرثیہ میں ہے: "زہرا کا بھر کنیز جو پوچھا گیا بی بی" عاشیہ پر قلمی مرثیہ میں اور دفتر
ماتم کے متن میں وہی مصرع دہرے ہے جو ہم نے لکھا ہے۔

بند ۸۸: دفتر ماتم کا چوتھا مصرع:

"خیر آپ نہ بتلا میں کھلا جاتا ہے اسرا"

بند ۹۲: مصرع ۵: قلمی مرثیہ کے میں لکھا ہے: "شرمانے وہ جو" اس کے اوپر مقابلے میں "جو وہ"
درج ہے۔

بند ۹۲: مصرع ۱ قلمی مرثیہ "سن کر یہ صدا" دفتر ماتم "سن کر یہ ندا" دفتر ماتم میں بیت کے مصرعوں
کی ترتیب بدلی ہوئی ہے۔

بند ۹۵: دیگر کا مرثیہ ہے۔ "پہنچے امیر شام کی مجلس میں جب امیر" دہلیات مرثیہ دل گیر جداول
صفحہ ۲۱۳) اس مرثیہ میں دیگر نے لکھا ہے کہ ہند نامی عورت، دربار یزید میں کھلے سر نکل آئی اور
حضرت زینب سے باتیں کرنے لگی اس گفتگو میں حضرت زینب نے فرمایا:

یہ بی بیوں جو کھولے ہیں سب اپنے زہر پال
زہرا کی بہو بیٹیاں ہیں سب بیکون خصال
یہ ننگے سر ہے زویہ عباسی پر ملال
کبرا یہ ہے جو اور ہٹنی اور ہے سر پلال
دھنے کو میرے بازے معوم ہے کھڑی
بائیں طرف کو میرے یہ کٹھوم ہے کھڑی

بند ۱۰۱: قلمی مرثیہ مصرع دوم: "ان صدوں میں سے ہے میں نہیں مرنی یہ کیا کیا"

بند ۱۰۲: قلمی مرثیہ: مصرع دوم "تماری سخن"

● مخطوطہ میں ۸، بند میں ۲۲، بند دفتر ماتم سے نقل کیے ہیں۔

● بنیادی طور پر متن میں خطی نسخہ کو اہمیت دی گئی ہے۔

فرہنگ

- ۱- ہند: یزید کی کنیز خاص اور بیوی۔ تڑو: فکر۔ صرف: استعمال۔ مصروف۔
- ۲- گرگیاں: رونے والا۔ خشم: شان۔ زحمت: لباس۔
- ۳- رضیام: عیمہ کی جمع۔ افکار: زخمی
- ۴- فرقہ: رٹالوں، جفتاروں کے حساب کا پانچواں۔ سختت: اجمال۔ شان: شرکت۔ شرف: شرف۔
- ۵- خواصین: خاص لوٹیاں۔ خدمت کار عورتیں۔
- ۶- خزایہ: بوسیدہ مکان۔ ٹوٹا پھوٹا گھر۔
- ۷- کلین: قائم۔ ٹھہرا ہوا۔ افتادہ: پڑا ہوا۔ مصحف: قرآن مجید۔ طغرا: ایک خاص قسم کا خط
جس میں اللہ یا شاہی نام لکھا جاتا ہے۔ مصرع کا مطلب ہے کہ امام کا چہرہ امانت کے قرآن کے
تیسرے پارے کا طغرا ہے۔
- ۸- سُبْحَانَكَ لَا اَعْلَمُ لَنَا سورة البقرہ کی ۲۲ ویں آیت ہے۔ "قَالَ اَسْبَحَانَكَ لَا اَعْلَمُ لَنَا
اَلَا مَا عَلَّمْتَنَا" ملائکہ نے کہا، تو پاک ہے میں کوئی علم نہیں بس اتنا ہی جانتے ہیں جو تو نے
بتایا ہے۔ نَبَاتًا حَسَنًا: نبات کے معنی ہیں مصری۔ نَبَاتًا حَسَنًا: عمدہ مصری، لیکن خود یہ کل
قرآن مجید کی سورہ آل عمران کی ۲۷ ویں آیت ہے "فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَاَنْبَتَهَا
نَبَاتًا حَسَنًا" اللہ نے ان کی نذر کو قبول کیا اور اسے خوب اچھی نشرو نما دی۔ گند: گود
- ۹- رطبت: دگر۔ یابس: خشک۔ شمرہ: گلن۔ شہرت: پھیلانے والا۔
- ۱۰- میل طلائ: سورنے کی سلائی۔ آفاق: دنیا۔
- ۱۱- چشمہ بیژنواں: آب حیات کا چشمہ۔ بالی ہما: ہما کا پر۔ ہما، ایک کیاب پرندہ، جو عقاب
کی قسم کا ہے اور سمندر کے پہاڑی جزائر میں پایا جاتا ہے۔ طلالانی: دور میں اس کا سایہ بہت
مبارک سمجھا جاتا تھا۔

۱۲۔ خوفِ اُحدی: اللہ کا ڈر۔ بے خبری: بے وقوفی۔

۱۳۔ عقڈہ: مشکل۔

۱۴۔ ہڑہ: پلک۔ پیراکن: کرتہ۔

۱۵۔ گون، کائنات۔ خبروری: دنیا سے بہتر۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۶۔ جربیدہ: خبر نامہ۔

۱۷۔ سخن سچ: شاعر۔

۱۸۔ قذڑ: تقدیر۔ ترزع: آخری وقت۔ دم باز پیس: آخری سانس۔

۱۹۔ چاہ زرخندان، بھڈی کا درمیان کڑھا جسے حسن کی نشانی مانا جاتا ہے۔ فیر سقر: ہم کی گمراہی۔

۲۰۔ بدخت: مدح۔ تعریف۔ تمجید: جھکا ہوا۔

۲۱۔ اگلا: بگڑ۔

۲۲۔ بدخو: بد مزاج۔ بدظرت: مڑا ہے، مرا ہے۔

۲۳۔ ہار گزنا: پناہ مانگنا۔

۲۴۔ یارا نہیں: ہمت نہیں۔

۲۵۔ ساشا: ہرگز نہیں۔

۲۶۔ کلید: کنجی۔ دروازہ کشادہ کیا۔ دروازہ کھولا۔

۲۷۔ بیعت: افسوس۔

۲۸۔ کارو: پھری۔

۲۹۔ صاحبِ آزار: بیمار۔

۳۰۔ گھڑوڑ: ضرور۔ سلاسل: زنجیر۔ اشراف: معزز لوگ۔

۳۱۔ وار پر کھجوانا: پھانسی دینا۔

۳۲۔ درنِ حاکم: بادشاہ کی بیوی۔ زندان: قید خانہ۔

۳۳۔ قرینہ: طریقہ۔

۳۴۔ ساغر و ناظر: موجود اور دیکھنے والا۔

۳۵۔ ساغر: تما۔ ماہک: بہت سی کی شان میں آہنی تلمہ نازل ہونی آہنی تلمہ ہے۔

اندا میرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم فطہیرا بے شک

اللہ ہی چاہتا ہے کہ اہل بیت تم سے نجاست کو دور کر دے اور تمہیں گناہ سے پاک کر دے اور

۳۶۔ زہنار: ہرگز نہیں۔ ایسا نہ ہو۔ ناوار: غریب۔ ستم: شان و شوکت۔

۳۷۔ کچ خلق: بد اخلاق۔ مجرائی: سلام کرنے والا۔ اہل دول: دولت مند لوگ۔

۳۸۔ محبت: دوست۔ محبت کرنے والا۔ جن: مشکلات۔ رسن: رسی۔

۳۹۔ باور آنا: یقین آنا۔ بڑی: پاک۔

۴۰۔ رفق تڑوڈ: شک دور کرنا۔

۴۱۔ دوسرا: دونوں جہان۔ دنیا و آخرت۔ خیر نساء: تمام عورتوں میں بہتر۔ ٹھنک: وہ نذر جس میں صرف

پاک اور سماں عورتیں، شریک ہوتی ہیں۔ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی نذر نیاز۔

۴۲۔ کسرائی: کسریٰ شاہ ایران کے خاندان سے تعلق رکھنے والی۔ شاہ زنان، شہر ناز بخت یزد بود

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زوجہ۔

۴۳۔ ردا: چادر۔

۴۴۔ بی فاطمہ: اولاد حضرت فاطمہؑ

۴۵۔ عقابیر: انداز سے۔

۴۶۔ کاؤب: جھوٹا۔ کذب: جھوٹ۔ مقنع: نقاب۔

۴۷۔ در ساعات: وہ دروازہ جہان گھڑی گئی ہو، جہاں گھنٹا بجتا ہو۔ مڑہ: ایک شامی سپاہی۔

۴۸۔ کجاوا: اونٹ پر رکھنے اور اس میں بیٹھنے کی عماری۔

۴۹۔ بتولی: حضرت فاطمہ زہراؑ کا لقب۔

۵۰۔ تائید: امداد و معاونی۔ دنواں: رُوڈرا پور۔ گل سپیں: پھول توڑنے والا۔ توارو: ایک خیال

اور ایک ہم قسم کے الفاظ ترکیب کے شعر جو دو شاعر لکھیں۔

مطلب: دبیر، اہل بیت کی امداد کا یہ نتیجہ ہے کہ تمہارے شعر نئے اور تہید نئی ہے تمہیں

کی ضرورت ہے کہ پورے شاعروں کو شعرا و خیالات پرانے سے منع کرو، تم تو شاعری کے جہت مند اور

سب کو تمہاری تقلید کرنا ہی چاہیے، تم جن انعام کے گل میں ہو، تمہارا خیال اور تمہارے شعروں میں

تو اردو ہم فکری نہیں ہو سکتی۔

مشرقیہ نمبر ۱۲

جب قرب ہوگا آمد روز نشور کا

۱۱۰ البتہ

احوال قیامت و شفاعت

○ تعارف و تبصرہ

○ مشرقیہ

○ تحقیق متن

○ فرہنگ الفاظ

مرثیہ پر نظر

دیہر کا زیر نظر مرثیہ تاریخ مرثیہ گوئی میں ایک نئے مورخ کی نشان دہی کرتا ہے۔ مشہور ہے کہ ضمیر نے مرثیے کی تکنیک میں تبدیلیاں کیں اور سب سے پہلے سراپا نگاری کی رسم طالی۔ ان کا مرثیہ "کس نور کی مجلس میں مری جلوہ گری ہے" پہلا مرثیہ ہے جس میں ممدوح کے خدو خال کی نقشہ کشی کا اور مخزیہ کہا:

جس سال کہے وصف یہ ہم شکل تھی کے سن بارہ سوا چالیس تھے ہجر نبوی کے
آگے تو یہ انداز سخن تھے نہ کسی کے اب سب مقلد ہوئے اسی طرز نوری کے
دک میں کہوں اسویں کہوں یہ ورد ہے میرا

جو جو کہے اسی طرز میں شاگرد ہے میرا

اسی تصریح کی بنا پر محققین نے میر مظفر حسین تمیمیر کو مرثیہ کا مجدد مانا ہے۔ لیکن میرے کتب خانے کا مستند قلمی مرثیہ اس فیصلہ کے خلاف ثبوت مہیا کرتا ہے۔ زیر نظر مرثیہ جو ۲۰ ربیع الاول ۱۲۴۹ھ (۱۸۳۲ء) کا لکھا ہوا ہے اور اس کے دس بند (۲۱ سے ۸۲ تک) مرزا صاحب کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ہیں۔ اور پورا مرثیہ اصل مرثیہ سے مقابلے کے بعد تفسیح کے نشان "م" سے آراستہ ہے۔ نیز دفتر نام کی چودھویں جلد میں چھپ چکا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیر نظر مرثیہ ۱۲۴۹ھ سے کم از کم ایک سال قبل تصنیف ہو چکا تھا۔ اور شاگرد نے استاد سے پہلے مرثیے میں "سراپا" لکھنے کی طرح طالی دی تھی۔

فرق یہ ہے کہ ضمیر نے حضرت علی اکبر کا ایک سراپا لکھا۔ اور دیہر نے شہدائے کربلا کے بجائے بارہوی امام کا سراپا قلم بند کیا۔ ضمیر نے حضرت علی اکبر کے حریت کو نظر انداز کر دیا۔ دیر تے امام ہمدی آنرا زمان عمل اللہ ظہورہ کے دشمن کو بھی موصوع بنا کر خدو خال کی صورت گری سے مرثیہ میں تعابلی کا حسن پیدا کیا جو لید کے مرثیہ گوئی میں بہت مقبول ہوا۔

یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ اس مرثیہ کے وقت مرزا صاحب کم و بیش تیس سال کے تھے اور ان کی مرثیہ گوئی کو اٹھارہ برس گذر چکے تھے۔ وہ ۱۷۱۸ھ میں پیدا ہوئے، ۱۳۳۰ھ کے گنگ جگ مرثیہ نگاری شروع کی تو ۱۲۲۸ھ میں ان کی مشق سخن عشق و شایب میں تھی۔ اسی سن و سال میں قیامت کا بیان اور

ظہور امام کی بات مرزا صاحب کے نفیات و رجحانات کی سمت متین کرتی ہے یعنی وہ ابتدا ہی سے مذہبی پختگی اور دینی سلامت و عقائد کے ترجمان تھے،

مرثیہ کے پہلے اٹھارہ بند پڑھیں اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی زبان، ان کی فکر، ان کی شعری ڈگر، ضمیر و خلیق و دل گیر جیسے معاصر بزرگ شعرا سے کس حد تک الگ ہے، ضمیر ان کے استاد تھے، ۱۲۴۹ھ میں ان کی زبان و فکر دیکھیے اور اسی زمانے میں دبیر کا لہجہ اور خیال ملاحظہ کیجیے۔

مظفر حسین ضمیر "سراپا" کہتے ہیں:

قرآن کی تشبیہ یہ کس دل نے بتائی پشانی انور ہے کہ ہے روح طلائی
ابرو سے ہے "بسم اللہ قرآن" نظر آئی جدول کشمکش زلفت کا تاروں نے دکھائی
وہ زلفت وہ بیٹی الفت و لام رقم ہے

پریم دہن بل کے یہ اک شکل الم ہے

اور کعبہ دہا کی یہ تمثیل ہے اظہر یہ خال سید ہے حجبہ الاسود زیور
مخرب جسم پیش نظر ابرو سے اکبر یہ چاہ و ذوق ہے چہ ززم کے برابر

اس بیٹی اقدس کا مجھے دھیان گر آیا

کیسے میں دھرانور کا منبر نظر آیا

اب دبیر کہتے ہیں:

مثیل ستارہ خال رخ راست سے عیاں سن میں مثال خضر مگر حسن میں جواں
سراپا نور کا تو سر سرور عبیور اور اس پہ کس شکوہ و تجمل سے تاج نور

وصف دہان تنگ بھلا کیا کرنے زباں وہ ہوگا مثل غیبت مولائے دو جہاں
اندر سے خطا پشت لب پاک کی بہار گو یا کہ خضر کا لب جہاں پہ سے گزار

گیسو دلیل شرح کے دو لام لاکلام رخ پر ہوا سے آگئی گزلفت مشک نام
اس میں نمودیوں الفت بیٹی امام جس طرح لام میں ہے الفت اولفت میں لام

یوں لائق درود شمیم امام ہے جس طرح سے نماز میں واجب سلام ہے
پیر خود کرے گا یہ اس سینے کی ثنا دیکھو خضرینہ گنہ راز کبیریا
باختل کو دیکھ دیکھ کے سب یہ کہیں گات یہ ہاتھ وہ ہیں قبضے میں جن کے ہے کائنات

لفظوں کی شاعری اور اصطلاحوں میں معنی آفرینی کے ساتھ مصرعوں کی برکتگی اور ان کی بے ساختگی کا حسن تو عام بات ہے۔ مراعاة النظر، تجنیس، و اشتقاق جیسے فنی محاسن کا وزن خالص علمی انداز ہے۔

اب دوسرا سراپا ہے:

یارو سنوا! اب آمد و تہال روسیاء سگ اس کی شکل نفس سے مشتق، خدا گواہ
ریشی دراز، جس میں شیا طیلین کی پناہ مینا جو ایک چشم، تراک چشم کو رواہ
یے شہ لام ظلم وہ گیسوئے پیچدار عصیاں کا نون ابروئے تہال نابکار
اس لام اور نون میں یوں چشم آشکار جوں درمیان لبین کی ہے عین برقرار
اور ہاتھ اس کے قوت بازوئے ظلم و جبر دل اس کا قبر بوم و گنہ، سینہ لوح قبر

مرزا صاحب رمز اور اشارے، علامات اور استعاروں کے شاعر نظر آتے ہیں جیسے آج کا تجربہ دی مصور، یہ مصور کا واک کبیروں، اسیدھی ترچھی لائون میں شروع رنگ بھرتا ہے۔ اس کا دیکھنے والا اپنے ذوق کے مطابق اس کی شرح کرتا ہے۔ دبیر الفاظ اور صنائع بدائع استعمال کرتے ہیں اور لغت و معانی و بیان کا شوق رکھتے وائے اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ عام قاری کو علم اور فن کے نازک اور وزنی نکتنوں سے واقفیت ہوتی ہے۔

یہ مرثیہ ایک سو دس بند ہونے کی وجہ سے قدر سے طویل ہے لیکن اگر اس کے ابتدائی سترہ بند چھوڑ دیتے جائیں تو مجلس میں خواندگی میں وقت کم صرف ہوگا۔ اٹھارواں بند اپنی اٹھان اور سنگتگی کے لحاظ سے کامل و مکمل ہے:

صبح ظہورِ مہدی ہادی پہ ہم منشار جس کی بہار دیکھ کے قسربان ہر بہار
دل نیک، وقت نیک، نہ ہے بخت روزگار مڑے کہیں گے خضر سے لب جان ستار

ہوئے گا شور چار طرف نور نوز ہے

ہاں، صاحب الزماں کا جہاں میں ظہور ہے

مرزا صاحب خالص مذہبی آدمی ہیں ان کے مرثیوں میں غزلیت بہت کم ہے وہ سپاٹ شاعری بھی بہت کم کرتے ہیں، ان کے مرثیے عموماً واقعات کے نظم کرنے سے عبارت ہیں۔ چنانچہ یہ مرثیہ بھی تین واقعات پر مشتمل ہے۔

(۱) دنیا کے خاتمہ سے پہلے حضرت مہدی آخر الزماں اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ظاہر ہوں گے

ان کے مقابلے کے لیے دجال خروج کرے گا اور دنیا اس کے ساتھ ہوگی پھر امام اسے قتل کریں گے، اس زمانے میں حضرت امام نماز جماعت پر حاضر ہوں گے اور حضرت عیسیٰؑ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

(۲) امام ممدی آخر الزمان علی اللہ فرجہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام لیں گے۔

(۳) قیامت کبریٰ آئے گی اسرائیل باری باری تین صورتوں میں آئے گی، میدان حشر گرم ہوگا، اس وقت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بارگاہ عدل میں حاضر ہو کر اپنے اوپر ظلم کی فریاد کریں گی۔ امام حسین علیہ السلام حاضر ہوں گے، ان کے پاس سلمان شفاعت ہوگا وہ اپنی شہادت اور اپنے ساتھیوں کی شہادت کے دلائل لائیں گے۔ خداوند عالم حکم دے گا۔

”دے دو کلید دوزخ و جنت حسینؑ کو“

حضرت شیخ المذنبین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام معاملات کے نگران ہوں گے۔

مرثیہ کا نمبر ۱ اور گزیرہ نمبر ۱۰۰ سے جس میں حضرت فاطمہؑ کی میدان حشر میں آمد اور ان کے ساتھ کچھ سامان فریاد کا تذکرہ کیا ہے۔

(۲)

ہم نے اس متن کی ترتیب و تصحیح میں دو نسخے استعمال کیے ہیں (۱) ۱۲۲۸ھ / ۱۸۳۲ء کا قلمی مرثیہ اور (۲) دفتر قائم کی چودھویں جلد (۱۸۹۷ء کھٹوا) میں شائع شدہ مرثیہ، ہمارے مخطوطے کا مطلع اول ہے:

”جب قرب ہوگا آمد روز نشور کا“

دفتر قائم میں یہ بند موجود نہیں ہے، ہاں اس کے بعد والا بند ہے اور وہی دفتر قائم کے مرثیہ کا مطلع ہے:

”جب قبل حشر ہوگا ظہور امام عصر“

ایک بند کی وجہ سے ہمارے مخطوطے کے بند ایک سو دس اور دفتر قائم کے ایک سو نو ہیں۔ دونوں نخل میں بڑی حد تک مطابقت ہے۔ تقریباً چھتیس بند ایسے ہیں جن کے مصرعوں میں کچھ اختلاف ہیں۔ ان اختلافات کو ہم نے

پہلے نمبر سے ہی بیان کر دیا ہے۔

ہم اس مرثیہ کے ذریعے ادب و تاریخ مرثیہ میں دوام انکشافات کر رہے ہیں۔

۱۔ مرزا و میر کی جرائی کا کلام

۲۔ مرثیہ میں سرایا کی قدیم ترین روایت اور اس میں مرزا دبیر کی اولیت۔

مرثیہ:

مطلع نمبر ۱: جب قرب ہوگا آمد روز نشور کا

مطلع نمبر ۲: جب قبل حشر ہوگا ظہور امام عصر

مطلع نمبر ۳: صبح ظہور ممدی ہادی پہ ہم تبار

۱۱۔ بند

در حال قیامت و مصائب حضرت فاطمہ زہراؑ

۱ جب قرب ہوگا آمد روز نشور کا مطلع پہلے ظہور ہوگا امام غیور کا
پرتو نکلن چراغ جو ہوگا ظہور کا ہوگی زمین نور کی اور چرخ نور کا

غل ہوگا یہ گہڑ ہے رسالت کے فوج کا

خورشید بار ہواں ہے امامت کے چرخ کا

۲ جب قبل حشر ہوگا ظہور امام عصر مطلع روشن کرے گا دین کو نور امام عصر
جن و ملک مطیع امیر امام عصر سب دست بستہ ہوں گے مطیع امام عصر

باہم ندایہ ہوگی فلک اور زمین کی

اب ہے شکست کفر کی اور فتح دین کی

۳ مرقوم میں ظہور شہ دین کے نشاں شہین میں ہوگا نمودار ایک جلال
عباسیہ کی نسل سے کچ قوم و بدگان سکہ بزور تیغ کرے گا وہاں ہوان

اک ضرب ذوالفقار کی دال اختیار ہے

پھر فوج میں نہ شاہ ہے نہ تخت تاج ہے

- ۴ ثانی یہ ہے نشانِ ظہورِ شہِ انام نسلِ یزیدِ نحس سے عثمانِ عقبہ نام
قدیست، گر بہ منظرِ چشمِ سیاہِ قام مردِ چہار شاتہ، ز لبون و کجس تمام
مصرف ہوگا شام کے وہ انتظام میں
کردیں گے صبحِ صمدی دیں آگے شام میں
- ۵ سومِ کسوفِ شمسِ چہارمِ خسوفِ ماہ یہ دونوں اک جہنمے میں ہوں گے خدا گواہ
عاشورہ روزِ جمعہ کو ہوگا ظہورِ شاہ اک ماہ طاق ان میں سے ہوگا کرونگاہ!
باسدیک میں یا کہ نہ وہ ہفت و پنج میں
ہوگا خزانہ دین کا دنیا کے گنج میں
- ۶ اور مکہ و مدینہ میں آئے گی فرجِ شام سفیانی لیں یہ انھیں دے گا حکمِ عام
ہاں خانہِ خدا کو رو جایا کے انہدام رتِ حرمِ زمیں سے کرے گایتب کلام
لے جا فروشتاب تو اس ساری فرج کو
اور کنگاہِ صمدی ہادی کے اوج کو
- ۷ لکھا ہے صبحِ روزِ ظہورِ شہِ انام حکمِ خدا سے ہوگا علمِ شہ سے ہم کلام
مولام سے نہیں ہے توفیقِ کابہ مقام عباس کے لو سے میں اب تک ہوں سرخ نام
اب تو ظہور سے شہِ ابرار کیجیے
آج انتقامِ خونِ مسلم دار لیجیے
- ۸ نکلے گی پھر غلاف سے بیکہ کے ذوالفقار ہاں لے گنڈہ درخیر کے ورثہ دار
پلے کس حسین کی تو مصیبت ہے آشکار اب تک رہا تو شاہِ شہیدان کا سو گوار
فرما کے "یا علی" مرے قبضے کو تمام لے
ہاں خونِ ابنِ فاطمہ کا انتقام لے
- ۹ بلیک کوسلاہین قتل ہوا شاہِ تشنہ کام تب زیرِ عرش جمع فرشتے ہوئے تمام
اور عرض کی خدا سے کہ مارا گیا امام کچھنچ اس کے قاتلوں پر تو شمشیرِ انتقام
جس جگہ نبی کسی کا نہ تقصیر دار تھا
پہلا تاج تین روز کا اور بے دیا ر تھا

- ۱۰ مبعود نے گروہ ملائک کو دی ندا حاجت تمہارے کہنے کی اس امر کی کیا
میں جانتا ہوں تھا مرا شہیر بے خطا پر انتقام میں ابھی تاخیر ہو
میں خون بہا بھی دوں گا شہِ مشرقین کا
اور لوں گا انتقام بھی خونِ حسین کا
- ۱۱ پھر حق نے ایک پردہ قدرت کیا کشاد کی اس طرف ملا کر نے چشمِ اعتقاد
دیجا، عیاں ہے نورِ امانِ خوش ہنار اور اک بشر نماز کی خاطر ہے ایستاد
سب نے کہا: یہ راز تو آیا نظر میں
اس رازِ غیب سے مگر آگاہ کر ہمیں
- ۱۲ حق نے کہا: حسین کے فرزند میں یرب یرمرد جو کھڑا ہے برائے نماز اب
خونِ حسین سب سے کرے گاہی طلب قائم ہے اس کا نام، امام زمان لقب
ہے فخر کائنات کو اس نیک ذات سے
ہم ظالموں کو دیں گے مزا اس کے ہات سے
- ۱۳ سو، یا امام اب تمہیں کس کا ہے انتظار قرآن سے یہ خبر ہے کہ صادق ہے کردگار
گو کر بلا میں گرم تھا بازارِ کارزار کھودا تھا میں نے پر علیٰ امیر ہی کا مزار
اب قتل کافروں کو شہِ نیک نو کرو
اک بات جانتی ہوں کراک اک کو دو کرو
- ۱۴ مولا کہیں گے تیغ کے قبضے کو چوم چوم لے تیغ تیز تشنہ خونِ گروہِ شوم
ہو لینے نے لعینوں کا تو جا بجیا، ہجوم پھر اپنی حرب و ضرب کی نچھ کو سناؤں دھم
کانوں میں غل ہے فاطمہ کے شور و شین کا
کیا میرے دل سے داغ مٹا ہے حسین کا
- ۱۵ زہر کا رونا ایک طرف سن اک اور حال اب تک لحد میں روتا ہے خیر النساء کالال
فرماتی ہیں شہیدوں سے باحسرت و ملال اکبر ہوا جو قتل تو اٹھا رواں تھا سال
اکبر کے درد سے نہیں شہیر سوتے ہیں
پہلو بدل بدل کے لحد میں بھی روتے ہیں

- ۱۶ کیا مجھ کو حال بھول گیا اہل بیت کا
در در پھرے، امیر ہوے، وامہیتا
اس ظلم کے قصاص کی حد ہے نہ انتہا
ہاں اہل شام و کوفہ کو گر قتل کر لیا
کچھ خشک ہوں گے دیدہ گریبانِ خاطر
پھر عرشِ حق ہے اور سرِ عریبانِ خاطر
۱۷ ناگر فرشتے نہیں گئے گردوں سے صفِ بخت
میکال و جبیل و سرافیل یک طرف
سب اس پر ایلچی پہ مسلم درمیاں بکت
پھر تو سوار ہوگا شہنشاہ یا شرف!
فخر اپنا جان جان کے کارِ جناب کو
تھامیں گے بار بار فرشتے رکاب کو
۱۸ صبح ظہور مہدی ہادی پہ ہم نثار
جن کی بہار دیکھ کے قرآن جو بہار
دن نیک، وقت نیک، نہ ہے نجات روزگار
مڑے کہیں گے بھڑکے ہیں جاں شتار
ہوئے گا شور چار طرف نور نور ہے
ہاں، صاحبِ الزمان کا جہاں میں ظہور ہے
۱۹ اس دم کے کیا شکوہ و توجیل کروں بیباں
سرخ و سفید رنگِ رخ سیدِ زمان
مثلی ستارہ خالی رخِ راست پر عیاں
ہن میں مثالِ خضر، مگر حسن میں جوان
پیدا یہ صاف ہوئے گا حسن و جمال سے
کم سن و سال ہے ابھی چالیس سال سے
۲۰ سرمایہ نور کا تو سرِ سرورِ عبور
اور اس پر کسی شکوہ و توجیل سے تاج نور
پر دانہ جس کے عکس کا منے چراغِ طور
وقتِ ظہور قدرتِ اللہ کا ظہور
گاہ و زمیں کو تہلکہ رعب و جلال سے
خوبی کو فخر، حسن کو رونقِ جمال سے
۲۱ مابین ہر دو چشمِ رگ ہاشمی بلند
مردم کریں گے دیدہ مژم کو واں پسند
وقتِ نظارہ چشمِ بختی سے بہرہ مند
وہ چشم، وہ جمال، خدا کو تھا یہ پسند
ہر لحظہ حق کو ذوق تھا اس رخ کی سیر سے
پنہاں اسی لیے تر کھا چشمِ غیر سے

- ۲۲ وصف وہاں تنگ، بھلا کیا کرے زبان
وہ ہوگا مثلِ غیبتِ مولائے دو جہاں
موجود پر نگاہِ خلافت سے وہ نہاں
وصفِ دہن میں عقل کرے گی یہی بیان
عینِ ظہور میں بھی دہن ہے چھپا ہوا
اک رازِ حق نہاں ہے اور اک رازِ وا ہوا
۲۳ اللہ نے خطِ پشتِ لبِ پاک کی بہار
گویا کہ خضر کا لبِ جیواں پہ ہے گذار
وصفِ خط و دہن میں جو کی فکر بے شمار
معنی و لفظ کی ہوتی نشیدِ آشکار!
خط نے عیاں کیا دہن غنچہ رنگ کو
تھی احتیاجِ حاشیہ اس متنِ تنگ کو
۲۴ اور قد کی راستی الفِ راست سے ہوا
نبت پر اس سے ہے الفِ راستی کو کیا
اس قدر پاک سے جو مشابہ الفِ بنا
تھی نے کیا جروتِ تہجی کا پیشوا
اُس اک الف سے ارض بھی ہے اور سما بھی ہے
دنیا کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے
۲۵ گیسو دلیلِ شرح کے دو لام لا کلام
رخ پر ہوا سے آگئی گزشتِ مشکِ فام
اس میں نمودیوں الفِ بیٹیِ امام
جس طرح لام میں ہے الف اور الف میں لام
یوں لائقِ درودِ شیخیرِ امام ہے
جس طرح سے نماز میں واجبِ سلام ہے
۲۶ پیرِ خرد کرے گا یہ اُس سینے کی ثنا
دیکھو خرمینہ گہرِ رازِ کبیریا
کیا کیا خزانہ جمع ہے غیبت میں کیا ہوا
مہدی کے بعد کوئی نہیں حجتِ خدا
جو کچھ ہے کارخانے میں پروردگار کے
وہ جمع سب ہے سینے میں اس نامدار کے
۲۷ ہاتھوں کو دیکھو دیکھو کے سب یہ کہیں گے بات
یہ ہاتھ وہ ہیں جیسے میں ہے جن کے کائنات
دنیا و دین کو تھا سے ہوئے ہیں یہ دونوں ہاتھ
بیعت کرو تو ہاتھ کے دولتِ نجات
ہاتھ آئے جس کا دستِ شہ کائنات تک
پہنچے وہ ہاتھوں ہاتھِ یدِ اللہ کے ہاتھ تک

- ۲۸ قرآن و وحی و شریعت نبی دین کب سبیا یہ چار چیزیں ہمیشگی چار آیتیں کی جا
اور تیغ شرح مصراع موزون لافنا جو سرہر کو اس کے عقل کے دیدہ قضا
تعوذ حفظ مومن خوش حال کے لیے
لیکن قضا کا حال وہ کجاں کے لیے
- ۲۹ اور پشت شاہ دیں پیر ہوگی یوں دھری جیسے نبی کی پشت پہ مہر پیمبری
اس رستے میں ہے ختم رسل سے بلاری اُن کو نبوت، ان کی امامت ہے آخری
مہر امامت ان کی سپر لاکلام ہے
ہے مہر اس لیے کہ امامت تمام ہے
- ۳۰ لاویں گے پیش کش پئے سلطان اس جاں خورشید نیزہ، ماہ سپر، تو سن آسماں
انجم زہ دکھائیں گے، تو س قزح کماں ادنیٰ سا ایک جلو میں نشان دار کھشال
قدسی تو دست راست پہ حکم اللہ سے
اور دست چپ کو لشکر حق عز و جاہ سے
- ۳۱ یوں طعنہ زن ہلال پہ مولا کی وہ رکاب گو تو مرا جواب ہے پر میں ہوں لا جواب
سچ کو کہاں حصول ہے پابوی جناب برحق زب سے رکاب ازہ ہے شاہ کامیاب
پارسیں کو چشم قر سے دیکھے تو سنگ ہو
پارسیں جو سنگ ہوئے تو پارسی کا رنگ ہو
- ۳۲ ہو گا ندائے ماتعت نبی کا چہرہ یہ شور ہاں اب خواب ہوئے گی بنیاد ظلم و زور
چشم یقین منور و چشم غمگین ہو کر اب ٹھکے میں داد طلب نیل سے ہے مور
دین نبی کو شریعت خدا کو عروج ہے
حقاً کہ آج حجت حق کا عروج ہے
- ۳۳ اعجاز عیسوی سے مولا دکھائیں گے مرقد سے شیعہ بیان علی گواٹھائیں گے
"تم، تم، تم" کہیں کے اور نہراک کو چلائیں گے ہر قبر شیعہ پر یہ فرشتے سنائیں گے
منظوم آج جمع ہیں فساد کے لیے
اٹھو امام عصر کی امداد کے لیے

- ۳۴ اب ہے بیان شیخ مفید اس جگہ مفید عصر ظہور میں ہے یہ افسانہ مجدد
دس دن کے بعد ہوئے گا دجاں بھی پدید پہلے مقیم ہو گا سرکہ وہ پلید
اسباب و فوج جمع غرضی کر کے کوہ پر
حملہ کرے گا پھر شہر گردوں شکوہ پر
- ۳۵ یار و سناوب آمد دجاں روسیاہ سنگ اس کی شکل نفس سے مشتاق خدا گواہ
ریش دراز جس میں شیطا طین کو، پناہ بینا جو ایک چشم تو اک چشم کور، واہ
گو کفر سب ملا تھا ازل میں یزید کو
باقی جو کچھ رہا سو ملا اس پلید کو
- ۳۶ بے شبہ لام ظلم وہ گیسو سے پچھرا عصیاں کا نون، ابرو سے دجاں نابکار
اک لام اور نون میں یوں چشم آشکار جوں در میان لعن کی ہے عین برقرار
اس منہ پہ یہ غرور وہ اہل ستم کرے
جس پر کہ لعن خاصہ قدرت رقم کرے
- ۳۷ اور ماتھے اس کے قوت بازو سے ظلم و جبر دل اس کا قبر جرم و گنہ اسینہ لوح قبر
پشت اٹلان پر تو کہیں ہوئے گا وہ گبر اور گردیوں مطیع، کر جیسے ہجوم ابر
نقرے کا ایک نیزہ کت نابکار میں
طول اس کا ہوئے گا کئی فرسخ شمار میں
- ۳۸ دو کوہ و بحر ساتھ روانہ ادھر ادھر اک کوہ مثل باغ آرام آئے گا نظر
نہریں رواں غذائیں لطیف ان میں بیشتر اور دوسرے میں عقرب و مار، آگ شعلہ دور
سب سے کے گا قروم میرے ہاتھ ہے
دوزخ بھی میرے ساتھ جنت بھی ساتھ ہے
- ۳۹ وہ منکر خدا یہ ندا سے گا بر ملا طاعت مری کر و کہ میں تم سب کا ہوں خدا
آکے کو بہشت کے میوے ہزار ہا ورتہ ہے عقربیت جسم کا سامنا
اکثر گزشتہ شخص فریب اس کا کھائیں گے
سب جائیں گے غلام علی کے نہ جائیں گے

۴۰ دجال کے خروج سے اک سال پیشتر دنیا سے ہوئے گی بڑکت قطع سر بہر
بر سے گا ایک قطرہ زمین کا زمین پر روئیدہ ہو گا ایک دربرگ گیاہ تر
کچھ بھر پڑھ کے جب وہ کسے گا زبان سے
بر سے گا منہ بھی چار طرف آسمان سے

۴۱ مرنے کے گا سحر سے زندہ وہ اہل بؤر اکثر مبلع ہوئیں گے یہ سحر کے عجزاً
جز مکہ و مدینہ و بیت المقدس اور ہر شہر و وہ میں ہوئے گا اس کا ہی دور دور
اپنا مبلع دیکھ کے سارے زمانے کو
آئے گا پھر وہ کعبہ حتی کے گرانے کو

۴۲ جس دم قریب کعبے کے پہنچے گا وہ بیہود ہو گا فلک سے عیسیٰ مریم کاتب و زور
پیش امام آئیں گے پڑھتے ہوئے زور باہم گلے ملیں گے تو ہر گاہی شود
عیسیٰ جو ہم کنار امام اُمم ہوا
اک اور آریہ مصحف ناطق سے ضم ہوا

۴۳ وقت نماز ہوئے گا پیدا جو ناگہاں فرمائیں گے مسیح سے تب آخر الزماں
تم آگے ایستادہ ہوئے فجر آسمان عیسیٰ کہیں گے یہ مرا مقدر ہے کہاں

یہ ارث تیرا، حقہ تیرا، تیرا کام ہے

توسب کا آج پیش نماز اے امام ہے

۴۴ پھر قبلہ رخ جو ہوں گے کھڑے شاہ مرفراز مومن صغیف دست کریں گے پئے نماز
عیسیٰ قریب پشت شہر دیں بھد نیاز سب کی نماز کے لیے در آسمان کے باز
سب کس رجوع قلب سے ہوں گے نیاز میں
ہم سب کو حق شریک کرے اس نماز میں

۴۵ بعد از فراغ طاعت معبود کردگار ہوں گے امام و عیسیٰ گردن نشیں سوار
اور پیش و پس جلو مجتبان جاں نثار آئیں گے سوائے لشکر دجال نابکار

پھر تو ہجوم خوف میں یاں تک کھرے گانفر

ہر گاہ کہ قتلہ ہوا ہمتاھرے گانفر

۴۶ فرمائے گا وہ تخت دل شیر کبریا کیوں خانلو، سمجھتے ہو دجال کو خدا؟
اس اعتقاد کی تمہیں دیتا ہوں اب سزا دجال رو سیاہ کو پھر دیں گے یہ سزا

اقبال اوج پر ہے جو تیرا تو کیا ہوا

اقبال کو جو قلب کیا "لا بقا" ہوا

۴۷ یہ کہہ کے اس پہ حملہ کریں گے لشکر امام بھاگے گا کانپ کانپ کے دجال شرت فام
فرمائے گا زمین سے خدا، ہاں تو اس کو تھا پھر تو دجل سے گا وہ ملعون ایک کام

آشفقہ عقل ہوئے گی اس رو سیاہ کی

پہنچے گی سر پہ مثل اجل تیغ شاہ کی

۴۸ اپنی زبائیں در بخونکائے گی ذوالفقار اس دم زبان سحر چلے گی نہ زمینار
العصرہ کہہ کے "یا اسد اللہ" وہ ناچار دجال پر لگائیں گے تیغ اجل شکار

ہوئے گا ایک ضرب میں وہ بدگمان دو

گاؤ زمین کسے گی کہ مجھ کو امان دو

۴۹ پھر شاہ زبر تیغ کریں گے وہ سب سیاہ عیسیٰ کہیں گے "واہ عجیب زور ہے یہ واہ"
پھر ہوں گے سوئے شام رواں شاہ دین پناہ اس دم یہ مومنوں سے کہیں گے براتک واہ

ہے دل میں درد فاطمہ کے نور عین کا

اب چل کے انتقام لو خون حسین کا

۵۰ پہنچیں گے شام میں جو شہنشاہ بحر و بر یاد آئے گا حرم ہیں آئے تھے ننگے سر
لشکر کولے کے آئے گا واں عقبہ کالپسر ہوئیں گے شیعیان علیؑ اس پہ حملہ ور

تائید سب پہ قارح بدر و حنین کی!

ہنگام ضرب تیغ صدارت "یا حسین" کی!

۵۱ اُس فوج میں جو ہوئیں گے سرکش بڑے بڑے جوں نقش پازمین پہ وہ ہوئیں گے پڑے
ان غازیوں سے لشکر کفار کیا لڑے جن کی کہ پشت پر ہوں امام زمان کھڑے

دل کھول کر جہاد تو کیوں اہل دیں کریں

جب وقت ضرب محمدی دی، آؤں کر

- ۵۲ ناگاہ ذوالفقار کو دیویں کے جلوہ شاہ
برستی سے جس کی ہوسے قلم رشتہ نگاہ
مثل سپر ہراس میں اک ایک رویا
ڈھونڈے گا آکے دوسرے کی پشت پر پناہ
تائید حق یہ ہوگا ستر نامدار کو
ماریں گے ایک حملہ میں تتر ہزار کو
- ۵۳ ستر ہزار ہوں گے جہنم کو جب رواں
روکیں گے ذوالفقار کو موٹے دو جہاں
آواز فاطمہ کی یہ آئے گی ناگہاں
کیوں تیغ کی نیام میں اے فاطمہ کی جاں
پوچھو خدا سے حال مرے شوروشین کا
بدلہ نہیں ہوا بھی خون حسین ۴ کا
- ۵۴ ان ظالموں میں حق کا شتا سا نہیں کوئی
محبوب کبریا کا تو اسانسیں کوئی
ان سب میں تین روز کا پیاسا نہیں کوئی
اصغر سا ان میں طفل ذرا سا نہیں کوئی
گذرا یہ ظلم لاشے پر کس بے گناہ کے
کاٹے ہی ہاتھ سبط رسالت پناہ کے
- ۵۵ زہرا کی بیٹیاں پھریں بوسے میں در بند
ان میں سے دختر آج ہے کس کی برہنہ سر
چالیس دن پھر امر شبیر نیرے پر
زنداں میں مر گئی مری پرتی بھی بے پدر
ملکڑے کوئی تیرے تم کو سن نہیں ہوا
گھوڑوں سے پائمال مرانا زمین ہوا
- ۵۶ پیدا خدا کے عرش سے ہوئے گی نندا
اب ہم قصاص لیویں گے خون حسین کا
اشد بھی حسین کے اعدا سے ہے خفا
اب ہم ہیں اور عدل اور اس خون کی سزا
منظور ہوئے گا جو یہ رب عیوڑ کو
اک دم میں چھونک دیں گے سزائیں صوڑ کو
- ۵۷ قرآن سے یہ خیر ہے نمایاں علی العموم
ہوئے گی آمد آمد محشر کی جب کہ دھوم
شق ہوں گے آسمان اسیر ہوئیں گے نجوم
باقی رہے گا طاق فریدوں نہ قصر روم
گردوں اڑے گا پینہ سلاج کی طرح
قبروں سے شاہ نکلیں گے خجاج کی طرح

- ۵۸ اک دو کمان کے فاصلے سے ہوگا آفتاب
نقرے کی سب زمین، قیامت برآب و تاب
حدیث سے اُس کی اہل قیامت کو اضطراب
اور پاس کچھ نہ ستر کو ہوگا محض حجاب
اک شوق خلد میں، کوئی نگر جمیم میں
دل انبیاء کے عالم امید و بیم میں
- ۵۹ پھر نہیں گے صور حشر سراقیل تین بار
سپہی صدا میں ہوئے گا قروں کو اضطراب
ہودی کے مزدے نغمہ ثانی میں آشکار
بار سوم میں آئیں گے محشر میں بے قرار
افسردہ دل کوئی کوئی خوش حال ہوئے گا
ہاتھوں میں سب کے نامہ اعمال ہوئے گا
- ۶۰ جبریل سات لے کے فرشتے کئی ہزار
نازل زمین پہ ہوں گے بر فرمان کردگار
اور ڈھونڈیں گے جناب رسالت کا وہ مزار
فرمائیں گے زمیں سے کہ کھج پر آشکار
پوشیدہ کس مقام میں نور اللہ ہے
تجھ میں کہاں مزار رسالت پناہ ہے
- ۶۱ اُس دم زمین عرض کرے گی یہ کانپ کر
قتلہ نے کیا مجھے پاشیدہ اس قدر
کچھ مذہن رسول خدا کی نہیں خیر
ناگاہ اک مقام پہ نور آئے گا نظر
جس میں کہ چاند سے بھی تجلی دو چند ہے
وہ نور آسمان کی جانب بست ہے
- ۶۲ جانیں گے جبریل نبی کا ہے یہ مزار
روح الامیں وہاں یہ ندا دیں گے ایک بار
لے روح مصطفیٰ اتن اقدس میں کر قرار
تب خاک سے وہ نور خدا ہوگا آشکار
جبریل کہہ کے حکم خدائے وودود کا!
اپنی طرف سے بھیجیں گے صفحہ رورود کا!
- ۶۳ سن کر خیر ظہور قیامت کی مصطفام
روئیں گے اور پوچھیں گے پتلے یہ ماہرا
جبریل بے حواس ہوں میں جلد تو بتا
منظور حق کو سے مری امت کے حق میں کیا
ہم تو خدا سے فضل سے فردوس پائیں گے
کہہ دے کہ کلمہ گو بھی مرے بختے جائیں گے؟

- ۶۲ رُوحِ الْأَمَلِیْنِ کہیں گے، نہ ہوں آپ بے قرار جس کو کہو گے تم اسے سختے گا کردگار تم کو بھی اختیار، علیٰ کو بھی اختیار امت پر تم نے اپنے نواسے کیے تبار اس دم بزرگ عرش جو فریاد و داد ہے کیا کیا ترسے حسین کے خالق کو یاد ہے
- ۶۵ خوش خوش براقِ خلد یہ ہوں گے نبی سوار اور آئیں گے نجف میں بعد شہادت و وقار مرقد سے اپنے ہوں گے عیاں شیر کردگار ہمرہ نبی کے حشر میں ہوں گے آشکار قرباں نبی کے، صدتے امامِ عیوڑ کے پہلے عرش بیٹھیں گے منبر پر نور کے
- ۶۶ اللہ سے بادشاہِ حقیقی کا بند و بست ترو امنوں کی سایہ خورشید میں نشست خاموش ایک جاہ زبردست وزیرت گم کردہ عقل ہوں گے ہشیار اور مست رتبہ ہے کیا وہاں کسی سلطان کے واسطے طول حساب ہوگا سینماں کے واسطے
- ۶۷ اکثر فقیر ہوں گے وہاں قدر میں امیر اکثر امیر ہوں گے وہاں قدر میں فقیر جس دم فرشتے ہوں گے مصروف دار و گیر اس دم چلے گا زور جواں کا نہ آہ پیر میزوں میں وزں ہوں گے خطا و ثواب کے اہل گنہ کے گرد فرشتے خذاب کے
- ۶۸ خورشیدِ حشر کا تربت قرب ہوگا آہ اور سایہ کچھ نہ ہوئے گا، اللہ کی پناہ شاہوں کے چتر، نہ فقیروں کی واں گلاہ گریاں ہر ایک چشم، پریشاں ہر اک نگاہ رویا ہے جو حسین علیہ السلام کو ہنتا ہوا اٹھے گا وہ روز قیام کو
- ۶۹ پیدا خدا کے عرش سے ہوئے گی یہ ندا لاؤ ہمارے واسطے لئے ہوتے کیا اکثر کہیں گے ہم ہیں تھی دست اے خدا بعتے کہیں گے لائے ہیں ہم زہد و اتقا مومن کہیں گے الفتِ آلِ رسول ہے
- ۱۵: ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰

- ۷۰ بعد اس کے اہل حشر سے فرمائے گا اللہ اے ہمارے سلسلے سے ہے کوئی داد خواہ؟ دنیا میں جس کو جس نے تیا ہے بے گناہ وہ اس کا نام لے کے بڑھے گا بے اشک و آہ اے کا زبرِ عرش بری داد کے لیے! اور دونوں ہاتھ اٹھے ہوئے فریاد کے لیے
- ۷۱ ہر ایک داد خواہ سے پرچھے گا کبیر یا مظلوم تم میں ہے کوئی میرے حسین سا سب تمہیں کہیں گے، نہیں کوئی اے خدا پنچے گا تب یہ حکم کہ ٹھہرو ابھی ذرا مجھ کو تم ہے اپنے ہی جاہ و جلال کی میں پہلے داد دوں گا محمد کے لال کی
- ۷۲ پوچھے گا تب فرشتوں سے معبودِ عالمیں سب میں بزرگ عرش، مری خاطر نہیں کیا یاں بھی سدراہ ہی اس کے عہدِ دین پہلو کے درد سے نہیں آسکتی وہ حیرت کیا ظالموں کے ظلم سے اب بھی کہتی ہے؟ زہر امرا سے نہیں باہر نکلتی ہے؟
- ۷۳ کہہ دو مری جبینہ سے پیغام یہ مرا خاتونِ حشر معرکہ حشر میں اب آ! کس کی مجال اب جو تائے مجھے جلا شوہر کا تیرے کوئی نہ باندھے گا اب گلا جب تک نہ فیصلہ ہر تراستی کی ذات سے تو چھڑو نہ عرش مرا اپنے ہاتھ سے
- ۷۴ ناگہ زمین حشر کی ہر دے گی سرد تر ہو جائے گی فردِ شہر آتش سقر چرچا یہ ہو گا اہل قیامت میں یک دگر کس عاشقِ خدا کا ہے اب حشر میں گذر اس وقت آفتاب قیامت بھی سر ہے آمدی جس کی ہے وہ رہی میں فرد ہے
- ۷۵ پھر تو نمود ہوں گی وہاں حوریں بے حساب گیسو کشاؤ، خاک بسر اور بے نقاب اور صفتِ بصفتِ نکاریں گی با دیدہ پرآب ناں، اہل حشر بند کرو آنکھ کو شتاب بختِ رسولِ صاحبِ تطہیر آتی ہے خاتونِ حشر مادرِ شہید آتی ہے
- ۷۶ یہاں سے وہی بند میرے غم میں مرزا دیر کے ہاتھ سے کھٹے ہوئے ہیں۔

- ۷۶ سب عورتیں کریں گی خدا سے یہ التجا کیا ہم بھی آنکھیں بند کریں اپنی اے خدا! رو پڑتی بتول کا ہم سے سبب ہے کیا؟ تب آئے گی ندیا ہے اسرار کبریا اس حال سے بتول سوئے عرش آئے گی تم سے وہ شکل فاطمہ دیکھی نہ جانے گی
- ۷۷ نحرین حسین چہرے پر زہرا آئے سے ملا ہے گیسووں پہ خاک بیابان کربلا نخصا سالار گود میں محسن کا ہے دھرا اور ہے شکم ترنگا فتنہ بچے کی لاش کا ہر دم لہو گلے سے وہ بچے اگلتا ہے پہلو کے درد سے نہیں لاشا نھلتا ہے
- ۷۸ آنکھیں کریں گے بند زن و مرد جب تمام ہو گا نمود فاطمہ کا ناقہ خوش خرام حورو ملک چلو میں ہزاروں بہ احترام حوروں کے بعد مریم و حوا کا اہتمام آلودہ ہو گی فاطمہ کی شکل خاک سے روشن زمین حشر مگر روئے پاک سے
- ۷۹ طولانی اک بردا سر زہرا پر آشکار لپٹے ہر ایک گوشے سے لاکھوں گناہ گار ان عاصیوں کو حوری ہٹاویں گی بار بار فرمائے گی بتول میں ہوتی ہوں شرمسار یہ لوگ ہاتھوں سے جو بردا کو نبھائے ہیں حورو امرے حسین کے یہ رونے ملے ہیں
- ۸۰ کا ندھوں پر بند و سرخ ہراک لال کی قبا اک ہاتھ پر عیان ڈر دُندان مصطفیٰ اور ایک پر عامر پر خون مرتضیٰ نقد نجات خلق اس اسباب کی بہا بازار حشر گرم ہراک آہ سرد سے اک دم بھی سوزش آئیں گے پہلو کے درد سے
- ۸۱ خاموش کچھ سخن نہ کسی سے نہ کچھ مقال اور بات بھی کریں گی تو یہ ہائے مرال! نزدیک عرش پہنچے گی جس دم وہ خستہ حال ہوئے گا انبیا کو یہ فرمان ذوالجلال زہرا سے افتخار ہے میری خدائی کو سب جاؤ میری فاطمہ کی پیشوائی کو

- ۸۲ زہرا کی پیشوائی کو آئیں گے انبیا تلمتے سے فاطمہ کو اتاریں گے مصطفیٰ لائیں گے اس ٹکڑے سے تاعرش کبریا پہلو کا درد ہوئے گا اس ہنر سے سوا پونجیوں کے مصطفیٰ عرقی روئے فاطمہ اگر خدیجہ تھامے گی پہلو سے فاطمہ
- ۸۳ مشکل سے ہو گا فاطمہ کا عرش تک گذر ہاتھوں ہی ہاتھ لائیں گی حوری سنبھال کر پھر تو خدا کا عرش ہے اور فاطمہ کا سر وال کھول دیں گی اور بھی گیسو وہ سر بسر ٹکرائیں گی جو عرش سے ماتھے کو زور سے رونے لگیں گے عرش کے حامل بھی شورش سے
- ۸۴ فریاد پھر کرے گی، الہی! دکھائی ہے گردوں ستانی آئی ہے بے چاری آئی ہے میری کمانی خاک میں ساری ملائی ہے دوبار آگ بھی مرے گھر کو لگائی ہے نخر کہاں ستم کا، کہاں نخر حسین ہفتاد ضرب تیغ سے کاٹا سر حسین
- ۸۵ پہلو کا میرے دیکھ شگاف لے مرے اللہ حاضر ہے لاش گود میں محسن کی، کز نگاہ زوداد پر حسین کی سب سے سوا ہے، آہ بے کس تھا، بے وطن تھا، مسافر تھا، بے گناہ مارا ہے پیاسا شمر ستم گر سے پوچھ لے! منکر جو شمر ہوئے تو نخر سے پوچھ لے!
- ۸۶ سر تو کیا تھا میرے پرنے قد لے رب پھر لاش پائمال جو کی اس کا کیا سبب؟ پھر لوٹا اہل بیت کو یہ اور ہے غضب آل نبی کا کرتی ہے امت یہی ادب؟ ناوک سے بے زبانی اصغر کا حال پوچھ نیزے سے زخم سینہ اکبر کا حال پوچھ
- ۸۷ فرزند کو خلیل جو کرنے لگا فدا جنت سے دُنیہ بھیج دیا تو نے اے خدا اور مرتبہ فریح کو قربانی کا ملا! قابل نہ ایک دہنے کے میرا حسین تھا وامر تا جو شیر الہی کا لال ہو وہ شہل گو سفند چھری سے جلال ہو

- ۸۸ ہے قتل پر حسین کے سارا جہاں گواہ
خنجیر گواہ، تیر گواہ اور سناں گواہ
تہنائی پر زمین گواہ آسماں گواہ!
آوراں کی پیاس پر ہے ابی کی زباں گواہ
تو پوچھ کر بلا سے مسافر کے حال کو
چہلم تک نہ قبر ملی میرے لال کو
- ۸۹ یہ حال جب کہے گی تبول شکستہ حال
طیش و جلال و قہر میں آئے گا ذوالجلال
ہے ابتداءِ ظلم جو حسن کا انتقال
پہلے ہی مقدمہ ہووے گا انفصال
قہر خدا کو دیکھ کے سب خلق روئے گی
نیکیوں کو یا اس اپنی شفاعت سے ہوئے گی
- ۹۰ آئے گا تازیانہ آتش چہر ایک بار
ہوں جس کی ایک ضرب میں صد پاشی کو مہار
فرمائے گا مگر کل دوزخ سے کر دگار
لاؤ دشمن تبول کو یہ تازیانہ مار
حاضر جو وہ عدو جفا کار ہوئے گا
زنجیر آتشیں میں گرفتار ہوئے گا
- ۹۱ ظالم پہ تازیانہ لگے گا جو آگ کا
وہ بے حیا پکارے گا میری خطا ہے کیا
قہار آگے قہر میں دے گا اُسے ندا
زہرا کے تازیانہ لگانے کی ہے سزا
ظاہر نشان ضرب کا بعد از وفات ہے
اب تک خمیدہ فاطمہ زہرا کا ہاتھ ہے
- ۹۲ تب اہل حشر زانوں کے بھل گریں گے طاق
بعضے کہیں گے آنحضرت اور بعضے اُلٹاں
ہوئے گی گرد آتش دوزخ شرفشاں
جبریل مصطفیٰ سے کریں گے یہی بیان
کس کو پناہ قہر غفور الرحیم سے
اب نیک و بد جلیں گے شہرا رحیم سے
- ۹۳ جبریل سے کہیں گے نبی کچھ نہ خوف کھاؤ
جاو مریے حسین کو تم کر بلا سے لاؤ
کہنا تمہارا نانا بلاتا ہے جلد آؤ
معبود قہر میں ہے گنہ گاروں کو بچاؤ
فریاد کر کے فاطمہ اب ہاتھ ملتی ہے
امت تمہارے نانا کی دوزخ میں جلتی ہے

- ۹۴ اصغر کی لاش نختی سی ہاتھوں پر رکھ کے لاؤ
زخمی کلیجہ بیٹے کا اللہ کو دکھاؤ!
بے سر شہیدوں کو کبھی ذرا شہر میں لے آؤ
سکھی زباں سفارشِ امت میں اب ہلاؤ
جب اپنے دونوں ہاتھ کے تم اٹھاؤ گے
اک دم میں غاصیوں کو ابھی بختواؤ گے
- ۹۵ جبریل ذوالجنح کو جنت سے لائیں گے
پرفوزرین، سازنبر جہد لگائیں گے
یا قوتِ خلد کی اسے پہل پٹھائیں گے
شیعوں کو یہ نوید فرشتے سنائیں گے
اب کر بلا سے آتا ہے پیارا تبول کا
تو سن چلا ہے راکبِ دوش رسول کا
- ۹۶ جبریل کر بلا کی طرف ہوئیں گے رواں
ہمراہ ہوں گے لاکھ لاکھ بر عزو نشان
قبر حسین پر جو گذر ہو گا ناگساں
جبریل جو سر دیکھے کریں گے یہی بیان
شیعوں سے خوف بہتم سے دوتے ہیں
امت پر قہر آتا ہے اور آپ سوتے ہیں
- ۹۷ مولا، اٹھو اٹھو کہ نبی نے کیا ہے یاد
خود تنگے سروہ عرش کے نیچے میں ایسا
ہے بے قراری آپ کی اماں کو بھی زیاد
اس وقت قہر و طیش میں ہے خالقِ عباد
بیٹے کو باپ بھولا ہے اور بیٹا باپ کو
پر ڈھونڈتے ہیں سارے گنہگار آپ کو
- ۹۸ آواز دیں گے قبر سے مولا کہ میں چلا
نکلیں گے پھر لحد سے شہنشاہ کر بلا
ہوں گے جہنم میں سب شہداء تم کے مبتلا
اور پشت پرٹا ہوا لٹروں کا قافلہ
حرا ہاتھ میں رکابِ امامِ ائمین
اور آگے آگے پیاسوں کا سقا علمین
- ۹۹ کیا حشر میں دورد شہر دیں کروں بیان
بے سر شہید گرد، لباس ان کے خون نشاں
خوارے خون کے چار طرف زخموں سے لٹاں
اور دستِ جبریل میں رہوار کی عنان
پُر خون چہرہ نورِ خدا سے بھرا ہوا
اور سر پر شہ کے تاجِ شفاعت دھرا ہوا

- ۱۰۰ پیش سپاہ شاہِ مسلم دارِ با وفا اس وقت بھی ملالِ تجالت میں مبتلا
اکبر سے یہ کہیں گے کہ یہاں سے کروں میں کیا محشر میں آج ہو گا سکینہ کا سامنا
کھو دے کنویں بھی مشک اٹھائی سکینہ کی
سب کچھ کیا، تر پیاس بجھائی سکینہ کی
- ۱۰۱ اور بعد فرج ہوئے گی خیرِ انسا کی آل زینب کا چہرہ خوں سے اکبر کے سارا لال
کلوٹم بھی کھیرے ہوئے گیسوؤں کے بال مشکیزہ تھا سے زویہ عباس خوش خصال
بانو کے دلوں ہاتھوں پر میت سکینہ کی
چھاتی پھٹے گی دیکھ کے شاہِ مدینہ کی
- ۱۰۲ ہر وقت سوسے عرش وہ میت اٹھا اٹھا میت کا خون بھرا ہوا کرتا دکھا دکھا
بافریکارے گی کہ وہ ہائی ہے لے خدا بچھی مری یہ تین برس کی تھی بے خطا
کھا کر ملنا پختہ شمر کا بے دم ہوئی ہے یہ!
چھوٹے سے سن میں شمر کے ڈر سے موٹی ہے یہ
- ۱۰۳ زہد سالہ اپنے بیڑہ قاسم بھی فوجہ گر اک ہاتھ پر تو دو لکھا کا سہرا ہو میں تر
اور دوسرے پر قاسم گلگلیں تبا کا سر وہ سر دکھا کے تھی سے کہے گی یہ پیٹ کر
فریاد، قتل دو لکھا مر اے خطا ہوا!
پایا ہے میں نے مہر میں یہ سر کٹا ہوا!
- ۱۰۴ پہنچے گا زبیر عرشِ عرضی جب یہ کارواں آئے گا اک فرشتہ قریب شہِ زماں
سوئے گا شہ کو کا قدر مضر وہ لاکے وال ہوئے گی مہرِ بختن اس نامہ پر عیاں
خوش ہوں گے شاہِ بخشش امت کے واسطے
یعنی سند ملی یہ شفاعت کے واسطے
- ۱۰۵ آئیں گے پیشواںِ شہتیر کو رسول م مظلوم کر بلا سے لپٹ جائیں گی بتول
پھر عرشِ حق سے ہو گا اس آواز کا نزول تجھ پر سلام، لے شہِ مظلوم دول معلول
اب فرقی تیری داوری ہے اللہ پر
تجھ کو حسین قتل کیا کس گناہ پر

- ۱۰۶ سبطِ نبی کہیں گے: فلا تجھ پر لے اللہ یہ بندہ ذلیل ہوا قتل بے گناہ
میں سب کا خیر خواہ تھا تو ہے مرا گواہ پر کیا مرا ملاحے شہادت کا مجھ کو گواہ
یارب جو لاکھ بار کرے زندہ تو مجھے
ہر بار سر کٹانے کی ہر آرزو مجھے
- ۱۰۷ پھر رکھ کے اپنے ہاتھوں پر اصغر کی لاش آہ اور قتل نامہ اپنا دکھا کر کہیں گے شاہ
میں نے جو مہر کی تھی شہادت پر لے اللہ سو کر بلا میں جلا کے ہوا قتل بے گناہ
اب تو بھی اپنا وعدہ وفا کر حسین سے
بالکل ادا ہوں آج میں امت کے دین سے
- ۱۰۸ گر میرا خون بہا تو بہا، کچھ نہیں گلا امت کو بخش دے ہے یہ میرا خون بہا
محسن کا واسطہ، علی اصغر کا واسطہ اُس دم ملا کہ سے یہ فرمائے گا خدا
ہے آج اختیار شفاعت حسین کو
دے دو کلیدِ دوزخ و جنت حسین کو
- ۱۰۹ فرمان کر دکار جو یہ پائیں گے حسین آتش کو سب کے گرد سے سر کاٹیں گے حسین
اپنے ہر اک غلام کو بختائیں گے حسین ایک ایک کو بہشت میں لے جائیں گے حسین
دیکھو تو ابنِ فاطمہ کے فیضِ عام کو
اعلیٰ بہشت بخشیں گے ادنیٰ غلام کو
- ۱۱۰ بس لے دہرِ قصہ محشر ہے بے شمار اور نام حسین سے محشر ہے آشکار
ہاتھ اپنے کر بلند ہوئے عرشِ کردگار اور کہہ کر لے خلا تری رحمت پر یہی شمار
سب مومنوں کا محشر شہدوں کے ساتھ ہو
اور آستینِ دست حسین ان کے ہاتھ ہو
تنت تمام شد ماہ ربیع الاول بتاریخِ سیم ۱۲۳۵
مقابلہ شد

تحقیق متن

● قلمی مرثیہ، مخطوطہ ۲۰ ریح الثانی ۱۲۲۸ھ -

● دفتر تاتم، جلد چہارم، مارچ ۱۸۹۷ء دبیر احمدی لکھنؤ۔

بند ۱: یہ بند دفتر تاتم میں نہیں ہے۔

بند ۲: قلمی نسخہ، مصرع ۳ و ۴

فوج ملک جہول میں حضور امام عصر
ارض و فلک مطیع امور امام عصر

بند ۳: قلمی نسخہ ۲ - شہرین سے ایک بشر ہووے گا عیاں

۳ - عیاں سیر کی نسل سے ہووے گا وہ جو ان

۴ - شہرین کرے گا وہ تخییر ناگہاں

بند ۴: قلمی نسخہ مصرع ۱ - اک مرد پھر خروج کرے گا میان شام

دفتر تاتم مصرع ۲ - اک روسیہ خروج کرے گا میان شام

مصرع ۳ - مرد چہار شانہ سیر دل سیاہ قام

قلمی مرثیہ کی بیت ہے۔

ہوگی حکومت اس کی بلا و تمام میں
کر دیں گے صبح مہدی دیں ایک شام میں

بند ۵: مصرع ۴ قلمی نسخہ
اک سال طاق ان میں سے ہوگا کرونگاہ

بند ۷: قلمی مصرع ۱
لکھا ہے صبح روز ظہور شہر انام

بند ۸: دفتر تاتم مصرع ۲
ہاں اے کنندہ درخیر کے یادگار را

قلمی مرثیہ مصرع ۳
بے کس حسین کی تو مصیبت ہے یادگار

قلمی مرثیہ مصرع ۴
دادا کی بے کسی پہ تو روتا تھا بار بار

قلمی مرثیہ مصرع ۵
اب کہہ کے یا علی مئے قبضے کو تھام لے

بند ۹: قلمی مرثیہ مصرع ۵
بندہ ترا کسی کا نہ تقصیر وار تھا

بند ۱۰: دفتر تاتم کے حاشیے پر چھپا ہے اور اس کے تین مصرع جلد سازی میں کٹ گئے۔

جو مصرع ہیں وہ ملاحظہ ہوں کہ دونوں نسخوں کا فرق سامنے آجائے۔

مصرع ۱ - نازل ہوا فرشتہ پر فرماں کبریا

۳ - لیکن ابھی ہے ظالموں کو مہلت جفا

بند ۱۲: قلمی نسخہ کی بیت ہے

سو فخر کائنات کو ہیں اس کی ذات سے
بس انتقام لیویں گے ہم اس کے بات سے

بند ۱۳: قلمی نسخہ مصرع ۲ - لاریب اپنے وعدے کا صادق ہے کردگار

مصرع ۴ - اک بات جانتی ہوں کہ یک یک کو دو کرو

بند ۱۵: قلمی نسخہ مصرع ۱ - زہر کارونا ایک طرف کن ملک اور حال

مصرع ۳ - فراتی ہیں شہیدوں سے با حضرت کمال

بند ۱۸: دفتر تاتم مصرع ۲ - دن نیک، بخت نیک خوشا وقت روزگار

بند ۲۱، ۲۲: دفتر تاتم میں دونوں بند مقدم مؤخر ہیں ۲۲ پہلے اور ۲۱ بعد

بند ۲۶: دفتر تاتم مصرع ۳ - کیا کیا خزانہ جمع ہے غیبت میں یاں ہوا

بند ۲۷: دفتر تاتم مصرع ۴ - پیچھے وہ لاکلام ید اللہ کے بات تک

بند ۳۶: دفتر تاتم مصرع ۴ - "جیسے میان لعن ہے اک عین برقرار"

بند ۳۸: قلمی نسخہ مصرع ۵ - "نقرے کا نیزہ ایک کفت نابکار میں"

متن کا مصرع دفتر تاتم کے مطابق ہے

بند ۳۹: دفتر تاتم مصرع ۲ - طاعت کر دمری کہ میں تم سب کا ہوں خدا

دفتر تاتم مصرع ۵ - اکثر گرسنہ شخص قریب اس کے آئیں گے

بند ۵۱: دفتر تاتم مصرع ۲ - نقش قدم سے ہوں گے سرخاک وہ بڑے

بند ۵۲: دفتر تاتم مصرع ۱ - ناگاہ جلوہ دیں گے حسام علی کو شاہ

بند ۵۴: دفتر تاتم مصرع ۲ - اب ہم قصاص لیں گے حسین شہید کا

بند ۶۶: دفتر تاتم مصرع ۴ - کم کردہ عقل ہزیش گے سب ہوشیار و مست

بند ۶۷: دفتر تاتم مصرع ۲ - اکثر امیر ہوں گے وہاں مشکل میں فقیر

مصرع ۵۔ دفتر نام و قلمی مرثیہ میں "خطا ثواب" درج ہے لیکن صحیح "خطا و صواب" ہے۔ صواب کے معنی ہیں صحیح۔

بند ۸۲: دفتر نام میں دوسرے تیسرے مصرع کی ترتیب مختلف ہے۔

بیت کا پہلا مصرع قلمی مرثیہ میں یہ ہے:

وگہ بجز اور زرد کبھی روئے خاطرہ

بند ۸۲: دفتر نام مصرع ۳۔ دو بار آگ بھی مرے گھر میں لگائی ہے

بند ۸۶: قلمی مرثیہ مصرع ۳۔ زینب کی بے روائی ہے یہ دوسرا غضب

بند ۸۷: قلمی مرثیہ مصرع ۶۔ جوں قریب گو سپند وہ عالی خصال ہو

بند ۹۱: قلمی مرثیہ مصرع ۳۔ قہار کے قہر میں دیوے گا یہ صدا

بند ۹۶: قلمی مرثیہ مصرع ۵۔ شیعہ تمنا کے خوف بہم میں روتے ہیں

بند ۹۸: دفتر نام مصرع ۲۔ بھلیں گے پھر لہر سے شہنشاہ دوسرا

بند ۱۰۱: قلمی مرثیہ بیت:

بانو لہو بھرا یسے کرتا سیکند کا

بند ۱۰۲: قلمی مرثیہ میں بند کی صورت یہ ہے،

ہر وقت سے عرش وہ کرتا اٹھا اٹھا

جس کا یہ کرتا پاس ہے میرے لہو بھرا

کھا کر مٹائے شتر کے بے دم ہوئی ہے وہ

چھوٹے سے کن میں شتر کے ڈر سے کوئی ہے وہ

بند ۱۰۳: مصرع ۳: قلمی مرثیہ: اور دوسرے یہ قائم ناکستہ اکاسر

بند ۱۰۵: دفتر نام مصرع ۱۔ آئیں گے پیشوائی کو شہتیر کا رسول

بند ۱۰۹: قلمی مرثیہ مصرع ۶۔ اعلیٰ بہشت دیویں گے ادنیٰ غلام کو

بند ۱۱۰: دفتر نام مصرع ۳۔ اور نام حسین سے ہے حشر آشکار

۵۵۸

فرہنگ

۱۔ نشر و اٹھنا۔ دوبارہ زندہ ہو کر ساری مخلوق کا میدانِ حشر کی طرف جانا۔ روزِ نشور و روزِ قیامت۔
چوکر۔ بہت عزت والا۔ کیم پر ڈرگن۔ عکس ڈالتے والا۔ ظہور۔ حضرت امام ہدیٰ آخر الزماں کا ظاہر ہونا۔ دورج۔ جو اہر رکھنے کا ڈبہ۔

۲۔ مذموم۔ تحریر لکھا ہوا۔

۳۔ تانی دوسرا۔ آگ۔ لوگ۔ مرد چہار شاہ۔ بہت موٹا آدمی۔ ڈرگن۔ بد صورت۔ مٹھی۔

۴۔ گھوٹ مٹھی۔ سورج گمن۔ خسوف۔ چاند گمن۔

اس بند میں حسابِ تقویم کے اشاروں میں حضرت امام ہدیٰ آخر الزماں کے ظہور کی خبر ہے یعنی حضرت کے ظہور کی علامت یہ ہے کہ تین اور ایک، نو اور سات اور پانچ، کے طاق جیسے میں جب عاشور محرم جمعہ کے دن ہو، اور ایک جیسے میں چاند اور سورج کو گمن لگے۔

۵۔ انہدام۔ گرانا۔ فروے جانا۔ اتارنا۔ شتاب۔ جلدی۔

۶۔ توقفت۔ ٹھہرنا۔ انتظار کرنا۔

۷۔ ورثہ دار۔ مالک۔ وارث۔

۸۔ انتقام۔ بدلہ۔ دروا۔ درست۔ صبح۔ خون بہا۔ خون کا بدلہ۔ انتقام۔

۹۔ کشا دکشا۔ کھولنا۔ غیاں۔ واضح۔ نمایاں۔ خوش نہاد۔ پاک فطرت۔ ایستاد۔ تمام کھڑا ہوا۔

۱۰۔ کارزار۔ جنگ۔ کردگار۔ خدا۔ نیک خو۔ نیک فطرت۔

۱۱۔ شوم۔ منحوس۔

۱۲۔ قصاص۔ انتقام، خون کا بدلہ۔ ویدہ گریاں۔ روحی انکبیں۔

۱۳۔ اسپ البلی۔ چنگبرے رنگ کا گھوڑا۔ سفید و سیاہ رنگ کے گھوڑے کو انبلق کہتے ہیں۔

رکاب بخانا۔ امیر کو گھوڑے پر سوار کرنا۔ خدمت کرنا۔

۱۴۔ نضرہ۔ ایک زندہ جاوید پھیر جو راستہ بھرنے والوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ مستعار لینا۔ کچھ دیر کے

لیے کوئی چیز حاصل کرنا۔

- ۱۵۔ گاؤں میں: پرانے زمانے میں کہا جاتا تھا کہ سطح آب سمندر مچھلی اور مچھلی پر لگے ہوئے گائے کی سینگوں پر کرہ زمین ہے، لگائے جب سینگ ہلاتے ہیں تو زلزلہ آجاتا ہے۔
- ۱۶۔ مرموم: آدمی۔ آنکھ کاٹل۔ تھکی: نورِ طور۔ بہترہ مند: فائدہ اٹھانا۔ پناہ: پوشیدہ۔
- ۱۷۔ مکتب: کتاب کا اصل درمیانی حصہ جس کے چاروں طرف حد بندی ہوتی ہے۔ حاشیہ: چاروں طرف یا تین طرف کی خالی جگہ جس پر کوئی عبارت یا نقش و نگار ہوں۔
- مطلب: خوبصورت و تنگ دہن پر موم پتھوں اور ڈاڑھی کا نشان اور سبزہ منطیوں محسوس ہوتا ہے جیسے چشمہ آب حیات پر خضر کا گذر ہوا ہے یا دہن لفظ ہے اور خطر خسار معنی، یا ایک طرح تازک دہن کی تشبیہ تین اور خطر خسار کی تشبیہ، حاشیے سے دی جائے۔

۱۸۔ تشبیہ: تصویر۔

- ۱۹۔ چارائینہ: سینہ کی حفاظت کا ایک لمبوس جس میں چار فولادی ٹکڑے ہوتے ہیں، ان چار ٹکڑوں کو قرآن و وحی شریعت اور دین سے تشبیہ دی ہے۔ تلوار کو لافحتی الاعلیٰ الامسیف الذوالفقار کی شرح اور تلوار کے جوہر کو قضا و قدر کی آنکھ قرار دیا ہے۔ یہی تلوار، مومن کے لیے تعویذ اور دجال کے لیے قضا کا پھندا ہے۔

۲۰۔ قدسی: فرشتے۔ یعنی جب شاہ انس و جن، امام ہمدی آخر الزماں دریا کریں گے تو سورج، نیلے، چاند، ڈھال، آسمان، گھوڑا، اور ستارے، زہر، دھنک، کمان، نذر دینے حاضر ہوگی حضور کا ایک نشان دار کو کشتاں کہیں گے۔ داہنے ہاتھ پر بلا ٹکڑے، بائیں طرف حق کی فرج جاہ و جلال کے ساتھ ہرگی۔

۲۱۔ پاؤں: وہ پتھر جو ہر چیز کو سونا بنا دیتا ہے۔ سنگ: پتھر۔

۲۲۔ کور: اندھا۔ ٹھکڑ: عدالت۔ داؤ طلب: مقابل۔ موم: چھوٹی

۲۳۔ قم: اٹھو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی مرد سے بے کتے تھے "قم، قم، قم، تو وہ مرد زندہ ہو کر اٹھ بیٹھتا تھا۔

۲۴۔ شیخ مفید: محمد بن محمد بن نعمان، عکبری، بغدادی متوفی ۴۱۳ھ کا لقب ابن کی کتاب الارشاد بہت مشہور ہے۔ پدید: ظاہر۔

۲۶۔ الایح: خچر۔ سواری کا گدھا۔ بکین: قیام پذیر۔ بیٹھا ہوا۔ کبیر: کافر۔ آتش پرست۔ لقمہ: چھانڈی۔ مزاج: پھیر کیوں میٹر کی مسافت۔

۲۷۔ سحر: جادو۔ یارب ارم: سزاؤ کا بنایا ہوا ایک باب۔ عقرب: بچھ۔ مار: سانپ۔

۲۸۔ بزملاء: اعلان کے ساتھ گزشتہ جھوکا۔

۲۹۔ خروج: برآمد ہونا۔ نکلنا۔ ترکست: قطع ہرگی، خوش حالی نہ رہے گی۔ سز سز: بالکل۔ روئیدہ ہونا: آگنا۔ گھیاوتر: نازہ گھاس۔

۳۰۔ فزود: اترنا۔ پینٹنا۔ مژدہ: ظاہر۔ کنار: آغوش۔ گرد: مضمت ناطق، بولنا قرآن۔ الام زمانہ: ضم ہونا۔ مینا: متصل ہونا۔

۳۱۔ ایساوہ ہوتا: کھڑے ہونا۔ مفرد: امکان۔ ارت: ترکہ، میراث۔ ملکیت۔

۳۲۔ قلب: اللہ۔ استعمال الفاظ کا ایک حسن و صنعت۔ صنعت قلب کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ: الفاظ کا اسی طرح واقع ہونا کہ ایک لفظ کو اس طرح استعمال کرنا کہ پہلے لفظ میں حروف کی ترتیب کچھ اور ہو اور دوسری مرتبہ اسی لفظ کو اس طرح استعمال کرنا کہ پہلے لفظ میں حروف کی ترتیب کی ترتیب بالکل برعکس ہو۔ معنی کمال کہتے ہیں جیسے اقبال: لا یبقا اقبال کو جو قلب کیا لا بقا ہوا یا "الطین مقلتا شریح کو تو عرضش ہو پیدا"

۳۳۔ زشت: خام۔ بد صورت۔ کام: قدم۔ اشفتہ: پریشان۔ روئیدہ: کلام۔

۳۴۔ زینہار: خبردار۔ اہل شکار: موت کا نشان۔

۳۵۔ خلوہ: دکھاوا، تلوار کو جلوہ دینا، تلوار کو ہوا میں چلانا۔ بریش: کاٹ۔

۳۶۔ پنبہ: روئی۔ سلاح: روئی دھکنے والا۔

۳۷۔ عودت: تیزی۔ ستر: پردہ۔ حجاب: شرم۔ جیم: جہنم بریم: خوف۔

۳۸۔ صور: بلبل وہ آکر جیسے اسرافیل قیامت سے پہلے تین مرتبہ بھونکیں گے۔ نقوشانی: دوسری مرتبہ بھونکنا۔ آفسزہ: مرجھا یا ہوا۔

۳۹۔ روح الامیں: جبریل۔

۴۰۔ تردامن: جگنہ کار۔

۴۱۔ داروگیر: پکڑ دھکڑ۔

۲۱- ترہد و ارتقا: پرہیزگاری اور تعریفِ خدا۔

۲۲- داد و خواہ: فریادی۔ داد: انصاف

۲۳- خزینی: علم گیں۔

۲۴- مقال: کلام۔ افتخار: اعزاز۔ فخر: پیشوائی۔ استقبال۔

۲۵- برج: زخم، زحمت، ہرج، زحمت۔ عزق: پسینہ۔

۲۶- گردوں: آسمان۔ ہفتاد: ستر۔

۲۷- گوشنہ: بکرا۔

۲۸- انفصال: مقدمہ، انفصال ہوگا۔ مقدمہ کا فیصلہ ہوگا۔

۲۹- مؤرخ: نگہبان۔ مقرر۔

۳۰- خیندہ: جھکا ہوا۔

۳۱- قریں ہے: جلال میں ہے۔

۳۲- دین: قرین۔ ذمے داری۔

اعلیٰ اور معیاری کتابیں

خطبات داد حیات

شیخ البلاغہ: حضرت علیؑ کے خطبات و خطوط کا تادیر نسخہ، ترمیم عبدالرزاق قرظ آبادی

ترمیم احمد جعفری، مولانا مطلق علیؑ

صحیفہ کاظمہ: بیاد کربلا کی ادیب کے حوالہ

مکمل مجموعہ: ترجمہ جبرائیل

صحیفہ علویہ: حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی بارگاہ

ترجمہ و حواشی: سید مرتضیٰ

اسلامیات

احکام القرآن: چودھری

اسلام کا طول و عرض: غلام

اسلامی معلومات: ڈاکٹر

قوت القلوب: تالیف شیخ ابو طالبؑ

صفحات ۲۰۰۰

مفتاح العلوم شرح مننوی مولانا روم

فی حصہ ۴۰ روپیہ

تہذیب احیائے علوم: ترجمہ نذیر حسین

عوارف المعارف: ترجمہ رستم

من کی دنیا: ڈاکٹر غلام

رسول ایمان: ڈاکٹر غلام

شیخ غلام

سیر و سوانح

۱۳۰ روپے	رحمت للعالمین: قاضی سلمان منصور پوری ۳ جلدیں
۳۰۰ روپے	سیرت النبی مکمل ابن ہشام: ترجمہ مولانا عبدالجلیل صدیقی
۹۰ روپے	رسول رحمت: مولانا ابوالکلام آزاد
۴۵ روپے	انبیاء کرام: مولانا ابوالکلام آزاد
۶۵ روپے	آنحضرتؐ بحیثیت سپہ سالار: ترجمہ رئیس احمد جعفری
۶۰ روپے	رسول اکرمؐ کی سیاست خارجیہ: پروفیسر محمد صدیقی
۵۵ روپے	انوار انبیاء: ادارہ تالیف و تصنیف
۶۰ روپے	انوار ادیباء: رئیس احمد جعفری
۸۰ روپے	انوار اصفیاء: ادارہ تالیف و تصنیف
۶۰ روپے	حضرت علی ابن ابی طالب: ارمان سرحدی
۴۰ روپے	الفاطمہؑ مدہ ادعیہ عربی اردو، ترجمہ سیدہ اشرف ظفر
۲۵ روپے	زندگانی سیدالشہداء: ترجمہ سیدہ گلشن بتول
۱۲ روپے	ذکر حسین: مولانا کوثر نیازی
۶ روپے	پہنچہ انقلاب: مولانا کوثر نیازی
۳۰ روپے	الفاروقؓ: شبلی نعمانی
۲۵ روپے	پنجاب کے صوفی دانشور: قاضی جاوید
۶۰ روپے	سیرت ائمہ اربعہ: ترجمہ رئیس احمد جعفری
۸۰ روپے	سید احمد شہید: مولانا غلام رسول مہر
۳۵ روپے	جماعت مجاہدین: مولانا غلام رسول مہر
۶۵ روپے	سرگزشت مجاہدین: مولانا غلام رسول مہر